ترمیم و اضافہ شدہ ایڈیشن

نسیم ہدایت کے جھونکے

اسلام قبول کرنے والے نو مسلم بھائیوں کی کہانی خود ان کی زبانی

افادات

داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی
سرپرست ماہنامہ ارمغان و ناظم جامعۃ الامام ولی اللہ الاسلامیہ پھلت، مظفر نگر، یوپی (انڈیا)

جلد سوم

۳

مرتب

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری، ضلع آکولہ، مہاراشٹر، انڈیا

نام کتاب

نسیم ہدایت کے جھونکے (جلد سوم)

افادات: داعی اسلام حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب مدظلہ

مرتب : مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

معاونین : مولوی الطاف حسین، مولوی محمد الیاس و حافظ عثمان مدرسین دارالعلوم سونوری

کمپوزنگ : مولوی محمد اسحاق و محمد اسید خان اکولوی

صفحات : ۲۲۸

سن اشاعت : ۲۰۱۰ء

دوسرا ایڈیشن : ایک ہزار

قیمت : ۱۰۰ روپے

﴿مرتب کتاب سے خط و کتابت کا پتہ﴾

مفتی محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری نیشنل ہائیوے نمبر ۶

ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا

Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

Mohtamim Darul Uloom Sonori

National Highway No. 6

Dist. Akola Pin. 444107

Maharashtra, INDIA

Ph:(07256)244204

Mob:09422162298

Email:darululoomsonori@yahoo.in

Name of the Book

Nasim-e-Hidayat ke Jhonke (Part-III)

Ifadat Daee Islam Hazrat Moulana Mohd. Kalim Siddiqi Sahab

Compiled by

Mufti Mohd. Roshan Shah Qasmi

Pages: 228 Price: **Rs.** 100/- Siz: 23x36/16

کتاب ملنے کے پتے

☆ مکتبہ دارالعلوم سونوری، ضلع اکولہ، مہاراشٹر، انڈیا 444107

☆ جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت، ضلع مظفر نگر، یوپی، انڈیا

☆ دار ارقم بٹلہ ہاؤس، اوکھلا، نئی دہلی۔ 25

☆ ادارہ اشاعت اسلام جامع مسجد، دیوبند، ضلع سہارنپور، یوپی، پن، 247554

کتابوں کے آرڈر کے لئے درج ذیل موبائل پر رابطہ کریں

09420186856 / 09420186853-Ph-07256-245504

نوٹ : انٹرویو لیتے ہوئے مولانا احمد اواہ صاحب ندوی نے لفظ "ابی" کا استعمال کیا ہے اس سے مراد ان کے والد محترم حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی ہیں

فہرست

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
☆	عرض مرتب	۵
☆	مقدمہ: داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہٗ العالی	۷
☆	تقریظ: محدث العصر شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ مدینہ منورہ	۱۱
☆	تقریظ مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی مدظلہٗ	۱۷
☆	تبصرہ: حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ العالی	۲۰
☆	تبصرہ: حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مظاہر علوم سہارنپور	۲۱
☆	آیئے عہد وفا تازہ کریں	۲۲
۱	جناب عبداللہ صاحب ﴿گنگارام چوپڑا جی﴾ سے ایک ملاقات	۲۵
۲	ڈاکٹر ارم صاحبہ ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات	۳۸
۳	محترمہ شہناز صاحبہ ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات	۴۸
۴	محترمہ سلمیٰ انجم صاحبہ ﴿مدھو گویل﴾ سے ایک ملاقات	۶۰
۵	محترمہ حلیمہ سعدیہ صاحبہ ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات	۶۹
۶	جناب محمد لیاقت صاحب ﴿چویل سنگھ﴾ سے ایک ملاقات	۷۶
۷	ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ﴿کمل سکسینہ﴾ سے ایک ملاقات	۸۷

۸	جناب محمد انس صاحب ﴿ورن کمار چکرورتی﴾ سے ایک ملاقات	۹۷
۹	جناب ڈاکٹر قاسم صاحب ﴿پرمود کیسوانی﴾ سے ایک ملاقات	۱۰۸
۱۰	محترمہ خیر النساء صاحبہ ﴿شالنی دیوی﴾ سے ایک ملاقات	۱۲۰
۱۱	جناب محسن صاحب ﴿رمیش سین﴾ سے ایک ملاقات	۱۲۷
۱۲	مولانا محمد عثمان صاحب قاسمی ﴿سنیل کمار﴾ سے ایک ملاقات	۱۳۸
۱۳	جناب بلال صاحب ﴿ہیرا لعل﴾ سے ایک ملاقات	۱۴۵
۱۴	چودھری آر کے عادل صاحب ﴿رام کرشن لاکڑا﴾ سے ایک ملاقات	۱۵۳
۱۵	جناب ماسٹر محمد اسلام صاحب ﴿پرمود کمار﴾ سے ایک ملاقات	۱۶۸
۱۶	جناب عبدالرحمٰن صاحب ﴿رگھوبیر سنگھ﴾ سے ایک ملاقات	۱۷۷
۱۷	جناب محمد صادق ایڈوکیٹ ﴿ستیندر ملک﴾ سے ایک ملاقات	۱۸۷
۱۸	محترمہ عائشہ باجی صاحبہ ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات	۲۰۰
۱۹	جناب قاضی محمد شریح صاحب ﴿سمیر﴾ سے ایک ملاقات	۲۰۹
۲۰	جناب محمد عمر صاحب ﴿آدیش﴾ سے ایک ملاقات	۲۱۷
۲۱	ڈاکٹر محمد اسعد صاحب ﴿راجکمار﴾ سے ایک ملاقات	۲۲۵
۲۲	ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف	۲۳۶

عرض مرتب

اسلام دین فطرت ہے اور یہ امت خیر امت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس امت کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ انسانیت کو فائدہ پہنچانے والی چیزوں کو باقی رکھتے ہیں اور خس وخاشاک، کوڑا کرکٹ کو صاف کردیتے ہیں۔

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْھَبُ جُفَآءً وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ ط (سورۃ رعد: ۱۷)

انسانیت کی نفع رسانی اور خیر خواہی کے کام جب تک یہ امت کرتی رہی اللہ تعالیٰ نے بھی اسے مقام ومرتبہ عطا فرمایا، جب سے یہ سبق امت نے بھلا دیا ہر قسم کی ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن گئی۔

اس لئے ہمارے تمام مسائل کا حل دعوت کے کام پر کھڑا ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص بھوکا ہے اس کو ایک وقت کا کھانا آپ نے کھلا دیا دو چار گھنٹے بعد پھر اسے وہی ضرورت پیش آجائے گی، اگر کوئی ننگا ہے اس کو آپ نے کپڑے بنوا دیئے چھ مہینہ یا سال کے بعد اسے پھر کپڑے کی ضرورت ہوگی، اسی طرح دنیا کی وقتی ضرورتیں ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ پھر پیدا ہو جاتی ہیں لیکن ان کاموں کی بھی حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے، حدیث قدسی ہے: کل آخرت میں اللہ تعالیٰ بندہ سے پوچھیں گے میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی، میں بھوکا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، میں پیاسا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا اے میرے رب میں یہ کیسے کرتا آپ تو رب العالمین ہیں، ہر عیب سے پاک ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرا فلاں بندہ بیمار تھا، فلاں بھوکا تھا، فلاں پیاسا تھا ان کی ضرورتیں پوری کرتا تو مجھ کو بھی وہیں پاتا۔ (مسلم حدیث نمبر: ۱۵۵۲)

ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی یہ فضیلت ہے تو 'ایمان' جو ہر انسان کی سب سے

پہلی اور سب سے بڑی ضرورت ہے، اس کی دعوت کا کیا مقام ہوگا، اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ اس سے کتنے خوش ہوں گے، حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دعوت کے اندر وہ طاقت ہے کہ مخاطب کو شرک وکفر کی اندھیروں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاکھڑا کرتی ہے تو پھر خود داعی پر اس کا کیا کچھ اثر ہوتا ہوگا۔

الغرض دنیا کے سارے مسائل کا حل امت مسلمہ کا اس فرض منصبی پر کھڑا ہونا ہے، خاص کر ہندوستان کے موجودہ حالات میں جہاں پر نفرت وفرقہ واریت کا پرچار کیا جارہا ہے اور وقفہ وقفہ سے ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں فسادات کی آگ بھڑکادی جاتی ہے جو ہمارے جان ومال کے دشمن بنے ہوئے ہیں ان کا حق اور ان کی امانت ہم ان تک پہنچادیں گے تو وہی ہمارے دوست اور جاں نثار بن جائیں گے تاریخ اس بات کی گواہ ہے، اللہ پاک ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس عطا فرمائے۔

صاحبِ افادات داعیٔ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہم کی دعاؤں اور توجہات کی برکت ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے تیسری جلد بھی اللہ تعالیٰ نے تیار کروادی، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھ کر ہم سب کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائیں، محترم مولانا عبدالمصور صاحب ندوی زید مجدہم ڈونگر گاؤنوی ضلع آکولہ اور برادرم محمد یعقوب علی ولد جناب میر واجد علی صاحب عادل آبادی نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی فرماکر مفید مشورے دیئے اور اس کتاب میں انٹرویوز کے عناوین مولانا الیاس بندے الٰہی صاحب اون، ضلع سورت، گجرات نے لگائے جو ماشاء اللہ بڑے پرکشش ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کی اشاعت کو ہدایت عامّہ کا سبب اور اُمت مسلمہ کے لئے دعوت کے کام پر کھڑا ہونے کا ذریعہ بنائے۔

محمد روشن شاہ قاسمی

مہتمم دارالعلوم سونوری

١١رشوال المکرم ١٤٣٠ھ م کیم اکتوبر ٢٠٠٩ء، بروز جمعرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

منبع اخلاق، مشفق انسانیت، داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندویؒ

خالق کائنات فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ، عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر، عَلِیْم وَخَبِیْر رب نے اپنے سچے کلام میں ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا: هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ التوبہ)

"وہ اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں" حجاز مقدس کی حد تک جناب رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین حق دوسرے تمام باطل مذاہب پر غالب آگیا تھا، مگر یہ عالمی دین سارے عالم میں غالب ہونا ہے، اللہ کے سچے نبی ﷺ نے یہ خبر بھی دی ہے کہ ہر کچے اور پکے گھر میں اسلام داخل ہو کر رہے گا، قرب قیامت کے اکثر آثار ظاہر ہوچکے ہیں، اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری ختم نبوت کے صدقے میں ہمیں عطا کی گئی تھی، اس فرض منصبی سے مجرمانہ غفلت کی وجہ سے دین حق اسلام (جو خیر محض ہے) کا تعارف لوگوں کو نہ ہوسکا اور پوری دنیا میں اس عدم واقفیت کی وجہ سے، یا غلط واقفیت کے نتیجہ میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ اپنے نقطہ عروج پر ہے، مگر اللہ کی شان ہادی اور اس کی ربوبیت کے قربان، کہ اسلام، قرآن اور مسلمانوں کے خلاف اس پروپیگنڈہ سے عام انسانوں میں اسلام کو جاننے کا تجسس بڑھ رہا ہے، ایک زمانہ تھا کہ لوگ اسلام کو، مسلمانوں کے کردار معاملات اور اخلاق سے جانتے

تھے، مگراب جدید ذرائع ابلاغ کی کثرت خصوصاً انٹرنیٹ کی ایجاد نے حقیقی اسلام لوگوں کے بستروں تک پہنچادیا ہے، اس کی وجہ سے پورے عالم میں جوق در جوق لوگ اسلام قبول کرتے دکھائی دیتے ہیں اور حیرت ناک بات یہ ہے کہ قبول اسلام کے واقعات مغربی ملکوں میں زیادہ ہیں جہاں سے خاص طور پر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ ہورہا ہے، روحانیت، اہل محبت اور مذہب سے جنون کی حد تک تعلق رکھنے اور مسلمانوں کے بعد مذہب پر سب سے زیادہ قربانی دینے والوں کے ہمارے پیارے ملک ہندوستان میں بھی اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ پوری دنیا میں بڑی تعداد میں اسلام قبول کرنے والوں کے حالات پر غور کیا جائے تو تین باتیں خاص طور پر حیرت ناک ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ ان خوش قسمت ہدایت یاب ہونے والے نومسلموں کے قبول اسلام میں مسلمانوں کی دعوتی کوشش کا دخل بہت کم ہے، اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس کرکے، اسلام مخالف کسی پروپیگنڈہ سے متاثر ہوکر اسلام کو جاننے کا شوق پیدا ہوا، اسلام کا مطالعہ کیا اور مسلمان ہوگئے، یا اپنے مذہب کی کسی رسم سے انفعال کے نتیجہ میں مذاہب کا تقابلی مطالعہ ہدایت کا ذریعہ بنا۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان خوش قسمت دسترخوان اسلام پر آئے ہوئے نومسلم مہمانوں کے ایمان، تعلق مع اللہ، دین کیلئے قربانی اور دعوت کے جذبہ کو دیکھ کر خیر القرون کے مسلمان یاد آجاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا حال اللہ کے اس فرمان کا کھلا مظہر ہے۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ (سورہ محمد)

”اور اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تعالیٰ دوسری قوم پیدا کردے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے“ اشاعت اسلام کے ان واقعات کی کثرت کے ساتھ جب ہم پوری دنیا کے حالات کے تناظر میں غور کرتے ہیں تو انتہائی خطرناک فکر کی بات سامنے آتی ہے کہ جس تیزی کے ساتھ بلکہ جس طرح جوق در جوق نئے لوگ اسلام کے سایہ میں آتے دکھائی

دیتے ہیں اسی کثرت سے مسلمانوں کے مرتد ہونے واقعات بھی دکھائی دیتے ہیں، بعض مرتبہ تو تعداد اور معیار کے لحاظ سے بالکل متوازی تبدیلی کا فیصلہ دکھائی دیتا ہے، کسی علاقہ میں جتنے نئے لوگ مسلمان ہوتے ہیں اتنے ہی مسلمان مرتد ہو جاتے ہیں یا جس معیار کا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوا اسی معیار کا کوئی مسلمان مرتد ہو گیا۔

دسترخوان اسلام پر آنے والے ان نووارد خوش قسمت نومسلموں کی داستانیں، ہم رسمی اور خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے والی اور جھنجھوڑنے والی ہوتی ہیں اور ان سے جہاں ایک طرف یاس میں آس دکھائی دیتی ہے، وہیں اپنے دعوتی فریضہ سے غفلت کی وجہ سے تبدیلی کی وارننگ بھی سنائی دیتی ہے، کسی نہ کسی طرح اشاعت اسلام کے یہ واقعات ایمانی حرارت پیدا کرنے اور غفلت و جمود توڑنے کا ذریعہ بنتے ہیں، مسلمانوں میں ان خوش قسمت نومسلموں کے حالات پڑھ کر غیرت ایمانی پیدا ہو اور دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو حوصلہ ملے اور ان کی زندگی سے دعوتی تجربات سامنے آئیں، اس مقصد سے الحمدللہ ماہنامہ ارمغان نے چند سالوں سے ہر ماہ ایک نومسلم کی آپ بیتی کا سلسلہ بطور انٹرویو ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کے عنوان سے شروع کیا تھا، یہ اشاعت اپنے مقصد میں، بہت کامیاب ہوئی، ملک کے مختلف رسائل، اخبارات نے ان کو شائع کیا، ان کے مجموعے شائع ہوئے اور اردو کے علاوہ ملک کی دوسری زبانوں میں ترجمے شائع ہونے لگے، اس سے الحمدللہ ملک بلکہ بیرون ملک میں مسلمانوں میں بڑا دعوتی جذبہ پیدا ہوا اور ایک طرح سے صدیوں کا جمود ٹوٹا۔

یہ انٹرویو اس حقیر کے فرزند میاں **احمد اواہ ندوی** اور ان کی بہنوں **اسماء ذات الفوزین امت اللہ اور مثنیٰ ذات الفیضین سدرہ** نے لئے ہیں، ان آپ بیتیوں کے بعض مجموعے کتابی شکل میں پہلے بھی شائع ہو چکے ہیں، مگر اب مکمل طور پر کام کرنے کے لئے ہمارے ایک بلند ہمت رفیق، داعی الی اللہ، خادم

قرآن وسنت، محب ومکرم جناب مفتی روشن شاہ صاحب قاسمی زید لطفہٗ نے نئی ترتیب کے ساتھ شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے، مفتی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بڑا حوصلہ اور بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے، انھوں نے لسان تبلیغ حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہٗ سے اپنے ذاتی اور طویل تعلق کی بنا پر خاص استفادہ کیا ہے اور ہمارے تبلیغی اکابرین کی تقریروں اور ملفوظات کی ترتیب واشاعت کا مبارک کام اللہ نے ان سے لیا ہے اور بہت کم وقت میں خود الحمد للہ علاقہ میں تعلیم ودعوت کے سلسلہ میں قابل رشک خدمات ان سے لی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو دینی دعوتی خدمات کے لئے بھی بڑے جذبہ اور سلیقہ سے نوازا ہے، انھوں نے نومسلموں کی ان تمام آپ بیتیوں کو جو ارمغان میں شائع ہوئی ہیں ترتیب وار مرتب کر کے اشاعت کا پروگرام بنایا ہے، یقیناً ایک مبارک قدم ہے اور مفتی صاحب موصوف کی طرف سے ملت کے لئے ایک مبارک تحفہ ہے، جسے وہ ''نسیم ہدایت کے جھونکے'' کے نام سے ملت کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

میں مفتی صاحب موصوف کو اس اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، بہ دل وجان دعا ہے کہ یہ مجموعہ خیر امت کے افراد کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر پھر ماضی کی عزت اور خیر امت کے منصب پر لانے کا ذریعہ بنے اور مفتی موصوف کے لئے ذخیرۂ آخرت اور سعادت دارین کے حصول کا وسیلہ ثابت ہو۔

خاک پائے خدامِ دین

محمد کلیم صدیقی

جمعیت شاہ ولی اللہ، پھلت ضلع مظفر نگر، یوپی

۲/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تقریظ

فضیلۃ الشیخ محدث العصر

محمد عوامہ حفظہ اللہ

مدینہ منورہ سعودیہ عربیہ

(عربی نسیم ہدایت کے جھونکے کی تقریظ کا یہ ترجمہ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا للاسلام وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله، والصلوات التامات والتسلیمات المبارکات علی سیدنا محمد سید السادات، واله و اصحابه ذوی المقامات العلیا وعلیٰ من تبعهم واقتفیٰ اثرهم بالدعوة الی سبیله بالحکمة والموعظة الحسنة. اما بعد

عالم باعمل صاحب بصیرت اور دور اندیش داعی اسلام جناب حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم سے پہلے بھی کئی بار مدینہ منورہ میں شرف ملاقات کی سعادت سے بہرہ مند ہو چکا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی امان میں رکھے، اور آپ کی مخلصانہ مساعی جمیلہ سے مسلمانوں کو استفادہ کا موقع عنایت

فرمائے، اللہ نے ہندوستان میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، احمد بن عبد الرحیم کے مولد و مسکن موضع پھلت میں آپ کی ملاقات وزیارت کا شرف بخشا، اور پھلت کی اس جامعہ میں جس کے آپ بانی مبانی ہیں، اور جو حضرت شاہ ولی اللہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء سے مل کر آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل میں فرحت پیدا ہوئی، الحمدللہ علیٰ ذلک۔

موصوف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نانیہالی خاندان کے چشم و چراغ ہیں، جو خاندان ایک عظیم اور بابرکت خاندان ہے، پیدائشی طور پر آپ عجمی ہیں لیکن اپنی اصل اور خاندانی طور پر خالص عربی ہیں، جناب حضرت مولانا کلیم صدیقی صاحب علم وعمل اور دعوت الی اللہ کے میدان میں ایک ایسی مبارک درخت کی شاخ ہیں جو کہ افراط وتفریط سے پاک ہے، اور یہ درخت باصلاحیت صالح علماء اور دعاۃ کرام کے امام اور پیشوا شیخ ابوالحسن علی ندوی کی ذات گرامی قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں ڈھانپے، اور اپنی رضا عطا فرمائے۔ موصوف حضرت مولانا علی میاں ندوی کے مسترشدین میں سے بھی ہیں اور آپ کو ان کی جانب سے خلافت بھی حاصل ہے۔ شیخ ابوالحسن ہی کی ایما پر آپ نے دعوتی جد وجہد شروع فرمائی اور بحسن وخوبی اس کو انجام دینے میں ہمہ تن مصروف ہیں، آپ اپنے اسلاف کے بہترین جانشین ہیں۔

علوم ومعارف کے راستہ میں زبان ووطن کی اجنبیت اور دوری ایک بڑی رکاوٹ اور حجاب ہوا کرتی ہے، جو علوم سے استفادہ کیلئے مانع ہوتی ہے، اسی بنا پر

جناب مولانا کلیم صدیقی نے بفضلہٖ تعالیٰ عربی زبان میں ایک رسالہ ''الخیر'' اور اردو زبان میں ماہنامہ ''ارمغان'' کے نام سے دعوت اسلام اور تعلیمات اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے، اور دستر خوان اسلام پر آنے والے ان نو واردو اور خوش قسمت حضرات کے انٹرویوز اور کارگذاریاں شائع کرنے کے لئے، جو موصوف محترم کی دعوت سے متأثر ہوکر جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں، جاری کئے ہیں۔ اللہ کے احسان اور اس کی توفیق کے نتیجہ میں شیخ کے دست حق پر اور آپ کے ذریعہ اسلام لانے والے خوش قسمت افراد کے ہاتھوں پر لاکھوں افراد مشرف باسلام ہو چکے ہیں، اور یہ خوش قسمت لوگ ہندوستان کے مختلف طبقات اور مختلف عمروں کے ہیں۔

بہت سے وہ افراد جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت یاب فرمایا ہے اور ان کے قلوب کو نور اسلام سے منور فرمایا ہے، ان کے عجیب وغریب اور عبرت آموز قصے تاریکیوں سے روشنی کی طرف آنے اور گمراہی سے ہدایت پانے کے موصوف نے دو جلدوں میں شائع فرمائے ہیں، پھر عربی زبان میں منتقل شدہ انٹرویوز کو آپ کے فیض یافتہ اور داماد جناب ڈاکٹر محمد اویس صاحب نے ایک کتاب میں یکجا کرنے کا کام شروع کیا ہے، جو کہ حجم کے اعتبار سے مختصر ہے لیکن اس کی زبان سلیس ہے اور ترجمہ بامحاورہ ہے، اللہ تعالیٰ ڈاکٹر محمد اویس صاحب کو نظر بد سے محفوظ رکھے اور مزید ہمت اور توفیق بخشے۔ انھوں نے مجھے پہلی جلد ہدیہ کی ہے، جو ۲۰۷ صفحات پر مشتمل ہے، اور جس میں کل بیس خوش قسمت حضرات وخواتین

کے انٹرویوز اور کارگذاریاں جمع کی گئی ہیں، یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ برادرم محمد اویس صدیقی نانوتوی ایک جلیل القدر عالم دین، جناب حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے خاندان کے ایک فرد ہیں، مولانا قاسم نانوتویؒ اسلامی بیداری اور تعلیمات اسلام کے امام ہیں، اور آپ کی کوششوں کے نتیجہ میں ہی ایک عظیم الشان دارالعلوم موضع دیوبند میں قائم ہوا، پھر اس دارالعلوم کا فیض اولاً ہندوستان میں اور ثانیاً عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچا۔ اہل علم کے نزدیک دارالعلوم از ہر ہند کی حیثیت سے جانا پہچانا جاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی خاندانی طور پر صدیقی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر صدیق سے جاملتا ہے، زیر نظر کتاب ”ہبات من نسیم الہدایۃ“ میں جو ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی ہے وہ بغیر اس کے مطالعہ سمجھ میں آنی مشکل ہے۔ اور اس کے تجرباتی مطالعہ کے لئے ایک لمبی مدت درکار ہے لیکن میں ذیل میں کچھ اہم اور قابل ذکر باتیں پیش کر رہا ہوں۔

۱) اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کے قلوب کی زمین بالکل ہموار ہے، اور دلوں میں ہدایت کی طلب اور پیاس موجود ہے، اور دعوت کے لئے میدان بہت کشادہ ہے، لہٰذا مخلصین حضرات اس کوچہ دعوت میں آئیں اور اپنے اپنے جوہر دکھائیں، بقول شاعر:

راستے بند ہیں سب کوچہ دعوت کے سوا

۲) اس کتاب کے مطالعہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے، اور یہ

بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام بالکل فطری دین ہے،اس لئے اس کی دلیلیں بھی بالکل فطری ہیں،عقائد،عبادات اور اخلاق وغیرہ کے بیان میں اس کے لئے فلسفیانہ اور مناظرانہ انداز اور دلائل کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور داعی اپنے مدعو کے دل کو دستک نہیں دے سکتا ہے،اور نہ اس کے قلب کے پردہ کو اٹھا سکتا ہے،مگر بالکل فطری انداز میں اور مسلسل لگن کے ساتھ۔ایک عرصہ تک علماء اسلام اپنے ہمعصروں کے ساتھ اپنے فلسفیانہ اور مناظرانہ دلائل اور انداز کے ساتھ میدان دعوت میں مشغول ومصروف رہے۔

۳) کتاب پڑھ کر ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ داعی کے ساتھ ہمیشہ علم و حکمت کا توشہ رہنا چاہئے ،تا کہ بوقت ضرورت داعی بحسن وخوبی میدان دعوت میں اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

۴) داعی بلکہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا کردار اسلامی اخلاق کی روشنی میں آراستہ کرے تا کہ وہ دوسروں کے لئے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہو سکے،اور صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے حال سے بہترین داعی ثابت ہو۔

۵) درج بالا فوائد کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کتاب کے مطالعہ سے اخذ ہوتی ہے کہ دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی ایک God Gift (خدائی عطیہ ہے)،اور یہ بات فضیلۃ الشیخ مولانا محمد کلیم صدیقی دامت برکاتہم جیسے دعاۃ کی رہنمائی اور تجربہ سے بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

اخیر میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں ”ہبات من نسیم الہدایۃ“ کی

دوسری جلد کا ابھی سے منتظر ہوں، اس کے اندر ہماری عقلوں کے لئے غذا اور روح کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہ کتاب اسلام اور مسلمانوں کے لئے روشنی اور مستقبل کی بشارت دیتی ہے۔

محمد عوامہ

مدینہ منورہ

۶ر رجب ۱۴۳۲ھ

تقریظ

حضرت مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی زید مجدہم
استاذ تفسیر و فقہ جامعۃ الامام شاہ ولی اللہ و
ایڈیٹر ماہنامہ ارمغان، پھلت، مظفر نگر یوپی

دعوتِ دین مسلمانوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، اسی عمل سے ان کی سربلندی اور سرفرازی رہی۔ اور اس کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ خدا و خلق کی نگاہ میں بے اعتبار اور بے حیثیت ہوتے گئے، مسلمانوں کو موجودہ زمانہ میں جتنے مسائل درپیش ہیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی حیثیت کے لئے جو چیلنج موجود ہیں ان سب کا حل اور مشترک علاج کارِ دعوت سے عملاً وابستگی ہے، اسپین کے مسلمان دوسرے ممالک کے مسلمانوں سے کس چیز میں پیچھے تھے؟ مال و دولت کی ان کے پاس کمی نہیں تھی علم و فن فلسفہ و سائنس میں دنیا کی پیشوائی کر رہے تھے، لیکن داعیانہ صفت کے فقدان کے بعد کوئی دنیاوی اور علمی ترقی ان کے قومی اور مذہبی وجود کی ضامن نہیں بن سکی۔

اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ وہ دنیا کے ہر خطہ میں اپنے مذہب و عقیدہ اور تہذیبی و ثقافتی شناخت کے ساتھ باعزت زندگی گزاریں اور انہیں آبرومندانہ پھلنے پھولنے کے مواقع حاصل ہوں تو انہیں سب سے پہلے اس کارِ منصبی کی طرف پوری توجہ کرنی ہی پڑے گی قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیتوں کے سیاق و سباق اسکے ظاہر و باطن اور بین السطور پر غور کرنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوتی ہے یَا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:۶۷)

اے رسول! جو کچھ تمہارے رب کی جانب سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچادو، اگر تم نے یہ نہ کیا تو تم نے کارِ رسالت کا حق ادا نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں (کے شر) سے بچائے گا، ماہنامہ ارمغان (پھلت ضلع مظفر نگر یوپی) جو ایک خالص دینی دعوتی رسالہ ہے اس کے مقاصد میں ابتدا ہی سے یہ جذبہ شامل ہے کہ خدا کے بندوں کو خدا سے ملانے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کے لئے ملت اسلامیہ کو آمادہ کیا جائے اور انہیں ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا جائے اس سلسلہ میں دینی دعوتی ذہن رکھنے والے اہل قلم خصوصاً داعیِ اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی مختلف موضوعات کی دعوتی تحریروں کے ساتھ "نسیم ہدایت کے جھونکے" کے عنوان سے ہر ماہ اسلام قبول کرنے والی ایک خوش نصیب شخصیت کے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کیا گیا الحمد للہ یہ سلسلہ توقع سے بڑھ کر کارآمد اور مفید ثابت ہوا اور اس نے ملک کی جامد فضا میں ایک ارتعاش پیدا کر دیا، خصوصاً دعوت کی راہ کے مختلف مسائل کو سمجھنے اور اس سلسلہ کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی راہ ہموار ہوئی اور بڑے پیمانے پر دعوتی ذہن سازی کا کام انجام پایا، ایک ارب سے زائد آبادی کے اس ملک میں جہاں تقریباً ہر پانچواں فرد مسلمان ہے اور خیر امت ہونے کے سبب داعی الی اللہ کے منصب پر فائز ہے، اتنی بڑی تعداد تک یہ پیغام پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر صوبہ اور ہر شہر سے یہ آواز بلند ہو اور چراغ سے چراغ جلتے رہیں، مقامِ شکر ہے کہ ملک کے ایک ممتاز عالم و مصنف اور داعیِ دین مفتی محمد روشن شاہ قاسمی نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور ان انٹرویوز کو نئی ترتیب و تزئین کے ساتھ پیش کر دیا موجودہ زمانہ میں دعوت کے لئے ماحول بہت سازگار ہے، پوری دنیا میں قبول اسلام کی لہر چل رہی ہے اور لوگ از خود اسلام کی خیر کی طرف لپک رہے ہیں اس لئے اگر تھوڑی سی دردمندی اور انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی تڑپ اور فکر کے ساتھ دعوت پیش کی جائے تو

توقع سے بڑھ کر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں، ان تمام انٹرویوز کا یہی مشترکہ پیغام ہے، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کی اس دردمندانہ گفتگو پر یہ تحریر ختم کی جاتی ہے: کیا اسلام کے لئے اب بھی وقت نہیں آیا کہ وہ اقوام بھی دریوزہ گری چھوڑ کر اپنے روایتی استغناء اور غیرت مندی کی بنیادوں پر کھڑی ہوں اور اپنے اساسی مقصد (دعوت الی اللہ) کو سنبھالے جس سے اس کی حقیقی برتری کا جلوہ دنیا پھر ایک بار دیکھ لے جو صرف دعوتِ دین ہی کے راستہ سے نمایاں ہو سکتا ہے۔"

(دینی دعوت کے قرآنی اصول، مؤلفہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ ص:۱۶)

وصی سلیمان ندوی

۸/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۰ھ

تبصرہ: از حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہٗ
خلیفہ مجاز: حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ
داماد: حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحبؒ امیر جماعت تبلیغ
امین عام: جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی مدظلہٗ ناظم جامعہ امام ولی اللہ پھلت، مظفر نگر کو حق تعالیٰ شانہٗ نے دین کی دعوت اور اسلام کے عالم گیر پیغام اخوت کو برادران وطن تک پہنچانے کے لئے ایک خاص سلیقہ اور مخصوص جذبہ عطا فرمایا ہے، چنانچہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر کثرت کے ساتھ ان کے ذریعہ قبول اسلام کا سلسلہ رواں دواں ہے، اور جس کے نتیجہ ہندوستان اور بیرون ہند میں تبلیغ اسلام کی ایک عظیم اور جدید تاریخ مرتب ہورہی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ مولانا موصوف کی حفاظت فرمائے اور ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔

پیش نظر کتاب ایسے ہی قبول اسلام کرنے والے نومسلم بھائیوں کی کہانی ہے جو خود انہی کی زبانی انٹرویو کے طور پر مرتب کی گئی ہے، مولانا مفتی محمد روشن شاہ قاسمی، اکولہ، مہاراشٹر، اس کتاب کے مرتب ہیں، کتاب اپنے مضامین کی اثر انگیزی اور دین کے خاطر جان ومال، عزت و آبرو کی قربانی دینے والوں کے عبرت انگیز حالات کی وجہ سے اس درجہ تاثیر اور کشش اپنے اندر رکھتی ہے، کہ مختصر سے مختصر عرصہ میں اس کے متعدد ایڈیشن (ہندوستان و بیرون ہند) سے شائع ہوئے، جب کہ حال ہی میں اس کا جدید ایڈیشن کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مبارک شاہ سہارنپور سے بھی شائع ہوکر آچکا ہے، کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۱۰۸؍ برادران وطن کے قبولیت اسلام کی تاریخ اور حیرت انگیز داستان آگئی ہے، خدا کرے یہ سلسلہ دراز تر ہو اور اس مبارک جدوجہد کے ثمرات کی مزید تاریخ اور داستان امت مسلمہ کو پڑھنے بلکہ نصیحت اور اثر پذیری کے لئے ملتی رہے۔

(ماہنامہ یادگار شیخ محلہ مفتی سہارنپور جون، جولائی ۲۰۱۰ء)

نسیم ہدایت کے جھونکے پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مفتی،

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب صاحب مدظلہ کا تبصرہ

مذکورہ کتاب کوئی مستقل تصنیف وتالیف تو نہیں مگر اپنی افادیت اور اثر آفرینی کی باعث مستقل تصنیف وتالیف سے بڑھ کر ہے در اصل یہ کتاب ان نو مسلم بھائیوں کی داستانِ حیات ہے جنہوں نے کفر وشرک سے بیزار ہو کر بالواسطہ یا بلا واسطہ داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب دامت برکاتہم کے دست حق پرست پر کفر وشرک سے توبہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ **بلکہ ان میں سے بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے حالت کفر میں مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے ہراول دستہ کی قیادت کی اور اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہوئے اس میں جی جان سے لگے تاکہ ان کی آتما (روح) کو سکون وچین ملے** مگر انہیں سکون کے بجائے بے سکونی، بے چینی، ڈر اور خوف ملا۔ اور بالآخر انہیں چین وسکون اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں میں نصیب ہوا اور پھر اسلام لانے کی پاداش میں ہر تکلیف کو برداشت کیا مگر کوئی تکلیف بھی ان کے پاؤں کو متزلزل نہیں کر سکی۔ **درحقیقت ان نو مسلم بھائیوں کی یہ داستانِ ایمان ہم جیسے خاندانی مسلمانوں کو خواب غفلت سے جھنجھوڑتی اور ہماری حقیقت کو آئینہ دکھاتی ہے اور بلاشبہ بعض مرتبہ اپنے اوپر شک گذرنے لگتا ہے کہ ہم مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔**

اس لئے کتاب کی خوبیوں کا اندازہ تو صرف پڑھنے ہی سے ہوگا کتاب ہر **خاص وعام کے پڑھنے کی ہے خصوصاً دعوتی کام کرنے والوں کے لئے تو بہت ہی اہم ہے** کیونکہ اس سے نیا عزم وحوصلہ ملے گا نئی راہیں کھلیں گی اور دعوتی کام میں آنے والی ہر تکلیف کو برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔

(ماخوذ از ماہنامہ مظاہر علوم جنوری ۲۰۱۰ء ص ۴۷)

آغاز سخن

آیئے عہدِ وفا تازہ کریں

زمین وآسمان کے مالک جس نے اس پوری کائنات کو اپنے حکم سے پیدا فرمایا اس کو خوبصورتی عطا کی اور اپنی اَن گنت مخلوقات سے اس کو آباد کیا ،اس نے اس پوری کائنات کو اپنے تعارف، پہچان اور شناخت کا ذریعہ بنادیا، اسی نے اس کی حکمرانی، پاسبانی اور نگرانی کے بطور انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اس عالم میں اپنا نائب بنایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃ (ترجمہ: میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں) اور حضرت انسان کی رہنمائی اور رہبری اور رشد وہدایت کی راہ پر لانے کے لئے نبیوں کا ایک طویل سلسلہ جاری فرمایا جو حضرت آدمؑ سے شروع ہو کر جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر آکر ختم ہوا تاکہ یہ انسان وہ عہد الست بھول نہ جائے جو اس نے عالم بالا میں اپنے پروردگار سے کیا تھا، اللہ کے یہ برگزیدہ بندے اپنے اپنے دور میں قوموں، قبیلوں اور خاندانوں میں بھیجے گئے اور دین کا، ایمان کا، اخلاق کا، انسانیت کا سبق بھٹکے ہوئے انسانوں کو دیتے رہے اور اخیر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اس کارزار عالم میں اس سلسلہ کی آخری کڑی بن کر تشریف لائے اور دنیا کے باطل ایوانوں میں توحید خداوندی کی ایک پراثر آواز سے لرزہ پیدا کردیا اور انسان کو انسانیت کا وہ سبق جو اس نے بھلا دیا تھا پوری قوت، طاقت، ہمت اور قربانی کے ساتھ یاد دلایا آپ ﷺ کی یہ آواز کہ ”اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ کہہ دو کامیاب ہو جاؤ گے“ مکہ کے ایک بنجر پہاڑ کی چوٹی سے بلند ہوئی اور پورے عالم میں پھیل گئی آپ ﷺ اپنے ساتھ خدا کی طرف سے ایسا دستور العمل اور قانون وشریعت لیکر آئے جو انسانی فطرت کا ہمراز اور دم ساز تھا زمین وآسمان نے کبھی اتنے موثر اور ہمہ گیر قانون کا تجربہ نہیں کیا تھا، لہٰذا باطل کے

سارے ان کے نظام کے سامنے فیل ہو گئے اور قرآنی تعلیمات، اس کی آیات اور نشانات کے ذریعے انسان نے انسانیت کا ایسا سویرا دیکھا جس میں ساری تاریکیاں کافور ہو گئیں۔

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (سورہ الصف آیت:۹) ترجمہ: وہی ہے جس نے ہدایت اور سچا دین دیکر اپنے رسول ﷺ کو بھیجا تا کہ دین کے تمام بناوٹی شکلوں پر اس سچے دین کو غالب کر دے چاہے مشرک لوگ کتنا ہی برا مانتے رہ جائیں' یہ لازوال ابدی ہدایت کا سرچشمہ وہ قرآن مجید ہے جس کے بارے میں خود اسکے بھیجنے والے نے یہ کہا" یہ ایک پیغام ہے تمام انسانوں کے لئے اور یہ بھیجا گیا اس لئے کہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں خدا بس ایک ہی ہے۔"

محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صرف رہبر انسانیت ہی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ ان کو شرافت اور زندگی کے لئے صلاح وفلاح اور صفات حسنہ کا نمونہ بھی بنا کر بھیجا مزید یہ کہ انسانیت کو راہ راست اور معیار اعلیٰ پر لانے کے لئے ایسی کاوش کے ساتھ بھیجا جس سے انسانوں کو جانوروں جیسی بے مہار زندگی سے نکل کر خیر وکامیابی کی زندگی میں داخل ہونے کی راہ ملی، رب العالمین نے اسی بنیاد پر ان کو رحمت للعالمینی کی صفت عطا فرمائی، وہ امت جس کی طرف آپ بھیجے گئے اس کو بھی دعوت الی اللہ اور کلمہ توحید کو عام کرنے کے لئے ایسے مکلف بنایا گیا کہ جس کے کرنے پر ہی اسکی خیر وفلاح اور کامیابی وکامرانی کو مقدر کیا گیا، كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ... الخ، لہٰذا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ امت نے جب جب دعوت کی ذمہ داری کو پورا کیا وہ کامیاب رہی اور جب جب اس فریضہ سے غافل ہوئی امت ذلت ورسوائی سے دوچار ہوئی، انفرادی اعتبار سے ہو یا اجتماعی اعتبار سے جب جب پیاسی قوموں تک حق وصداقت کی بات اور کلمہ توحید کی دعوت پیش کی گئی، ایمان واسلام کی بارشیں برسیں، نسیم ہدایت کے جھونکے چلے اور اسکے دامن میں سلگتی، سسکتی، تڑپتی، کراہتی

انسانیت نے راحت وآرام چین وسکون اور اطمینان کی سانس لی آج کے اس پُر آشوب دور میں بھی الحمد للہ جو لوگ اس فرض منصبی کو ادا کرنے میں سرفروشانہ جدوجہد کر رہے ہیں، خداوند عالم اپنے فضل اور ان کی محنتوں سے بھٹکتے انسانوں کو جادہ حق وصراط مستقیم سے ہم کنار کر رہا ہے لہذا ضروری ہے کہ ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی تڑپ کڑھن سوز واضطراب اور انکا درد لیکر پوری انسانیت کو مخلوق پرستی کی لعنت سے نکال کر خالق سے جوڑنے اور کفر اور شرک کی بھول بھلیوں سے نکال کر توحید کی شاہ راہ پر لانے کی کوشش کریں، اسی کے ساتھ یہ موازنہ بھی کریں کہ اس فرض منصبی کو ادا کرتے میں ہم کہاں تک اپنی ذمہ داریوں کو نبھار ہے ہیں، اور جو واقعات آپ ﷺ کی زندگی میں پیش آئے ہمیں ان سے کہاں تک مناسبت ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پس پشت ڈال دیا کہیں ایسا تو نہیں کہ دھکے کھا کھا کر جس پیغام کو رسول اللہ ﷺ نے ہم تک پہنچایا تھا اسے ہم دھکے دے دے کر اپنے گھروں سے نکال رہے ہیں کیا کسی کو کفر وشرک کی حالت میں دیکھ کر ہمارا دل بے چین ہوتا ہے، کیا کسی کو کفر کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوتے ہوئے دیکھ کر ہماری آنکھیں نم ہوتی ہیں، کیا طائف کے واقعہ کی کوئی جھلک ہماری زندگی میں پیش آئی کیا خواب میں بھی دعوت کے لئے کسی گھاٹی میں نظر بندی کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی ہے، پھر ہم کیسے آپ کے امتی ہیں امت کے کندھوں پر ڈالی گئی ان آفاقی ذمہ داریوں کا تقاضہ ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے فرض منصبی کو سمجھیں اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دعوت الی الایمان کے لئے متحرک ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے کئے گئے عہد کو وفا کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں اور امت کی زبوں حالی پستی و ذلت کا علاج اسی نسخہ شفاء سے کریں جسے رسول اللہ ﷺ نے امت کے ہر فرد کے ہاتھوں میں دیا تھا، اللہ ہم سب کو اپنا فرض منصبی ادا کرنے کی توفیق دے،

محمد روشن شاہ قاسمی

۴۳ اسلام ملا اور میری بیوی ملی

جناب عبداللہ صاحب ﴿گنگارام چوپڑا جی﴾ سے ملاقات

میری آپ سے اور سبھی سے درخواست ہے کہ میرے لئے اس کی دعا کریں کہ اللہ میرا ایمان اور زندگی حالت میں خاتمہ فرمائیں۔ میں نے اپنی بیوی کو وہ سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ میں مرجاؤں تو وہ میری قبر میں میرے کفن کے ساتھ سرٹیفکیٹ رکھ دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا یہ جعلی سرٹیفکیٹ قبول کرلے بلکہ میرے لئے کیا ساری دنیا کے لئے بھی میری یہی دعا ہے اور سب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کے ساتھ موت عطا کرے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبداللہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال :عبداللہ صاحب بہت زمانہ پہلے ابی اپنے ایک مضمون میں جو ہمارے یہاں کی اردو میگزین ارمغان میں چھپا تھا آپ کے قبول اسلام کے واقعہ کا ذکر کیا تھا، اسی وقت سے آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا اور دلی خواہش تھی کہ ارمغان میں جو اسلام قبول کرنے والے خوش قسمت لوگوں کے انٹرویو شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، آپ سے بھی ایک ملاقات ہوجائے، تو خود آپ کی زبان سے باتیں معلوم ہوں، اللہ نے بڑا کرم کیا کہ آپ آگئے میں آپ کا کچھ وقت لینا چاہتا ہوں اور آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: بڑی اچھی بات ہے، آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی، حضرت نے تعارف کرایا کہ یہ احمد میرے بیٹے ہیں، بہت اچھا لگا آپ کی صورت دیکھی دل کو لگا کہ اللہ نے حضرت کو اولاد بھی بہت پیاری دی ہے، اصل میں میں اسکوٹ ہارٹ ہاسپٹل میں زیر علاج ہوں، میرا آج چیک اپ کا دن تھا، مجھے معلوم ہوا تھا کہ مولانا صاحب دہلی میں مل سکتے ہیں، میرا دل واقعی بہت چاہ رہا تھا کہ کسی طرح مولانا کے درشن ہو جائیں کئی سال ہو گئے کوشش کے باوجود مل بھی نہیں سکا، میرے رب کا احسان ہے کہ آج اچھی طرح ملاقات ہوگئی اور کئی سال کی ساری کہانی سنا کر دل بہت خوش ہوا، مولانا صاحب بھی بہت ہی خوش ہوئے، آپ میرے لائق جو خدمت ہو ضرور بتایئے۔

سوال: آپ پہلے اپنا تعارف کرایئے؟ اور اپنے خاندان کے بارے میں بتایئے؟

جواب: میرا پہلا نام گنگا رام چوپڑا تھا، میں روہتک کے ایک گاؤں میں ایک پڑھے لکھے زمیندار گھرانے میں ایک جنوری ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوا گاؤں کے اسکول سے پرائمری تعلیم حاصل کی پھر روہتک داخلہ لیا، ۱۹۶۷ء میں بی کام کرنے کے بعد ایک اسکول میں پڑھانے لگا پھر ایک تعلق سے میری سیل ٹیکس میں نوکری لگ گئی، میں روہتک ضلع کا سیل ٹیکس افسر تھا، چار سال پہلے میں نے اپنی بیماری کی وجہ سے رٹائرمنٹ لے لیا، میری شادی ایک بڑے گھرانے میں ہوئی، میری بیوی مجھ سے زیادہ پڑھی لکھی تھی اور شادی کے وقت وہ ضلع شکشا ادھیکاری (B.S.A) پر ملازم تھی، میری خواہش تھی کہ میری بیوی گھریلو عورت بن کر سکون سے رہے، میرے لئے عورتوں کی نوکری گائے کو ہل میں جوتنے کی طرح غلط تھا، میں نے شادی کے تین سال بعد زور دے کر ان سے نوکری چھڑوا دی، مگر ان کی مرضی کے خلاف یہ فیصلہ ہوا تھا اس لئے ہماری گھریلو زندگی ناخوش گوار ہوگئی، بات بڑھتی گئی، وہ اپنے گھر چلی گئی اور ان کے گھر والے میری جان کے دشمن ہو گئے اور بات عدالت تک پہنچی

مقدمہ بازی چلتی رہی اور گھریلو زندگی کی یہ ناخوشگواری میرے سسرال والوں کی مجھ سے دشمنی اور مقدمہ بازی میرے لئے مسیحا بن گئی اور میرے کفر سے نکلنے کا ذریعہ بنی۔

سوال : ماشاء اللہ عجیب بات ہے، آپ ذرا اس ہدایت ملنے اور قبول اسلام کے واقعہ کو ضرور بتایئے؟

جواب : مقدمہ بازی زوروں پر تھی، عدالت کا رخ میری بیوی کی طرف لگ رہا تھا اور خیال تھا کہ مجھے سزا اور جرمانہ دونوں کا سامنا کرنا پڑے گا میرے وکیل نے مجھے مشورہ دیا کہ اگر آپ کہیں سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکٹ حاصل کرلیں تو اسے عدالت میں پیش کر کے آپ کی بہت آسانی سے جان بچ سکتی ہے، مجھے کسی مسلمان نے بتایا کہ مالیر کوٹلہ میں ایک مفتی صاحب ہیں، ان کا سرٹیفکٹ سرکار مانتی ہے، میں وہاں گیا مفتی صاحب تو نہیں ملے مگر لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ تو ۱۵۔۲۰ ہزار روپئے لیتے ہیں، میرے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی مگر مفتی صاحب حیدرآباد کے سفر سے چار روز بعد لوٹنے والے تھے، اتنا انتظار کرنا میرے لئے مشکل تھا، میں واپس آرہا تھا، راستہ میں ایک مسجد دکھائی دی، میں نے اپنے ڈرائیور سے گاڑی روکنے کو کہا اور خیال ہوا کہ یہاں کے میاں جی سے معلوم کروں، کیا اور کہیں بھی یہ کام ہوسکتا ہے؟ امام صاحب سہارن پور کے رہنے والے تھے، انھوں نے بتایا کہ یو پی کے ضلع مظفر نگر میں ایک جگہ پھلت ہے، وہاں پر مولانا کلیم صاحب رہتے ہیں، آپ وہاں چلے جایئے اور کسی سے کچھ معلوم نہ کریں اور وہاں آپ کا ایک پیسہ بھی نہ لگے گا اور سارا کام قانونی طور پر وہ خود پکا کروادیں گے اور انھوں نے مجھے پورا راستہ لکھ کر دیا۔

کچھ دفتری مصروفیت کی وجہ سے میں وہاں فوراً نہ جاسکا تقریباً ۲۵ دن کے بعد میں نے موقع نکالا، ۲۹ جنوری ۱۹۹۴ء کو میں پھلت پہنچا، رمضان کا مہینہ چل رہا تھا، دن

چھپنے کے ذرا بعد میں اپنے گارڈ اور ڈرائیور کے ساتھ پھلت پہنچا، مولانا صاحب مسجد میں اعتکاف میں تھے، ایک صاحب مجھے مسجد میں مولانا صاحب کے پاس لے گئے، مسجد کے چھوٹے کمرے میں مولانا صاحب سے میری ملاقات ہوگئی اور میں نے صاف صاف اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور مولانا صاحب سے کہا کہ مجھے اسلام قبول کرنے کا سرٹیفکٹ چاہئے، اپنی بیوی کے مقدمہ سے بچنے کے لئے عدالت میں جمع کرنا ہے، مجھے مسلمان ہونا نہیں ہے، نہ دھرم بدلنا ہے اور نہ میں دھرم بدل سکتا ہوں، صرف سرٹیفکٹ چاہئے مولانا صاحب نے مجھ سے کہا: کیا آپ عدالت میں بھی یہی کہہ کر سرٹیفکٹ داخل کریں گے، کہ مسلمان نہیں ہوا ہوں بلکہ صرف جعلی سرٹیفکٹ بنوایا ہے، میں نے کہا: بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے: عدالت میں تو میں یہی کہوں گا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اس لئے میری بیوی سے اب میرا کوئی تعلق نہیں، مولانا صاحب نے کہا: جہاں آپ بیٹھے ہیں یہ مسجد ہے، مالک کا گھر ہے، اس کی بڑی عدالت میں آپ کو ہم کو، سب کو، پیش ہونا ہے، وہاں سب سے پہلے اس ایمان اور اسلام کے سرٹیفکٹ کے بارے میں سوال ہوگا اور وہاں جعلی سرٹیفکٹ پر گذر نہیں ہوگا، اس پر وہاں ہمیشہ کی نرک (دوزخ) کی جیل میں سزا ہوگی، خیر یہ تو آپ کا آپ کے مالک کا معاملہ ہے؟ مگر میرا کہنا یہ ہے کہ آپ ہم سے کیوں کہتے ہیں، کہ مجھے مسلمان نہیں ہونا ہے، آپ ہم سے یہ کہئے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، مجھے مسلمان کر لیجئے اور ایک سرٹیفکیٹ بھی چاہئے، ہم آپ کو کلمہ پڑھواتے ہیں، دلوں کا بھید تو ہم نہیں جانتے، ہم تو یہ سمجھ کر آپ کو مسلمان کرلیں گے، کہ آپ سچے دل سے مسلمان ہورہے ہیں، اس میں ہمارا یہ فائدہ ہوگا کہ ہمارے مالک نے ایک آدمی کے ایمان کا ذریعہ بننے پر ہمارے لئے جنت کا وعدہ کیا ہے، ہمارا کام ہوجائے گا، جہاں تک دل کا معاملہ ہے وہ دلوں کے بھید جاننے والا مالک دلوں کو پھیرنے والا بھی ہے، کیا خبر آپ اس

کے گھر میں اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں آپ کو سچا ایمان والا بنا دیں پھر آپ کو ہم سرٹیفکٹ بھی بنوا دیں گے اور وہ ہمارے نزدیک سچا سرٹیفکٹ ہوگا، ہم جعلی کوئی کام نہیں کرتے، میں نے کہا: جی ٹھیک ہے میں سچے دل سے مسلمان ہونا چاہتا ہوں اور مجھے سرٹیفکٹ بھی چاہئے، مولانا صاحب نے مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بتایا اور یہ بھی کہا کہ موت کے بعد اس بڑے حاکم اور بڑی عدالت میں ہم سب کو پیش ہونا ہے، نہ جھوٹی گواہی چلے گی نہ سرٹیفکٹ، اگر آپ اس مالک کے لئے سچے دل سے یہ کلمہ جو میں آپ کو پڑھوا رہا ہوں، پڑھ لو گے تو موت کے بعد کی ہمیشہ کی زندگی میں آپ کے لئے سورگ (جنت) ہوگی، چاہے آپ باہر سے کسی سے مسلمان ہونے کو بھی نہ کہیں، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور اس کا ہندی ارتھ (ترجمہ) بھی کہلوایا اور مجھ سے ہمیشہ اکیلے اللہ کی پوجا کرنے اور اس کے سچے رسول کی تابعداری کا عہد بھی کرایا اور میرا اسلامی نام عبداللہ بتایا۔

مولانا نے بتایا کہ ہمارے مدرسے کا دفتر اب بند ہے آپ رات کو رکیں، صبح نو بجے انشاء اللہ میں آپ کو سرٹیفکٹ بنوا دوں گا، آپ چاہیں تو مسجد میں ہمارے اور ہمارے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر لیں، یہاں آپ کو اچھے لوگوں کی سنگتی (صحبت) ملے گی اور چاہیں تو ہمارے گھر بیٹھک میں آرام کریں، میں نے مسجد میں قیام کے لئے کہا سیکڑوں لوگ مولانا کے ساتھ مسجد میں رہ رہے تھے، جن میں ہریانہ کے کافی لوگ تھے ان میں سونی پت کے سب سے زیادہ تھے، میں سونی پت میں کئی سال رہ چکا تھا، آدھی رات کے بعد سب لوگ اٹھ گئے اپنے مالک کے سامنے رونے اور اس کا بڑی لَے میں ذکر کرنے والے یہ لوگ مجھے بہت اچھے لگے، میں بھی اٹھ کر بیٹھ گیا اور میں بھی ان کے ساتھ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا رہا، دشمنی مقدمہ بازی اور گھریلو زندگی کی اس بے چینی میں میری یہ رات ایسی

گذری جیسے تھکا بچہ اپنی ماں کی گود میں آ گیا ہو، مولانا نے مجھے سرٹیفکیٹ صبح کو بنوا کر دے دیا، میں نے فیس معلوم کی تو مولانا نے سختی سے منع کر دیا، شانتی اور سکون کے اس ماحول میں میرا دل چاہا کہ کچھ اور وقت گذاروں، میں نے مولانا صاحب سے اجازت چاہی کے ایک رات میں اور رکنا چاہتا ہوں، مولانا نے کہا: بڑی خوشی کی بات ہے، ایک رات نہیں جب تک آپ کا دل چاہے آپ ہمارے مہمان ہیں، یہاں گاؤں میں آپ کو جو تکلیف ہو اس کو معاف کر دیجئے، شام تک مولانا الگ الگ وقتوں میں اللہ والوں کے قصے، قرآن کی باتیں اور دین کی جو باتیں اپنے مریدوں کو بتاتے رہے، میں بھی سنتا رہا اور میرا گارڈ بھی ساتھ رہا، وہ بڑا دھارمک آدمی ہے، شام کو سونی پت کے ایک ساتھی کو میں لے کر کھتولی گیا اور وہاں سے ۲۵ کلو لڈو لایا، میرا دل چاہا کہ اللہ کے ان سچے بھکتوں کو اپنے ایمان کی خوشی میں مٹھائی کھلاؤں، رات کے کھانے کے بعد میں نے دو ساتھیوں سے وہ لڈو تقسیم کرائے، دل تو اگلے روز بھی ایسے ماحول سے جانے کو نہ چاہتا تھا، مگر دفتر کی مجبوری اور تیسرے روز میرے مقدمہ کی تاریخ ہونے کی وجہ سے میں واپس آ گیا، دو رات کی وہ شانتی بھرا ماحول میرے بے چین جیون کو سکھی اور شانت کر گیا، واپسی میں میرا گارڈ جس کا نام مہندر تھا مجھ سے کہنے لگا: سر! جینا تو یہاں آ کر سیکھنا چاہئے، آپ نے مولانا صاحب کے بھاشن (تقریر) ست سنگ سنی؟ مجھے ۱۵ سال ہو گئے، رادھا سوامی ست سنگ میں جاتے ہوئے، جو سچائی، پریم اور شانتی یہاں ملی، اس کی ہوا بھی وہاں نہیں، ایسا لگ رہا تھا جیسے ہر بات گات (دل) میں گھس رہی ہو، سر چھوڑیئے سب سنسار! مولانا صاحب کے چرنوں میں آ کر رہیں، چین اور سکھ تو بس یہاں ہی ملے گا، سارے ساتھی بھی کیسے سیدھے سادے، ایسا لگ رہا تھا کہ بچوں کا سنسار ہے، میں نے اس سے کہا تو بھی کلمہ پڑھ لینا، اس نے کہا کہ سر، جب آپ کو کلمہ پڑھوا رہے تھے تو میں بھی آہستہ آہستہ کلمہ پڑھ رہا تھا

اور دل دل میں اپنے مالک سے کہہ رہا تھا، کہ مالک! جب آپ دلوں کے بھید جانتے ہیں، تو اگر یہ دھرم سچا ہے تو ہمارے سر کے دل کو پھیر دے اور مجھے بھی ان ساتھ کر دے۔

مولانا صاحب نے مجھے اپنی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' پانچ عدد دی تھی، کہ آپ اس کو پڑھیں اور اپنے ساتھیوں کو بھی پڑھوائیں، میں نے گھر جا کر ایک کتاب اپنے گارڈ مہندر کو دی اور خود بھی پڑھی، اب مجھے اسلام کے بارے میں سو فیصد اطمینان ہو گیا تھا، اس لئے کہ میں دو روز میں ایمان والوں کو دیکھ چکا تھا، میرے وکیل نے مجھے فون کیا، مجھے سرٹیفکیٹ دکھا دیں، میں نے اگلے روز ملنے کو کہا، مگر صبح ہوئی تو میرے دل میں آیا کہ مجھے اس سرٹیفکیٹ کو اپنے مالک کی عدالت میں پیش کرنا ہے، اس لئے مجھے اس عدالت میں دھوکہ کے لئے نہیں پیش کرنا چاہئے، میں نے آپ کی امانت اٹھائی اور مالک کو حاضر ناظر جان کر ایک بار کلمہ کو اس میں دیکھ کر سچے دل سے دوہرا لیا، مقدمہ کی تاریخیں لگیں، فیصلہ میری بیوی کے حق میں ہوا، مجھ پر ایک لاکھ روپیہ جرمانہ اور ماہانہ خرچہ ہوا، عید کے بعد میں سونی پت مدرسہ گیا، وہاں کے پرنسپل صاحب سے ملا اور اپنے دین لینے کی خوشی میں بچوں اور اسٹاف کی دعوت کی اور مٹھائی بھی تقسیم کی، مجھے موت سے بہت ڈر لگتا تھا، ایک روز دفتر میں تھا کہ میرے سینہ میں درد شروع ہوا اور درد بڑھتے بڑھتے میں بے ہوش ہو گیا، مجھے ہسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے ہارٹ اٹیک بتایا، میں ۲۴ روز ایمرجنسی اور I.C.U میں رہا، کچھ طبیعت سنبھلی، چار پانچ مہینے آرام کے بعد دفتر جانے لگا، ان چار پانچ مہینوں میں، میں گھر پر رہا، مجھے موقع ملا کہ میں اسلام کو پڑھوں میں نے تلاش کیا تو مولانا صاحب کے بھیجے ہوئے ہمارے قریب میں دوجانہ میں ایک حافظ صاحب امام تھے ان کے پاس جانے لگا اور میں نے نماز سیکھی اور نماز پڑھنے لگا، دہلی سے اسلام کیا ہے؟ مرنے کے بعد کیا ہوگا؟ وغیرہ کتابیں منگا کر پڑھیں مولانا صاحب سے ملنے کو میرا دل

بہت چاہتا تھا، ایک روز دوجانہ کے ایک صاحب نے بتایا کہ مولانا کا پروگرام آج باغپت میں ہے اور مجھے ملنے جانا ہے، میں نے کہا میرے ساتھ چلیں، میرا دل بھی ملنے کو بہت چاہ رہا ہے، ہم لوگ باغپت پہنچے، مسجد میں پروگرام شروع ہو چکا تھا تقریر کے بعد میں مولانا صاحب سے ملا، مولانا بہت خوش بھی ہوئے کہ اتنے دنوں میں ملاقات ہوئی، مجھے اتنا کمزور دیکھ کر پریشان بھی ہوئے، میں نے بتایا کہ مجھے سخت ترین دل کا دورہ ہوا اور ۲۵ روز میں ایمرجنسی میں رہا، پروگرام کے بعد ایک صاحب کے یہاں دعوت تھی، میزبان ہمیں بھی زور دیکر ساتھ لے گئے، مولانا نے معلوم کیا کہ چوپڑا جی آپ کا تو پرہیز چل رہا ہوگا؟ میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ حضرت آپ تو اب چوپڑا نہ کہیں، آپ نے خود میرا نام عبداللہ رکھا تھا، مولانا صاحب نے کہا کہ اچھا عبداللہ صاحب آپ کے لئے پرہیز کا انتظام کریں؟ میں نے کہا: مولانا صاحب آپ کے ساتھ کھاؤں گا وہ مجھے بیمار کرنے کے بجائے اچھا ہی کرے گا، مولانا صاحب سے میں نے بتایا کہ میں نے آپ کی امانت پڑھی، اصل میں تو آپ کے ساتھ رہ کر ہی میں کافی حد تک مسلمان ہو گیا تھا، مگر آپ کی امانت پڑھنے کے بعد تو مجھے اندر سے اطمینان ہو گیا اور میں نے تنہائی میں مالک کو حاضر ناظر جان کر دوبارہ کلمہ پڑھا اور پھر عدالت میں سرٹیفکیٹ بھی جمع نہیں کیا اور اللہ کے شکر سے یہ حافظ صاحب جانتے ہیں، پانچوں وقت نماز پڑھتا ہوں اور آپ میری نماز سن لیجئے، جب میں نے نماز اور جنازے کی دعا سنائی تو مولانا مجھے کھڑا کر کے چمٹ گئے اور میرے ہاتھ کو خوشی اور پیار سے چوما، بار بار مبارکباد دی اور بتایا کہ ہم اور ہمارے ساتھیوں نے بہت دل سے دعا کی تھی کہ میرے مالک زبان سے کہلوانے والے ہم ہیں آپ دل میں ڈالنے والے ہیں، ان کو سچا مسلمان بنا دیجئے اللہ کا شکر ہے میرے مالک نے ان گندے ہاتھوں کی لاج رکھ لی۔

سوال: آپ کے گارڈ جن کا آپ ذکر کر رہے تھے، مہندر، آپ نے پھر ان کے ایمان کی فکر نہیں کی؟

جواب: احمد صاحب میں اس کی فکر کہاں کرنے والا تھا، وہ تو بہت اونچا اڑا۔

سوال: وہ آج کل کہاں ہیں؟

جواب: وہ تو جنت میں ہے، جنت میں۔

سوال: وہ کس طرح؟ ذرا سنایئے؟

جواب: میں بتا یا نا کہ وہ بہت دھارمک (مذہبی) آدمی تھا، وہ جاٹ فیملی سے تعلق رکھتا تھا، پھلت سے آکر تو بس اس کے آگ سی لگ گئی، اس نے آپ کی امانت پڑھی، تو پڑھ کر میرے پاس آیا اور کہنے لگا سر! آپ نے وہ کتاب پڑھی؟ میں نے کہا کہ ابھی نہیں پڑھی، اس نے کہا کہ سر آپ نے بڑی ناقدری کی، وہ روز سورگ میں رہ کر بھی آپ کو وہاں کا مزا نہ لگا، سر آپ وہ کتاب ضرور پڑھیں، میں اب سچا مسلمان ہوں، میں نے اپنا نام محمد کلیم رکھا ہے، سر آپ تو اب مجھے محمد کلیم ہی کہا کریں، اس کے بعد اس کو دین سیکھنے کا شوق لگ گیا، روہتک میں چوراہے پر ایک مسجد ہے اس کو لال مسجد کہتے ہیں، کہتے ہیں، یہ بڑی اتہاسک (تاریخی) مسجد ہے، یہاں پر بہت بڑے پیر اور مولانا صاحب رہتے تھے، جنھوں نے پورے ہندستان میں دین پھیلایا، ان کا نام ہی ولی اللہ تھا، وہ اس مسجد کے امام کے پاس روز جاتا تھا اور پھر چار مہینے کی چھٹی لیکر جماعت میں چلا گیا، ڈاڑھی رکھ کر آیا، ایک دن میں کسی کام سے دہلی گیا تھا، وہ مجھ سے جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت لے کر گیا، دفتر سے وضو کر کے گیا، سڑک پار کر رہا تھا کہ ایک موٹر سائیکل والے نے ٹکر ماردی، سر کے بل گرا اور سر میں چوٹ آئی، بے ہوش ہوگیا، ڈرائیور نے مجھے بتایا، ہم اسے اسپتال لے کر گئے، آٹھ روز تک پنچھ میں رہا، مگر ہوش نہیں آیا، گھر والے علاج کرتے رہے، ۱۵ روز کے بعد میں

اس کو اسپتال میں دیکھنے گیا، وہ بے ہوش تھا اچانک اس کے پاؤں ہلے، میں نے آواز دی، اس نے آنکھ کھول دی، مجھے اشارہ سے قریب کیا اور آہستہ سے بولا، سر میرا سرٹیفکیٹ قبول ہوگیا، زور سے ایک بار کلمہ پڑھا اور چپ ہوگیا، (روتے ہوئے) وہ مجھ سے بہت آگے نکل گیا، واقعی بہت سچا آدمی تھا۔

سوال : اب وہ کہاں ہے؟

جواب : احمد بھائی میں یہی تو کہہ رہا ہوں، پھر وہ ہمیشہ کے لئے چپ ہوگیا، وہاں اس کی یہ زبان چپ ہوگئی، مگر وہ ہمیشہ میرے کان میں کہتا ہے، سر میرا سرٹیفکیٹ قبول ہوگیا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس دن سے میں روز اپنے اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ! آپ نے ایک سچے کا سرٹیفکیٹ تو قبول کرلیا، اس سچے کے صدقہ میں بلکہ اپنے سچے رسول کے صدقہ میں مجھ فراڈ کا جعلی سرٹیفکیٹ بھی قبول کرلیجئے (روتے ہوئے)

سوال : آپ کی بیوی کہاں ہیں؟ آپ کے کوئی بچہ بھی ہے؟ اس بارے میں آپ نے نہیں بتایا۔

جواب : میں خود ہی آپ کو ان کے بارے میں بتانے والا تھا، ہوا یہ کہ پانچ وقت کی نماز کے ساتھ میں نے ایک زمانہ سے تہجد پڑھنی شروع کی تھی، پھلت میں اس آدھی رات کی عبادت میں، میں نے بڑا مزا دیکھا، ایک رات میں نے اپنی بیوی کو خواب میں دیکھا، ایک کٹہرے میں بند ہیں اور مجھ سے فریاد کر رہی ہیں، میں جیسی بھی ہوئی ہوں، آپ مجھے اس کٹہرے سے نکال دیں، میرے گھر والوں نے مجھے کتنا کہا، کہ میں دوسرے سے شادی کر لوں مگر میں نے کبھی گوارہ نہیں کیا، جب میں آپ کی ہوں تو آپ کے علاوہ مجھے کون اس کٹہرے سے نکالے گا اور بہت رو رہی ہے مجھے ترس آگیا، میں نے دیکھا، بڑا تالہ لگا ہوا ہے، چابی میرے پاس نہیں ہے، میں بہت پریشان ہوا کہ اس تالہ کو کیسے کھولا جائے،

اچانک میرا گارڈ کلیم (مہندر) آگیا اور جیب سے چابی نکال کر بولا، سر! یہ لا الٰہ الا اللہ، کی چابی ہے آپ اپنی میڈم کو کیوں نہیں نکالتے؟ میری آنکھ کھل گئی، صبح کے تین بجے تھے، میں نے وضو کیا نماز پڑھی، مجھے خیال آیا کہ اس عورت نے ساری جوانی میرے لئے گنوادی، حتیٰ کے خرچ بھی مجھ سے لیا، میکے والوں کے یہاں رہنا بھی گوارہ نہ کیا مجھے بہت یاد آئی، اکیلے رہتے رہتے میں بھی تنگ آگیا تھا، ٹوٹے ہوئے دل سے میں نے اپنے بے کس ہاتھ اللہ کے آگے پھیلا دیے، میرے مولا! میرے کریم! میرے رب میں نے اب سارے جھوٹے خداؤں کو چھوڑ کر آپ کی بندگی کا عہد کیا ہے اور کون سا در ہے، جو میرا سوال پورا کرے گا؟ میرے اللہ جب اس نے میری رہ کر ساری جوانی گنوادی، تو پھر آپ اس کو میرے پاس بھیج دیجئے، آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں جب آپ ایک گنگارام اور مہندر کا دل پھیر کر عبداللہ اور کلیم بنا سکتے ہیں، تو آپ ایک سریتا دیوی کو فاطمہ یا آمنہ بنا کر میری مسلمان بیوی کیوں نہیں بنا سکتے، میں نے بہت دعا کی اور میرا رواں رواں میرے ساتھ دعا میں شریک تھا، میرے خواب کی وجہ سے مجھ پر توحید کی ایک عجیب کیفیت طاری تھی۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: ایک گندے بھکاری بندہ نے کریم کا دروازہ کھٹ کھٹایا، یہ کیسے ممکن تھا کہ دروازہ نہ کھلتا، دو روز گذرے تھے، تیسرے روز میں اپنے گھر میں، دوپہر کو بیٹھا تھا، گھنٹی بجی، میں نے نوکر سے دروازہ کھولنے اور دیکھنے کے لئے کہا، میری آنکھ حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئی، جب میں نے دیکھا کہ بجائے اس کے کہ نوکر آکر مجھے بتاتا کہ فلاں صاحب آئے ہیں، دونوں بچوں کیساتھ سریتا میرے سامنے تھی، وہ آکر مجھ سے چمٹ گئی دس سال بعد میں نے اس کو دیکھا تھا وہ جوانی کھو چکی تھی، بلک بلک کر دیر تک روتی رہی، بیٹا بیٹی جو اب بڑے ہوگئے تھے، وہ بھی رونے لگے، کہنے لگی جب آپ نے میرے ساتھ پھیرے

پھرے ہیں، تو، میری عزت میرا دل آپ کے علاوہ کون رکھے گا، میں نے اس کو تسلی دی اور میرے دل میں چونکہ یہ بات تھی، کہ میرے اللہ نے میرے گندے ہاتھوں کو یہ بھیک دی ہے، اس لئے یہ آئی ہے مگر میں نے پھر بھی اس سے کہا کہ اب بات ہاتھوں سے نکل گئی ہے اس نے پوچھا، کیوں؟ میں نے کہا میں اب مسلمان ہو گیا ہوں اس نے کہا میں نرک میں بھی آپ کے ساتھ رہوں گی، میں آپ کی بیوی ہوں آپ کے ساتھ رہوں گی، میں آپ کی ہوں آپ کی رہوں گی، میں نے اس سے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا وہ فوراً تیار ہو گئی، میں نے کلمہ پڑھوایا اور اس کا نام آمنہ رکھا، بچوں کا نام حسن اور فاطمہ رکھا، اصل میں ہوا یہ کہ وہ اپنے میکہ میں الگ کمرہ میں رہتی تھی، بچوں کی لڑائی میں اس کی بھابھی کے ساتھ اس کی لڑائی ہو گئی، اس نے اس کو بہت برا بھلا کہا اور یہ بھی کہا کہ اگر تو کسی لائق ہوتی تو پتی کے در کو کیوں چھوڑتی، اگر اصل کی ہوتی تو پتی کے ساتھ ستی ہو جاتی، جسے پتی نے دھتکار دیا وہ عورت کیا ڈائن ہے، بس اس کے دل کو لگ گئی یہ تو بہانہ ہو گیا ورنہ میرے رب کو تو مجھے بھیک دینی تھی الحمدللہ ڈیڑھ سال سے وہ میرے ساتھ ہے، ہم خوشی خوشی اسلامی زندگی جی رہے ہیں۔

سوال: عبداللہ صاحب، واقعی یہ قبولیت دعا کا عجیب واقعہ ہے، آپ کو کیسا لگا؟

جواب: احمد بھائی اس واقعہ کے بعد میرا میرے اللہ کے ساتھ ایک دوسرا ہی تعلق پیدا ہو گیا، میرا اب یہ حال ہے کہ مجھے ایسا یقین ہے کہ اگر میں اپنے اللہ سے آج ضد کروں کہ آج سورج پچھم سے نکالئے تو میرے اللہ ضرور پورا کریں گے۔

سوال: آپ بڑے خوش قسمت ہیں، قارئین ارمغان کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میری آپ سے اور سبھی سے درخواست ہے کہ میرے لئے اس کی دعا کریں کہ **اللہ میرا ایمان اور سجدہ کی حالت میں خاتمہ فرمائیں**، میں نے اپنی بیوی کو وہ سرٹیفکیٹ دیا

ہے، کہ میں مرجاؤں، وہ میری قبر میں میرے کفن کے ساتھ سرٹیفکٹ رکھ دیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا یہ جعلی سرٹیفکٹ قبول کرلے بلکہ میرے لئے کیا ساری دنیا کے لئے بھی میری یہی دعا ہے اور سب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو ایمان کے ساتھ موت عطا کرے۔

سوال : آمین! بہت بہت شکریہ، عبداللہ صاحب آپ کو جلدی بھی ہے، ابی بتا رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب سے وقت لیا ہوا ہے، معاف کیجئے آپ کی باتیں ایسی دلچسپ تھیں، دل چاہتا تھا کہ کچھ اور باتیں کروں، باقی، انشاء اللہ کسی دوسری ملاقات میں۔

جواب : بہت بہت شکریہ، فی امان اللہ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان اپریل ۲۰۰۵ء

دعائے مغفرت کی درخواست

آپ کو یہ خبر سن کر یقیناً حیرت، رشک و افسوس ہوگا کہ جناب عبداللہ صاحب (گنگا رام چوپڑا جی) جمعہ کے روز ۱۸/ مارچ ۲۰۰۵ء کو عشاء کی نماز میں سجدہ کی حالت میں اپنے ہادی و خالق اللہ کے حضور میں حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حیرت اس بات پر کہ عبداللہ صاحب کا اللہ کے ساتھ کیسا قوی تعلق تھا، جو مانگا اللہ پاک نے عطا فرمایا، رشک اس پر کہ اے کاش کہ ایسی پیاری موت اللہ ہمیں بھی عطا فرمائے، افسوس اس پر کہ اللہ کا ایک نیک بندہ اس دنیا سے چلا گیا، قارئین "نسیم ہدایت کے جھونکے" سے ان کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

(۴۴) اسکول کے ساتھی کلیم صاحب اور مطالعہ کا شوق

ڈاکٹر ارم صاحبہ ﴿ایک مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات

ارمغان کے واسطے سے میں قارئین بہنوں کی خدمت میں یہ درخواست پیش کروں گی کہ ایک مسلمان کی ذمہ داری پوری انسانیت تک اسلام کے پیغام کو پہنچانا ہے، اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی مکلف بنایا گیا ہے، بلکہ اسلامی دعوت کی ترتیب تو تاریخ اسلام میں یہ ملتی ہے کہ اسلامی دعوت کی مدعو مردوں سے پہلے عورتیں ہیں، ہمارے نبی ﷺ نے سارے رفقاء محسنین اور محرم راز مردوں کے ہوتے ہوئے غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد، اپنی دعوت کا سب سے پہلا مدعو اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کو بنایا تھا، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہئے بلکہ مردوں سے زیادہ سمجھنا چاہئے۔

اسماء ذات الفوزین

اسماء ذات الفوزین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر ارم صاحبہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ بڑے وقت پر تشریف لائیں، ابی سے آپ کا تذکرہ سنتے رہتے تھے، وہ فرمارہے تھے کہ ارمغان کے لئے آپ سے انٹرویو لینا ہے شاید آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے ایک میگزین اردو میں ارمغان کے نام سے نکلتا ہے جس میں اسلام قبول کرنے والے نومسلموں کے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے؟

جواب: ہاں میں نے کچھ پرچے دیکھے ہیں، مگر میں اب نو مسلم کہاں ہوں میری پیاری تم سے کم از کم دس سال قبل سے میں ظاہری طور پر مسلمان ہو گئی تھی اور حقیقتاً اور مزاجاً تو پیدائشی طور پر میں مسلمان ہوں۔

سوال: بات تو آپ کی صحیح ہے یوں تو ہر بچہ اسلامی فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے؟

جواب: عام طور پر ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے یہ تو ہمارے نبی ﷺ کا مبارک ارشاد ہے اس میں کس کو شک ہو سکتا ہے، مگر ہمارے خاندان خاص طور پر ہمارے پاپا (والد) خود بھی مزاجاً مسلمان تھے یعنی انکو سو فیصد اسلامی معاشرت قبول اسلام سے پہلے پسند تھی۔

سوال: برائے کرم پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میرا نام ارم ہے میرے والد ڈاکٹر انل مودی بیجاپور کرناٹک کے رہنے والے تھے وہ آنجہانی پیلو مودی جو سوشلسٹ پارٹی کے صدر کے حقیقی بھتیجے تھے، انہوں نے امریکہ سے ایم ڈی کیا تھا اور بہت اچھے فزیشین تھے، بعض دوستوں اور جاننے والوں کے اصرار پر وہ میرٹھ آگئے تھے اور بینک اسٹریٹ پر ایک کوٹھی خرید کر اس کے ایک حصہ میں اپنا کلینک بنایا تھا، میرے دو بھائی مجھ سے چھوٹے ایک کا نام طارق اور دوسرے کا نام شارق ہے بارہویں کلاس تک میری تعلیم بیجاپور میں ہوئی، میرٹھ آنے کے بعد میں نے میرٹھ کالج میں بی ایس سی میں داخلہ لیا بی ایس سی کے بعد پی ایم ٹی مقابلہ میں بیٹھی اور مولانا آزاد میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کے تین سال مکمل کرنے کے بعد اپنی بوا کے اصرار پر لندن چلی گئی وہیں ایم بی بی ایس اور بعد ایم ایس کیا اور دہلی کے ایک سید گھرانے میں ڈاکٹر سید عامر سے میری شادی ہوئی جو اچھے نیورولوجسٹ ہیں لکھنو، سنجے گاندھی پی جی آئی میں ہم دونوں کا تقرر ہو گیا الحمد للہ ہم دونوں پروفیسر ہو گئے، ہماری بوا جو لندن میں رہتی ہیں انکے کوئی اولاد نہیں ہے، ان کا بہت اصرار تھا کہ ہم دونوں لندن آجائیں ان کے حد درجہ اصرار پر

۲۰۰۱ء میں تین سال پہلے ہم نے ملازمت چھوڑی اور لندن چلے گئے ہماری نند کی شادی میرے چھوٹے بھائی شارق سے ہورہی ہے جس کی وجہ سے ہمارا ہندوستان آنا ہوا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: اصل میں میرے والد صاحب کو اسلامی معاشرت بہت پسند تھی، بریانی، قورما اور کباب کے دلدادہ تھے، نہ یہ کہ وہ اردو جانتے تھے بلکہ فارسی بھی اچھی جانتے تھے پارسی مذہب سے ان کا خاندانی تعلق تھا، اس کے باوجود انہوں نے میرا نام ارم میرے چھوٹے بھائیوں کا شارق اور طارق نام رکھا، خود اپنا نام ڈاکٹر انل وارث سودی لکھنے لگے تھے، بیجاپور میں ہم رہتے تھے، جنوبی ہند کا ماحول بڑا صاف ستھرا ہے ہم لوگ میرٹھ آئے تو یہاں کا ماحول عجیب تھا، خصوصاً میرٹھ کالج میں دیہات کے جاٹ اور چودھری طلبہ بڑی چھچھوری حرکتیں کرتے تھے، وہ اس قدر حرکتیں کرتے تھے کہ میرا خیال تھا کہ مجھے پڑھائی چھوڑنی پڑے گی اور کسی دوسرے کالج کو سلیکٹ کرنا پڑے گا، لیکن اللہ کو اسی گندے ماحول میں میری ہدایت کا فیصلہ کرنا تھا، انہیں گندے لڑکوں میں چند شریف لڑکے بھی پڑھتے تھے ان میں آپ کے ابی بھی تھے جن کی شرافت سے ہمارے سب ساتھی یہاں تک کہ اساتذہ بھی مرعوب تھے، ان کو لوگ احتراماً کلیم بھائی کہتے تھے، میں نے بارہا دیکھا کہ لوگ کسی فلم کی بات کرتے ہوتے کلیم بھائی آجاتے لوگ فوراً خاموش ہوجاتے، اپنی کلاس میں وہ ذہین سمجھے جانے والے لوگوں میں تھے، آواز بھی بہت اچھی تھی، وہ شاعری بھی کرتے تھے اور اچھے مصوّر بھی تھے ہمارے کالج میں ایک پورے صوبہ کا مقابلہ تھا اس میں انہوں نے اول درجہ کا انعام حاصل کیا تھا کلیم بھائی کو کلاس میں اس طرح کی گندی حرکتوں سے بہت اذیت ہوتی تھی میں گھر میں والد صاحب سے ان کی شرافت کا ذکر کرتی، پاپا مجھ سے ان کو کبھی گھر بلانے کو کہتے تھے، وہ روزانہ پھلت اپنے گاؤں سے کھتولی کے راستے سے

بذریعہ ریل میرٹھ چھاونی اور پھر میرٹھ کالج سے اپ ڈاؤن کرتے، کبھی کبھی بیگم پل سے وہ کالج جاتے ہوئے پیدل ہمارے گھر کے سامنے سے گزرتے، ایک روز صبح میں نے ان کو آواز دے دی اور اپنے والد سے ملوایا، میرے والد ان سے اور وہ خود میرے والد سے بہت متاثر ہوئے، ہماری کلاس کے زیادہ چھچھورے لڑکے اکثر میرٹھ کالج کے ہوسٹل میں رہتے تھے، رکشا بندھن کا تیوہار آیا، کلیم بھائی ساڑھے آٹھ بجے ہمارے گھر آئے اور مجھ سے کہا: ارم بہن کلاس کے گندے ماحول سے ہم لوگ عاجز ہیں چلو کچھ راکھیاں خرید لو اور ہوسٹل چلتے ہیں، میں نے پچیس راکھیاں خریدیں اور کلیم بھائی کے ساتھ ہوسٹل پہنچے اور ان تمام جاٹ اور چودھری اسٹوڈنٹ کو بھیا بھیا کہہ کر راکھیاں باندھ دیں، وہ لوگ بہت شرمندہ سے ہوئے اور ہماری کلاس کا ماحول بدل گیا، اس حکمت عملی نے مجھے بہت متاثر کیا میں نے پاپا ممی کو بھی بتایا، جس کی وجہ سے ہماری ممی پاپا ان کا حد درجہ احترام کرنے لگے، مجھے اردو زبان سیکھنے کا شوق تھا میرے پاپا کی بھی خواہش تھی کہ میں اردو پڑھوں، ان کا خیال تھا بلکہ وہ بہت زور دیکر کہتے تھے کہ اردو زبان سے اچھی اور شائستہ تہذیب آتی ہے، میں نے کلیم بھائی سے فرمائش کی وہ ہمیں اردو پڑھادیں، انھوں نے وقت نہ ہونے کا عذر کیا، مگر انہوں نے اردو ڈپارٹمینٹ جاکر ایک صاحب مولوی مسرور کو تلاش کیا جو اردو میں ایم اے کر رہے تھے اور انکو تیار کیا کہ مجھے اردو پڑھائیں، وہ مجھے لائبریری میں آدھا گھنٹہ روز اردو پڑھانے لگے، مجھے اردو بہت جلد آگئی، کلیم بھائی نے مجھے ''اسلام کیا ہے'' اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' پڑھنے کو دیں، مجھے ان کتابوں نے بہت متاثر کیا ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' نے میری نیند اڑادی مجھ پر موت کے بعد کے عذاب کا سخت خوف تھا میں نے اپنا حال ان سے بتایا تو انہوں نے مجھے مرنے کے بعد کی عافیت کے لئے ایمان قبول کرنے کو کہا، میں نے پاپا سے مشورہ کیا انہوں نے مجھے سوچ سمجھ کے فیصلہ کرنے کو کہا اور کہا کہ تم بڑی ہوگئی

ہو، اپنی مرضی سے فیصلہ کر سکتی ہو، یکم جنوری ۱۹۷۶ء کو میں نے لائبریری میں ہی کلیم بھائی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، الحمدللہ میرے والدین نے میرے اس فیصلہ پر کوئی اعتراض نہیں کیا، ۱۹۷۹ء میں ہوا کے اصرار پر میں لندن چلی گئی اور ۱۹۸۴ء میں ایم ایس کر کے میرٹھ واپس آئی، کلیم بھائی کو میرے والد نے شادی کے سلسلہ میں اختیار دے دیا، الحمدللہ انہوں نے میرے لئے انتہائی موزوں رشتہ تلاش کیا اور دلی کے ایک سید گھرانے میں میری شادی ہوگئی، میرے شوہر ڈاکٹر عامر ڈی ایم ہیں اور اچھے نیورولوجسٹ ہیں وہ بہت دین دار خلیق انسان ہیں، جہاں رہے لوگ ان کی قدر کرتے ہیں ان کی شرافت سے مرعوب رہتے ہیں وہ اپنے فن میں بھی ماہرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: اصل میں جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ میں اور ہمارا پورا گھرانہ خصوصاً ہمارے والد صاحب فطرتاً مسلمان تھے، مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد ایسا لگا جیسے صبح کا بھولا شام کو اپنے گھر آجاتا اور اس کو بڑی راحت محسوس ہوتی ہے۔

سوال: لندن کے مغربی ماحول میں اپنے کو مسلمان سمجھ کر آپ کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟

جواب: لندن میں آنے کے بعد الحمدللہ ہم لوگ شریعت پر عمل کے سلسلہ میں زیادہ حساس ہوگئے ہیں، میرے شوہر نے یہاں آکر داڑھی رکھ لی ہے خود میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ مجھے بے پردگی سے کم از کم عریانیت سے سخت کراہت ہوگئی ہے، ہم دونوں الحمد للہ تہجد پابندی سے پڑھتے ہیں کم از کم شفاء کو اللہ کے ہاتھ ہونا اب ہمارے لئے حق الیقین ہوگیا، مسلمان مریض بھی خاصی تعداد میں ہمارے یہاں آتے ہیں مریض کو او۔ٹی میں میز پر لٹا کر پہلے میں اسکو کلمہ پڑھواتی ہوں اسکو تسلی بھی دیتی ہوں اور یہ بھی سمجھاتی ہوں کہ ہوسکتا ہے کہ موت واقع ہو جائے اسلئے اچھی طرح دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر لیجئے غیر مسلم

مریض آتے ہیں تو ہماری کلینک ایک روحانی شفاء خانہ بھی ہے، ہم دونوں کی میزوں پر بہت اچھا اسلامی لٹریچر رہتا ہے جس میں سے اپنے اپنے حصہ کا ہر مریض لے کر جاتا ہے، اصل میں ہم نے مغرب کو بہت قریب سے دیکھا ہے، بے حیائی اور مادیت زدہ مغربی دنیا بے چین ہے اور ان میں اکثر لوگ زندگی کی لذت اور سکون سے محروم خودکشی کے کنارے کھڑے دکھائی دیتے ہیں، ان کی بے چینی اور اضطراب کا علاج صرف اسلام کی مقدس تعلیمات ہیں، کاش انکو اس نعمت سے آشنا کر دیا جائے۔

سوال: غیر مسلم مریضوں کو لٹریچر دینے سے کچھ دعوتی نتائج بھی سامنے آرہے ہیں؟

جواب: الحمدللہ ہم دونوں کی دعوت پر ان تیس سالوں میں دو سو بہتر لوگ مسلمان ہو چکے ہیں ہمارے سسر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے بیعت تھے اور وہ دلی سے امریکہ چلے گئے تھے میرے شوہر بھی ان کے ایک خلیفہ مولانا ولی آدم صاحب سے بیعت کا تعلق رکھتے ہیں، ہم لوگ اپنے لندن میں قیام کا مقصد اسلام کی دعوت سمجھتے ہیں، مجھے سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ میری بوا جو مجھے میرے ماں باپ سے زیادہ چاہتی تھیں انہوں نے ہمارے لندن آنے کے دو ماہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور گزشتہ سال ان کا بہت اچھی ایمانی حالت میں کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے مصلیٰ پر انتقال ہوا۔

سوال: قبول اسلام کے بعد بھی آپ نے اسلام کے مطالعہ کا سلسلہ جاری رکھا؟

جواب: الحمدللہ کلیم بھائی نے مجھے اس پر زور دیا کہ میں روزانہ کا نصاب طے کر کے اسلام کا مطالعہ کروں، میں نے ارادہ کیا کہ اوسطاً ۵۰ صفحے روزانہ پڑھوں گی، مگر ۵۰ صفحوں کا نصاب تو مجھ سے نہیں ہوسکا البتہ اگر میں یہ کہوں کہ ان تیس سالوں میں میں نے ۲۵ صفحے روزانہ سے کم نہیں پڑھے ہوں گے تو انشاء اللہ یہ بات، بہت احتیاط کے ساتھ سچ ہوگی، میں نے ایک سو سے زائد سیرت کی کتابوں کو پڑھا ہے، حضرت مولانا علی میاں کی سب کتابیں

اور حضرت مولانا تھانویؒ کی ساری کتابیں تقریباً میں نے پڑھی ہیں، حضرت مولانا مودودی کو بھی میں نے پڑھا ہے، اس کے علاوہ لندن میں اسلام پر روز نئی کتابیں چھپتی ہیں، ہم لوگ عیسائیوں کے یہاں سے چھپنے والی کتابوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔

سوال : اس طرح تو آپ نے لاکھوں صفحات پڑھ ڈالے ہوں گے؟

جواب : الحمدللہ ۲۵ صفحات سے کم تو اوسط کسی بھی طرح نہیں رہا ہوگا، اس اوسط سے سال میں دس ہزار کے قریب صفحات ہو جاتے ہیں، شروع میں مجھے مطالعہ کا شوق نہیں تھا، کلیم بھائی نے مجھے زور دیا کہ زبردستی آپ کو نصاب پورا کرنا ہے، ایک محسن کا حکم سمجھ کر میں نے چند ماہ زبردستی مطالعہ کیا اب یہ حال ہے کہ کھانا نہ کھانے سے ایسا نہیں لگتا جیسا مطالعہ نہ کرنے سے تشنگی محسوس ہوتی ہے، کئی بار نئی کتاب نہیں ملتی تو پرانی کتاب دوبارہ پڑھتی ہوں ، اس طرح الحمدللہ ہمارے یہاں ایک اچھا کتب خانہ جمع ہو گیا ہے اور اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ذہن میں بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔

سوال : آپ کے کتنے بچے ہیں اور وہ کہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟

جواب : میرے تین بچے ہیں بڑے بیٹے کا نام حسن عامر ہے اور چھوٹے کا حسین عامر ہے اور بچی کا نام فاطمہ زہراء ہے، دونوں بیٹے ڈیوزبری کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں، حسن نے جس کی عمر دس سال سے زیادہ ہے حفظ مکمل کر لیا ہے اور عالمیت کا پہلا سال ہے، حسین کی عمر نو سال ہے اس کے سولہ پارے ہو چکے ہیں، فاطمہ ایک اسلامی اسکول میں دوسری کلاس میں پڑھ رہی ہے، ان کے والد نے اسکو قرآن حکیم گھر پر پڑھایا ہے، ہم دونوں نے پروگرام بنایا ہے کہ اپنے بچوں کو روزگار سے بے فکر کر دیں گے اور اتنا نظم کر دیں گے کہ ان کو کمانے کی فکر نہ رہے اور وہ یکسوئی کے ساتھ زندگی کو دعوت کے لئے وقف کر سکیں۔

سوال : آپ نے اپنے والد اور والدہ کی فکر نہیں کی؟

جواب: الحمد للہ میں نے جس سال ایم ایس سی کیا، فارغ ہوکر میں ہندوستان آئی تو میں کلیم بھائی کو بلایا اور والد صاحب پر کام کرنے کی درخواست کی انہوں نے والد صاحب کو بہت سی کتابیں دیں حضرت مولانا علی میاںؒ کی کتاب "نبی رحمت" نے ان کو بہت متاثر کیا۔

وہ اسلام سے تو پہلے سے ہی متاثر تھے مگر اتنی عمر تک ایک مذہب میں رہنے اور خاندان کے لوگوں خصوصاً اپنے چچا جناب پیلو مودی صاحب اور انکے خاص دوست آر کے کرنجیا کی وجہ سے انکو جھجک تھی، میری شادی ڈاکٹر عامر سے انہوں نے باقاعدہ اسلامی طریقہ بلکہ مسلمانوں کے طریقہ پر یعنی رواج کے مطابق کی اور خوب خرچ کیا، ظاہر ہے خوب خرچ کرنا خود اسلامی طریقہ نہیں، مگر مسلمانوں نے اسی طریقہ کو اختیار کیا ہے، ہم لوگوں کے پی، جی، آئی ملازمت کے دوران ایک بار گومتی نگر میں ہمارے یہاں دو روز کے لئے آئے ہم دونوں نے چھٹی لے لی اور ان سے اسلام قبول کرنے پر اصرار کیا وہ شروع میں ٹالتے رہے کہ رسم سے کیا ہوتا ہے؟ میں دل و دماغ سے تم لوگوں سے پہلے مسلمان ہوں، مگر میرے شوہر نے کہا: بلاشبہ اصل چیز تو دل و دماغ کا اسلام ہے اور ہم اسی کو اسلام کی روح مانتے ہیں مگر روح کے لئے جسم بھی ضروری ہے اگر جسم نہ ہو تو روح کس چیز میں پڑے گی آپ کلمہ پڑھ لیجئے وہ تیار ہو گئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا ممی بھی ان کے ساتھ تھیں پاپا کے مسلمان ہونے کے بعد ممی کو منانا ہمارے لئے آسان ہو گیا انہوں نے بھی کلمہ پڑھ لیا میرٹھ آکر دو ماہ کے بعد انکو سخت ترین ہارٹ اٹیک ہوا ان کے دل کی دو والیں خراب ہو گئی تھیں ہم ان کو لکھنوء لے گئے مگر زندگی کا فیصلہ کرنے والا اپنا فیصلہ کر چکا تھا لکھنوء میں ہی ان کا انتقال ہو گیا اور وہیں تدفین ہوئی الحمد للہ آخری وقت ان کا ایمان کے لحاظ سے بہت اچھا تھا اور وہ اپنے اسلام پر حد درجہ اللہ کی تعریف اور شکر کرتے تھے۔

سوال: آپ کے بھائیوں کا کیا حال ہے؟

جواب: مجھ سے چھوٹے بھائی طارق نے سی اے کیا اور ممبئی میں ایک بڑے کارخانہ میں منیجر ہیں ان کی شادی ممبئی کے ایک تبلیغی گھرانہ میں ہوئی ہے چھوٹے بھائی شارق نے ایم بی اے کیا ہے وہ لکھنوء میں ایک ہوٹل کے منیجر ہیں، ان کی شادی میرے شوہر کی چھوٹی بہن راشدہ سے ہو رہی ہے، ابھی ۲۹ جون کو ان کا نکاح ہونا ہے انشاء اللہ۔

سوال: آپ کو خود اللہ نے ہدایت سے نوازا ہے اور آپ خود دعوت کا کام کر رہی ہیں دعوتی زندگی میں آپ کا تاثر کیا ہے کہ کسی غیر مسلم کی ہدایت کے لئے کیا چیز سب سے زیادہ موثر ہوتی ہے؟

جواب: یوں تو یہ علم اور عقل کا زمانہ ہے بے چین اور بلکتی انسانیت کے لئے علم اور عقل کے پیمانے پر پورے اترنے والے مذہب کا تعارف ہی انسان کو حد درجہ متاثر کرتا ہے مگر میں اپنے قبول اسلام اور اپنے واسطے سے ہدایت پانے والے لوگوں کے حالات پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ آپ اپنی تقریری دعوت سے لوگوں کو قائل تو کر سکتے ہیں مگر اس درجہ متاثر کرنے کے لئے کہ ایک زندگی کے طریقہ پر رہنے والا آدمی مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ ہو جائے، اس کے لئے آپ کی دعوت کے ساتھ آپ کے کردار کی عظمت ضروری ہے، میں سمجھتی ہوں ہمارے گھرانہ کو مشرف با سلام کرنے بلکہ ہم دونوں کو دعوت پر کھڑا کرنے میں آپ کے ابی کی فطری شرافت اور مجسم دعوتی کردار سب سے اہم ذریعہ رہی، کتابوں کے ساتھ نبیوں کو بھیجنا خود میرے خیال میں بڑی دلیل ہے، انسان کو کتاب کے ساتھ افراد چاہئے یعنی قول کے ساتھ کردار کی ضرورت ہوتی ہے تب کہیں انقلاب برپا ہوتا ہے۔

سوال: شکریہ ارم پھوپھو! میں آپ کی بہت مشکور ہوں ہم آپ قارئین ارمغان کے لئے کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟ خصوصاً ان قارئین میں مستورات بھی ہوتی ہیں ان کے لئے کوئی خاص پیغام؟

جواب: ارمغان کے واسطے سے میں قارئین بہنوں کی خدمت میں یہ درخواست پیش

کروں گی کہ ایک مسلمان کی ذمہ داری پوری انسانیت تک اسلام کے پیغام کو پہنچانا ہے، اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی مکلف بنایا گیا ہے، بلکہ اسلامی دعوت کی ترتیب تو تاریخ اسلام میں یہ ملتی ہے کہ اسلامی دعوت کی مدعو مردوں سے پہلے عورتیں ہیں، ہمارے نبی ﷺ نے سارے رفقاء محسنین اور محرم راز مردوں کے ہوتے ہوئے غار حرا میں پہلی وحی کے نزول کے بعد، اپنی دعوت کا سب سے پہلا مدعو اپنی رفیقہ حیات حضرت خدیجہؓ کو بنایا تھا، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عورتوں کو بھی اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہئے بلکہ مردوں سے زیادہ سمجھنا چاہئے، میدان دعوت میں غیر مسلم اقوام خصوصاً مغربی دنیا سے قریب ہو کر ان کو اس حقیقت سے بھی واقفیت ہوگی کہ جس مادیت اور عریانیت زدہ مغربی تہذیب کی چکا چوندھ سے ہم مرعوب ہو رہے ہیں اور اسکو ہم ترقی کی معراج سمجھ رہے ہیں وہ کس درجہ پستی کا شکار ہے وہ بے چینی اور اضطراب میں خودکشی کے دہانے پر کھڑی اسلامی تعلیمات کی کس قدر پیاسی ہے اور دین اسلام کی نعمت سے نواز کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر کس قدر بڑا احسان کیا ہے۔

سوال: دل چاہتا تھا کہ آپ سے آپ کی تفصیلی دعوتی کارگذاری کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں مگر آپ کو جلدی جانا ہے، انشاء اللہ آئندہ ملاقات میں پھر استفادہ کیا جائے گا، بہت بہت شکریہ۔

جواب: ضرور، واقعی دعوتی زندگی میں بڑے تجربات اور ہدایت کے حیرت ناک واقعات ہم دونوں کی زندگی میں پیش آئے ہیں، انشاء اللہ اب کی ملاقات میں۔ فِیْ اَمَانِ اللّٰہ، اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِمَ اَعْمَالِکُمْ۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جولائی ۲۰۰۴ء

۴۵

مدینہ منورہ کی مکین ایک خوش قسمت خاتون محترمہ شہناز صاحبہ ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات

میری سب مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنا منصب پہچانیں اور غیر مسلموں سے رابطہ قائم کریں اور ساتھ ہی اپنے کردار کو اسلام سے آراستہ کریں اور اپنے آپ کو مجسم دعوت بنائیں اور اپنے عمل سے حضور اقدس ﷺ کا تعارف کرائیں، اگر ہمارے نبی ﷺ کا اسوہ لوگوں کے سامنے آجائے تو لوگ ایکٹروں، لیڈروں، کھلاڑیوں کو آئیڈیل بنانے کے بجائے صرف اور صرف ہمارے نبی ﷺ کو آئیڈیل بنائیں گے، اس سے زیادہ پرکشش کوئی اور کردار ہو ہی نہیں سکتا دوسرے یہ کہ ریڈیو، ٹی وی اور میڈیا کے واسطے سے (حدود شریعت میں رہ کر) اسلام لوگوں تک پہنچایا جائے اور اس کے لئے تحریک چلائی جائے۔

اسماء ذات الفوزین

اسماء : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شہناز : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : شہناز پھوپھو! الحمدللہ ہماری حاضری پیارے نبی ﷺ کے شہر میں ہوئی ہے، اس محسن شہر مقدس کا حق ہے کہ یہاں نبوی درد اور دعوت دین کا جذبہ حاصل کیا جائے، آپ

ہمارے ارمغان سے واقف ہیں، کچھ زمانہ سے دعوتی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اس میں خوش قسمت نومسلموں کے انٹرویو شائع کئے جا رہے ہیں، ابی کی خواہش ہے کہ میں آپ سے کچھ باتیں کروں، تاکہ وہ باتیں آئندہ کسی شمارے میں شائع ہو جائیں مدینہ منورہ سے آپ کی باتیں ارمغان میں شائع ہونا بڑی برکت کی بات ہوگی۔

جواب: مجھ سے فون پر بھائی کہہ رہے تھے، ضرور میرے لئے بھی خوشی کی بات ہوگی، تاکہ اس عظیم اور مبارک کار دعوت میں میرا بھی حصہ ہو جائے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں جموں شہر کے ایک پڑھے لکھے ملہوترا خاندان میں پیدا ہوئی میری پیدائش ۴ مئی ۱۹۷۵ء کو ہوئی میرے والد کل دیپ ملہوترا کامرس کے لیکچرر تھے، میری والدہ بہت شریف اور مصیبت زدہ خاتون تھیں کم عمری ہی سے وہ بیمار ہو گئی تھیں اور قسمت کی بات یہ ہے کہ شادی کے بعد بھی ان کو سکھ چین نہیں مل سکا میری عمر ۵ یا ۶ سال کی ہوگی کہ انکا انتقال ہو گیا میرے ایک بڑے بھائی تھے سندیپ ملہوترا انکی عمر ۱۰ سال تھی، ایک مرتبہ میری والدہ مجھے دریا میں ڈالنے کے لئے لے گئیں، ایک آدمی نے انکو دریا کے پل پر کھڑا دیکھا تو وجہ معلوم کی وہ بولیں میں اپنی اس بچی کو دریا میں ڈالنے آئی ہوں انہوں نے کہا کہ اگر میری طرح اس کا بھی مقدر خراب ہوا تو ساری زندگی مصیبت بھرے گی، اس سے تو اچھا ہے ابھی مر جائے اس آدمی نے انکی خوشامد کی اور سمجھایا کہ اس بچی کی تقدیر تو بہت اچھی ہوگی تم اس کی فکر نہ کرو اور اس کو دریا میں نہ ڈالو اس نے نہ جانے کس ہمدردی میں اس نے یہ الفاظ کہے تھے کہ میری والدہ نے مجھے دریا میں ڈالنے کا ارادہ ملتوی کر دیا، مجھے گھر لے آئی اور ایک سال بعد انکا انتقال ہو گیا میری والدہ کے انتقال کے ۶ ماہ بعد میرے والد نے دوسری شادی کر لی سوتیلی ماں (اللہ تعالیٰ ان کے احسان کا بدلہ عطا فرمائے) ان کا برتاؤ میرے

ساتھ بڑا سخت تھا مجھ پر کام کا بہت بوجھ رہتا تھا، سخت حالات میں میں نے میٹرک پاس کیا، میرا گھر میرے لئے جیل بلکہ جہنم کی طرح تھا، میں گھر کے مظالم سے اس قدر تنگ آگئی کہ کئی بار خودکشی کی ناکام کوشش کی ایک بار نیند کی بہت ساری گولیاں کھالیں، کئی بار پہاڑ پر چڑھ کر گرنے کی کوشش کی مگر میرے کریم اللہ کو مجھے نوازنا تھا اس لئے خودکشی کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہوئی میری سوتیلی والدہ ہمارے والد صاحب کو میرے خلاف شکایت لگا کر بھڑکاتی رہتیں وہ مجھ پر ترس کھانے کے بجائے مجھے ڈانٹا کرتے، میں مندروں میں جاتی، مزاروں پر جاتی اور بجائے پوجا کے میں یہ سوال کرتی کہ مجھے بتاؤ میری اندھیری رات کی صبح کب ہوگی، ہوگی بھی یا نہیں؟ مگر وہ بے جان میرے سوال کا جواب کیا دیتے، کاش میں قرآن کی اس صدا کو جانتی تو ان بیجان چیزوں سے منہ نہ مارتی، میں آج قرآن حکیم پڑھتی ہوں تو خیال آتا ہے کہ قرآن کی یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ (سورۃ فاطر:۱۴)

اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سنتے تو تم کو جواب نہیں دیتے اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھرانے کے اور کوئی خبر رکھنے والے کی طرح نہیں بتلائے گا۔

ایک روز میں نے ایک قبر میں مردے کو دفن ہوتے دیکھا تو میں اپنی سہیلی سے کہا کہ میری قبر ہی بنانا مجھے جلانا نہیں، میری سوتیلی ماں روز مجھے ڈانٹنے اور والد صاحب سے ڈنٹوانے کے لئے نئی نئی باتیں نکالتی تھیں، انہوں نے ایک روز مجھ پر پرس سے پانچ سو روپے نکالنے کا الزام لگایا، میری برداشت کی حد ہوگئی مجھے یہ بھی خیال آیا کہ انہوں نے آج

مجھ پر چوری کا الزام لگایا ہے میرا وجود انکو گوارا نہیں نہ جانے کل کوئی اس سے بڑا الزام مجھ پر لگادیں، میرے پاس ۱۰۰ روپئے تھے چند جوڑی کپڑے اور وہ روپئے لے کر میں نکل پڑی اور گھر ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: میں نے اصل میں وہی بتانے کے لئے بات شروع کی ہے، میری سوتیلی ماں کا احسان ہے کہ ان کے مظالم ہی میری ہدایت کا سبب بنے، میرے کریم اور ہادی رب کے قربان جس نے ظلم کے اندھیروں سے نکال کر مجھ پر رحمت اور ہدایت کی بارش فرمائی میں گھر سے نکلی تو ایک کپڑے بیگ میرے ہاتھ میں تھا، ہمارا گھر ایک تنگ گلی میں تھا میں گلی سے نکل رہی تھی میرے والد کالج سے آگئے وہ میرے برابر سے نکلے مگر انکی نگاہ مجھ پر نہیں پڑی ورنہ وہ مجھے اس طرح سامان کے ساتھ جاتا دیکھ کر واپس لے جاتے اور نہ جانے کیا کرتے، میں ریلوے اسٹیشن پہنچی گھر سے باہر کبھی نکلی نہیں تھی میں نے دہلی کا ٹکٹ لیا اور دہلی کی ٹرین میں بیٹھ گئی، مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کس ڈبہ میں بیٹھنا چاہیے، فوجیوں کے ایک ڈبہ میں چڑھ گئی ان بیچاروں نے لڑکی سمجھ کر جگہ دے دی گاڑی چلی ریزرویشن ٹی ٹی آیا فوجیوں کے ڈبے میں مجھے دیکھا تو ٹکٹ معلوم کرنے لگا برابر میں بیٹھے فوجی نے کہا یہ میری بہن ہے، یہ میرے اللہ کی مدد تھی اس فوجی نے بہن بتانے کے بعد سارے راستہ میرا بہن کی طرح خیال رکھا اوپر کی برتھ خالی کر کے اس پر سونے کو کہا اور بار بار تسلی دیتا رہا بہن تم فکر نہ کرو۔

میں آرام کے ساتھ دہلی پہنچی اسٹیشن سے باہر نکلی تو سامنے سی ٹی بس آتی دکھائی دی میں اس پر چڑھ گئی میری سیٹ کے آگے دو نوجوان لڑکے بیٹھے تھے، جو آپس میں باتیں کر رہے تھے، ان کی باتوں سے مجھے شرافت کا احساس ہوا میں نے ان سے کہا بھیا مجھے

یہاں دہلی میں کوئی گرلس ہوسٹل بتادو انہوں نے مجھ سے میرا پتہ معلوم کیا میں نے اپنا پتہ بتادیا وہ میری مشکل کو بھانپ گئے انہوں نے کہا گرلس ہوسٹل دور ہے آپ ایسا کریں کہ ہماری بہن سے مل لیں تھوڑی دیر وہاں آرام کریں وہ پڑھی لکھی ہیں، آپ کو گرلس ہوسٹل خود پہنچادیں گی، ان کے گھر میں کوئی مرد بھی نہیں ہے مجھے ان کی شرافت کی وجہ سے اطمینان ہوگیا وہ مجھے ساتھ ایکسٹینشن اپنی بہن کے یہاں لے گئے ان کی بہن نے میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا ناشتہ وغیرہ کرایا ایک دوروز اطمینان سے رہنے کو کہا اور اطمینان دلایا کہ میں خود آپکو اچھے ہوسٹل میں لے چلوں گی، ان کی بہن نے مجھے اپنے ایک عزیز عشرت صاحب سے ملنے کو کہا کہ ان سے ملنے کے بعد ہی میں ہوسٹل وغیرہ کا فیصلہ کروں، میں عشرت صاحب کے آفس گئی انہوں نے کچھ دیر بات کر کے اپنے آفس کی ایک عورت کو بلا کر انکے ساتھ اپنی بیوہ بہن کے پاس بھیج دیا، ان کے ایک عزیز عارف صاحب تھے جو ان کے یہاں آتے تھے، انہوں نے مجھے مورتی پوجا کے بارے میں سمجھایا، ان کی باتیں میری عقل کو بہت بھائیں اور مجھے مورتی پوجا بڑی حماقت لگنے لگی، ایک کے بعد ایک کئی مسلمانوں کے معاملات ان کی شرافت اور ایک جوان لڑکی کے ساتھ محتاط شرافت اور کچھ کچھ اسلامی تعلیمات کے تعارف نے مجھے اسلام کی طرف راغب کیا اور ایک روز میں نے عارف صاحب سے مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے مجھے سمجھایا کہ ایمان ہر انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے مگر تم پریشان حال ہو ہمارے یہاں رہ رہی ہو کسی مجبوری یا ہماری تھوڑی سی ہمدردی کا بدلہ دینے کے لئے اسلام قبول کرنا ٹھیک نہیں لیکن سوچ سمجھ کر اپنی سب سے بڑی ضرورت جان کر اسلام قبول کرنا چاہتی ہو تو اس سے زیادہ ہمارے لئے خوشی کی بات اور کیا ہوگی کہ ہماری ایک بہن ہمیشہ کی دوزخ کی آگ سے بچ جائے، میں نے بہت اطمینان اور خوشی سے اسلام قبول کرنے کو کہا

انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا میں نے اسلامی تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے مجھے میوات بھیج دیا۔

سوال: میوات کے دیہاتی ماحول میں تو آپ کو بڑا عجیب سالگا ہوگا؟

جواب: ابتداء میں ذرا پریشانی ہوئی مگر بعد میں مانوس ہوگئی اسلامی تعلیم کے سلسلہ میں میرا وہاں رہنا بہت مفید ثابت ہوا، نماز وغیرہ الحمدللہ اچھی طرح یاد ہوگئی نو دس مہینہ میں کچھ قرآن شریف اور اردو پڑھنا بھی آگئی۔

سوال: مولانا جاوید اشرف ندوی سے آپ کی شادی کس طرح ہوئی؟

جواب: میوات سے دہلی آئی تو عارف صاحب نے بارہ بنکی کے ایک لڑکے سے میرا رشتہ کر دیا وہ لڑکا دیندار نہیں تھا، میرے لئے اب دین ہی سب کچھ تھا میں نے ڈرتے ڈرتے عارف صاحب سے کہا کہ میرے لئے کسی دیندار لڑکے کو تلاش کریں، چاہے بالکل فقیر ہی کیوں نہ ہو، میری خواہش پر انہوں نے وہ رشتہ رد کر دیا، عارف صاحب نے اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے قومی آواز میں اشتہار دیا تھا وہ اشتہار مولانا (جاوید اشرف ندوی صاحب) نے دیکھا انکی شادی ہوگئی تھی مگر بدقسمتی سے بلکہ میری خوش قسمتی سے وہ شادی بھونہیں سکی اور طلاق ہوگئی ان کے والدین کا انتقال ہوگیا تھا، اشتہار دیکھا تو بھائیوں کی مرضی کے بغیر عارف صاحب کے یہاں رشتہ کے لئے پہنچے شاید عارف صاحب نے انکی دوسری شادی کی وجہ سے یا میری محبت میں، یا اپنی بیٹی سے جوڑ نہ بیٹھنے کی وجہ سے میرے بارے میں بتایا اور مجھ سے شادی کرنے کو کہا اس دوران میں نے اپنی آپ بیتی اور قبول اسلام کی کہانی ''کڑوا سچ'' کتاب کے طور پر لکھ لی تھی عارف صاحب نے مولانا کو وہ کتاب دکھائی، مولانا کتاب دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی ملاقات ہوئی اور نسبت طے ہوگئی چند روز کے بعد ایک دن ظہر کی نماز میں میرا نکاح

ہوگیا، مولانا مجھے اپنے گھر نہیں لے جاسکتے تھے، خاندان اور برادری کی مخالفت کا خوف تھا، اس لئے لکھنو لے گئے پھر اپنے ایک اور ساتھی مفتی عبدالحمید صاحب کے پاس بمبئی لے گئے ان کے یہاں ایک سال رکھا، مفتی صاحب اور انکی والدہ نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیا کہ حقیقی ماں اور بھائی بھی نہیں کر سکتے۔

سوال: آپ مدینہ منورہ کس طرح آئیں؟

جواب: میرے اللہ کے کرم کی ہوا چلی تھی کہ کرم پہ کرم ہوتا گیا مولانا صاحب (مولانا جاوید اشرف ندوی) کا مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ ہوگیا مولانا نے کسی طرح مجھے عمرہ کے ویزے پر یہاں بلالیا اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ کی محبت عطا کی تھی میرا دل واپسی کو نہ چاہا اور سالوں تک غیر قانونی طور پر یہاں رہی میرے تین بچے اللہ نے مجھے مدینہ منورہ میں عطا کیے، مدینہ کی گلیوں میں کھو جانے کا مزہ میرے کریم اللہ نے مجھے چکھایا مولانا کی شکل میں مجھے اللہ تعالیٰ نے انتہائی نرم خو، حلیم، سلیم الطبع اور کریم النفس شوہر عطا کیا اس پر مدینہ منورہ کی رہائش عطا کر کے میرے سارے غم بھلا دیے۔

سوال: حضرت مفتی عاشق الٰہی بلند شہریؒ کے گھرانے سے آپ کا تعلق کیسے ہوا؟

جواب: ہمارے شوہر مولانا صاحب میں شرم بہت ہے کسی بڑے آدمی یا عالم سے ملتے ہوئے جھجکتے ہیں مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے یہاں کے بڑے عالم حضرت مفتی صاحب یہاں رہتے ہیں میں ان کے گھر گئی اور حضرت مفتی صاحت کی بیوی (امّی جان) سے ملی پہلی ملاقات کے میرے تعارف نے ان کو مجھ پر شفیق بنادیا انہوں نے حضرت مفتی صاحب سے میرا ذکر کیا مفتی صاحب پر غیر مسلموں میں دعوت کا بہت غلبہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے وہ آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب سے بہت تعلق رکھتے تھے انہوں نے ہمارے شوہر کو بلوایا اور دونوں نے مجھے اپنی بہن بنالیا اور واقعی ماں باپ کی طرح میری

سرپرستی فرمائی امی جان اب بھی ضعف کے باوجود میرے بچوں کے کپڑے اپنے ہاتھ سے سی کر پہناتی ہیں میں کسی کی دعوت کردوں تو کوئی چیز خود بنا کر لے آتی ہیں، وہ مجھ سے میرے بچوں سے کس قدر محبت کرتی ہیں میں بیان نہیں کرسکتی حضرت مفتی صاحب میرے پورے خاندان سے حد درجہ محبت فرماتے تھے، الحمدللہ حضرت کے گھر والے بیٹے بیٹیاں بھی مجھ سے بالکل بہنوں جیسا سلوک کرتے ہیں بلکہ سب بہنوں سے زیادہ میرا خیال کرتے ہیں۔

سوال: ہماری امی جان (دادی) بھی تو آپ کو بیٹی کہتی ہیں اور آپ کو بہت یاد کرتی ہیں ان سے آپ کا تعلق کس طرح ہوا؟

جواب: آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب سے میرے شوہر مولانا جاوید صاحب کے کچھ تعلقات تھے ایک بار وہ والدہ کو لیکر عمرہ کے لئے آئے میں ان سے ملنے گئی اور مدینہ کا مکین ہونے کی وجہ سے کچھ ضیافت کی کوشش کی ان کو مجھ سے محبت ہوگئی، میں تم کو تجربے کی بات بتاتی ہوں، خدمت میں اللہ نے بڑی تاثیر رکھی ہے، آدمی اگر خدمت کا عادی ہو تو پتھر جیسے دل میں بھی جگہ بنالیتا ہے، مجھے اپنے بڑوں کی خدمت کا پیدائشی شوق ہے، کسی بڑے کے کپڑے دھونے، اس کے سر پر مالش کرنے، یا پاؤں وغیرہ دبانے میں بہت مزہ آتا ہے، بوڑھی عورتوں کو تو خدمت کی ضرورت بھی ہوتی ہے اور بڑوں کا کیا ذرا سی دیر میں کلیجہ سے دعائیں دینے لگتے ہیں اگر ذرا سا آرام قربان کرکے آدمی کسی خدمت کرلے تو پھر ان دعاؤں سے دنیا اور آخرت بنتی ہے، میں نے بڑوں کی دعاؤں میں بڑی تاثیر دیکھی ہے۔

سوال: مدینہ منورہ میں پوری دنیا سے لوگ آتے ہیں میں نے سنا ہے آپ کا کوئی دور کا جاننے والا یا ملنے والا آجائے ایک پاؤں پر آپ اس کے لئے کھڑی ہوجاتی ہیں پانچ چھوٹے چھوٹے بچے اور آپ ٹیوشن بھی پڑھاتی ہیں کیا آپ تھکتی نہیں ہیں؟

جواب: میرے اللہ نے مجھے مدینہ منورہ کی سکونت کا شرف بخشا ہے، یہاں کے پانی اور فضاء میں اکرام ضیف اور مہمانوں کی خاطر داری رکھی ہے، ہم غیر اختیاری طور پر مجبور ہوتے ہیں کہ مدینہ کے مہمانوں کی خدمت اور ضیافت کا مزہ لیں میرے دل میں آتا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ کے مہمان ہیں اور آپ ﷺ تک ہمارے حالات پہنچتے ہیں اپنے مہمانوں کی ضیافت سے آپ کس قدر خوش ہوتے ہوں گے جب یہ بات ہو تو تھکن کا کیا مطلب، میری پیاری اس خیال سے بھی خوشی اور مزہ محسوس ہوتا ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مہمانوں کی ضیافت اور خدمت کا شرف مل رہا ہے، میں تو بچوں کی خدمت بھی اللہ کا حکم سمجھ کر کرتی ہوں اور ٹیوشن اپنے شریف اور مسائل کے بوجھ تلے دبے ہوئے شوہر کا بوجھ کم کرنے کے لئے پڑھاتی ہوں، مجھے الحمدللہ اس نیت کی وجہ سے ہر کام میں مزہ آتا ہے، کرنے کے بعد فرحت ہوتی ہے، واقعی ہمارے دین نے ہمیں نیت کو خالص کرنے کا حکم دے کر احسان کیا ہے، نیت ٹھیک ہو تو ہر چیز میں مزہ ہے۔

سوال: سنا ہے آپ مدینہ منورہ سے جانا پسند نہیں کرتیں یہاں پر روزگار وغیرہ کے مسائل بھی بہت ہوئے اور دوسری جگہوں سے بلاوے بھی بہت آئے؟

جواب: اصل میں مدینہ جس نے دیکھ لیا وہ جنت کے علاوہ کہیں جانا چاہے ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ میری خواہش اور آخری تمنا ہے کہ بقیع پاک کی خاک مجھے مل جائے، تم بھی دعاء کرنا (روتے ہوئے) میں یہاں کے کبوتروں کو دیکھتی ہوں تو دعاء کرتی ہوں کہ یا اللہ آپ نے بقیع پاک کے دانے ان کو مقدر کر دیئے میرے لئے اپنے نبی ﷺ کے قدموں کی یہ خاک مقدر فرما دیجئے۔

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں کی کچھ خیر خبر نہیں لی، انہوں نے آپ کو تلاش بھی نہیں کیا؟

جواب: شاید انہوں نے تو مجھے تلاش نہیں کیا، اصل میں انہوں نے تو یقین کر لیا تھا کہ

میں نے خودکشی کرلی ہے، گذشتہ سال سے میرے والد اور بھائی سے میرا رابطہ ہوا ہے، یہاں مدینہ منورہ میں جموں کے ایک طالب علم پڑھتے تھے انہوں نے میرے والد کو میرا پتہ بتادیا وہ بے چین ہو گئے میں ویزا لگوا نے ہندوستان گئی تھی جب ہی جھجک کر بار بار ہاں اور نہ نہ کرکے ایک جگہ میری ان سے پرانی دہلی میں ملاقات ہوگئی، وہ بہت روئے اور جب میں نے سارے حالات بتائے تو وہ بہت نادم ہوئے، اب وہ مجھے دوسرے تیسرے روز فون کرتے ہیں، مولانا جاوید اشرف اور میں نے ان کو اسلام کی دعوت بھی دی ہے انہوں نے بت پرستی چھوڑ دی ہے، ہم لوگوں نے آپ کے ابی مولانا کلیم صاحب سے درخواست کی ہے بلکہ انھوں نے خود ہی ان کا پتہ لیا ہے، انہوں نے اپنے ساتھیوں کو لگایا ہے اور امید دلائی ہے کہ وہ انشاء اللہ ضرور اسلام قبول کرلیں گے۔

سوال: آپ کی سوتیلی والدہ حیات ہیں؟ ان سے بھی کوئی رابطہ کیا؟

جواب: ہاں وہ بھی زندہ ہیں ان سے بھی میں نے فون پر ایک بار بات کی وہ بہت معافی مانگ رہی تھیں، مگر میں اپنی قسمت کے بننے اور غم کے اندھیرے کی صبح ہونے میں سب سے بڑا احسان ان ہی کا مانتی ہوں کہ ان کے مظالم ہی میری ہدایت کا ذریعہ بنے، میں نے ملتزم پر اور ہر خاص موقع پر اپنے ایک بڑے محسن کی طرح ان کے لئے دعائیں کی ہیں، میرے اللہ کی عجیب شان کہ ان کے سارے مظالم مجھے آخری درجہ کے احسان لگتے ہیں، ان کے لئے میں بلک بلک کر ہدایت کی دعائیں کرتی ہوں، گذشتہ حج کے موقع پر عرفات میں میں نے سب سے زیادہ ان کے لئے ہدایت کی دعاء مانگی۔

سوال: بچوں کی تعلیم کے لئے آپ کا کیا ارادہ ہے؟

جواب: یہاں سعودی عرب کے اسکولوں میں تربیت کا نظم بہت عجیب ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ ہمارا ایک ایک بچہ داعی بنے اور دین کی خدمت کرے، الحمدللہ میں نے بھی حضرت

مفتی عاشق الٰہی کی تفسیر ''انوارالبیان'' کا ہندی ترجمہ حضرت کی حیات میں شروع کیا تھا میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی یہ خدمت مجھ سے لے لے، اس لئے ہم لوگ مدرسہ سے زیادہ گھر پرانکی تعلیم وتربیت کی فکر میں ہیں

سوال: ارمغان کے واسطے سے آپ مسلمانوں کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب: میں درخواست ہی کرسکتی ہوں کہ وہ اپنا منصب پہچانیں اور غیر مسلموں سے رابطہ قائم کریں اور ساتھ ہی اپنے کردار کو اسلام سے آراستہ کریں اور اپنے آپ کو مجسم دعوت بنائیں اور اپنے عمل سے حضور اقدس ﷺ کا تعارف کرائیں، اگر ہمارے نبی ﷺ کا اسوہ لوگوں کے سامنے آجائے تو لوگ ایکٹروں، لیڈروں، کھلاڑیوں کو آئیڈیل بنانے کے بجائے صرف صرف ہمارے نبی کو آئیڈیل بنائیں گے، اس سے زیادہ پرکشش کوئی اور کردار ہو ہی نہیں سکتا دوسرے یہ کہ ریڈیو، ٹی، وی اور میڈیا کے واسطے سے (حدود شریعت میں رہکر) اسلام لوگوں تک پہنچایا جائے اور اس کے لئے تحریک چلائی جائے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اپنے دین کی دعوت کے لئے قبول کرلیں اور مجھ سے کچھ کام لے لیں بس میری یہی حسرت ہے کہ میں اور میری نسلیں دین کی خدمت خصوصاً دین کی دعوت کے لئے قبول ہوجائیں، ہمارے بعض متعلقین کہتے ہیں کہ تم لوگ اتنے دنوں سے مدینہ میں رہتے ہو گھر بھی نہیں بنایا؟ میں اکثر ان سے کہتی ہوں کہ ہم مدینہ میں بقیع پاک کا پیوند بننے کے لئے پڑے ہیں، دنیا بسانے کے لئے تو ہم پیرس جاتے یا نیویارک جاتے یہ ان کے جواب کے لئے کہتی ہوں، ورنہ میرا خیال ہے کہ دنیا کی زندگی کا مزہ اور راحت بھی مدینہ منورہ کی زندگی میں ہے، پیرس کے لوگوں کو اس کی خاک بھی نصیب نہ ہوگی۔

سوال: بہت بہت شکریہ شہناز پھوپھو! آپ ہمارے لئے بھی دعاء کیجئے، آپ پر تو بڑا

رشک آرہا ہے؟

جواب: پیاری اسماء تمہارا نام کب سے سنتے اور ارمغان میں پڑھتے تھے تم کو دیکھنے کو آنکھیں ترستی تھیں ہم تم پر رشک کرتے ہیں، ہم مدینہ منورہ میں رہ رہے ہیں، ہمیں نبی اکرم ﷺ کے شہر میں رہنا نصیب ہوگیا ہے مگر تم تو نبی اکرم ﷺ کا کام بلکہ محبوب ترین کام کر رہی ہو، اللہ تعالیٰ آمیں اور برکت عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تم کو مدینہ منورہ بلکہ حرمین شریفین کی بار بار زیارتِ خاص قبولیت اور برکت کے ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان ڈسمبر ۲۰۰۴ء

۴۶

اسلام لانے میں دیری مسلمانوں کا گندہ رہنا تھا

محترمہ سلمیٰ انجم صاحبہ ﴿مدھو گویل﴾ سے ایک ملاقات

ہماری زندگی اسلامی کردار کا نمونہ ہونی چاہئے اسلام کی ہر ادا میں کشش ہے، دیکھئے پچاس سے زائد افراد پر مشتمل خاندان کی ہدایت کا ذریعہ صرف عبدالرحمٰن صاحب کے وعدے پر چنگی جمع کرنے کا عمل ہوا بلکہ ہمارے واسطے سے مسلمان ہونے والے سبھی لوگوں کا ذریعہ ان کا ایک اسلامی عمل ہوا۔

اسماء ذات الفوزین

اسماء ذات الفوزین : السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سلمیٰ انجم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ کی خدمت میں قارئین ارمغان کے لئے کچھ ضروری باتیں کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔

جواب : میرے لائق جو خدمت ہو میرے لئے لائق سعادت ہے۔

سوال : برائے کرم اپنا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب : میرا نام اب الحمدللہ سلمیٰ انجم ہے میرا پہلا نام مدھو گویل تھا، میں غازی آباد کے ایک بہت مذہبی ہندو گویل خاندان میں پیدا ہوئی میرے والد لالہ سنگل سین گویل ایک

معمولی سبزی کے تاجر تھے اور میرے بچپن میں انتقال کر گئے تھے میری پرورش میری والدہ کیلاش وتی اور بڑے بھائی بابو جگدیش گویل کے زیر سایہ ہوئی ہم لوگ غازی آباد کے قریب گلدھر گاؤں میں رہتے تھے میری والدہ ماجدہ جن کا اسلامی نام ام نسیم ہے اور میرے سب سے بڑے بھائی بابو جگدیش جن کا اسلامی نام کلیم غازی ہیں اور دوسرے بھائی نیم کمار جو الحمدللہ اب مولانا نسیم غازی ہیں میری چھوٹی بہن بھی جس کا نام اب اسماء ہے اپنے پورے خاندان کے ساتھ الحمدللہ مسلمان ہیں، میری تین بڑی بہنیں مسلمان نہیں ہوئیں جن میں ایک حیات ہے ان کا نام لجا ہے اور دو راجیشوری اور لیلیٰ وتی کا انتقال ہو گیا ہے۔

سوال: اپنے خاندان کے اسلام لانے کے سلسلہ میں ذرا بتایئے؟

جواب: میرے بڑے بھائی بابو جگدیش بڑے مذہبی ہندو تھے اور انہیں ہندو مذہب کی بڑی گہری معلومات تھیں، اسلام اور مسلمانوں سے ان کو بڑی نفرت سی تھی، مسلمان کے یہاں سے سبزی لینا بھی وہ پسند نہیں کرتے تھے اور اگر خریدتے تو بہت دھو کر پکواتے تھے، وہ غازی آباد نگر پالیکا میں چنگی انسپکٹر تھے وہ ہندو مذہب کو اپنے مالک کو خوش کرنے اور اس تک پہنچنے کا سہارا سمجھتے تھے وہ مذہب سے بہت عقیدت کا تعلق رکھتے، ایک روز وہ ایک چنگی پر جانچ کے لئے گئے، دوپہر کا وقت تھا، غازی آباد بھٹے کے ایک مسلمان جناب عبدالرحمن صاحب جو چوڑیوں کا کاروبار کرتے تھے کسی ہفتہ واری بازار میں دوکان لگانے کے کئے چوڑیاں لے کر آئے مگر ان کے پاس چنگی کے پیسے نہیں تھے، انہوں نے چنگی پر آ کر درخواست کی کہ میں شام کو واپسی میں چنگی کے پیسے دے دوں گا مجھے شام پانچ بجے تک کی مہلت دیدی جائے، بابو جی نے کہا کہ واپسی پر بھی کوئی چنگی دیتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بابو جی مسلمان دیتے ہیں، بابو جی کو یہ بات لگ سی گئی اور وہ باوجود دوسری جگہ کے تقاضوں کے شام تک وہیں بیٹھ گئے کہ دیکھتا ہوں مسلمان کس طرح چنگی دیتا ہے،

عبدالرحمن صاحب وقت سے قبل گاہکوں کی بھیڑ سے دوکان سمیٹ کر پانچ بجے سے ۱۵ منٹ قبل چنگی پر آئے اور چنگی جمع کرادی، بابوجی ان کے اس ایفائے وعدہ سے متاثر ہوئے اور پھر ان سے دوستی کرلی، حقیقت یہ ہے کہ ایفائے وعدہ کا یہ اسلامی انداز ہی ہمارے خاندان کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنا بابوجی نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا گھر آئے ایک سنجیدہ مسلمان جناب قاضی جمیل صاحب بابوجی کو مل گئے، انہوں نے بابوجی کو اسلامی لٹریچر مہیا کیا اور ساتھ میں چھوٹے بھائی نسیم غازی کو بھی قریب کیا، بابوجی اسلام کے مطالعہ سے بہت متاثر ہوئے اور انھوں نے دوستوں اور عزیزوں سے اسلام کی تعریف شروع کی اور اسلام قبول کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، انہوں نے ان کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر چھوٹے بھائی (ہیم کمار) مولانا نسیم غازی نے اسلام قبول کرلیا، اس دوران لوگوں نے دباؤ دینے اور اسلام سے باز رکھنے کے لئے ایک جھوٹے قتل کے مقدمہ میں پھنسا دیا، مقدمہ شروع ہوا غازی آباد کا ایک بڑا بدمعاش صادق تھا اس کو معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تاریخ ہے اور لوگ جھوٹی گواہی دینے آئیں گے، وہ عدالت کے باہر چاقو وغیرہ لے کر بیٹھ گیا کہ جو جھوٹی گواہی دینے آیگا آج اپنا انجام دیکھے گا اس کے ڈر کی سے لوگ گواہی دینے نہیں آئے، مقدمہ میں بابوجی بری ہوگئے صادق کی اس ہمدردی سے بابوجی اور بھی متاثر ہوئے اور انہوں نے بھابھی اور بچوں سے مشورہ کیا اور پورا خاندان مشرف با اسلام ہوگیا پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں جس میں تین بلریا گنج سے عالم ہیں سب مسلمان ہوگئے، مولانا نسیم غازی جس وقت مدرسۃ الفلاح بلریا گنج میں پڑھتے تھے انہوں نے گھر والوں پر بہت کام کیا انکی کوشش سے میری چھوٹی بہن اسماء مسلمان ہوئیں اور انکی شادی اعظم گڑھ کے ایک معزز خاندان میں ہوئی ان کے شوہر جامعہ میں ایک بڑے عہدے پر ہیں، اس کے بعد نسیم بھائی والدہ اور مجھ پر بہت محنت کرتے رہے وہ بڑے درد بھرے خطوط ہمیں

لکھتے تھے انکا ایک درد بھرا خط ''نومسلم بیٹے کا اپنی ماں کے نام خط'' کے عنوان سے شائع بھی ہوا چند سالوں کی فکر اور کوشش سے میری والدہ بھی مسلمان ہوگئیں۔

سوال: آپ اپنے اسلام کے سلسلہ میں کچھ بتایئے؟

جواب: میں اپنے بارے میں بتانے جارہی ہوں مجھے بچپن سے اسلام سے بڑی چڑ تھی اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہمارے علاقہ اور غازی آباد کے اکثر علاقے میں مسلمانوں کو دیکھتی تھی کہ وہ بہت گندے رہتے ہیں اور انکے گھر بھی بہت گندے ہوتے ہیں نسیم بھائی جب بھی غازی آباد آتے ایک گھنٹہ مجھے سمجھاتے مجھے انکا سمجھانا بہت برا لگتا کبھی کبھی میں کانوں میں انگلیاں دے لیتی کبھی روئی لگا لیتی ان کی طرف پیٹھ پھیر کر دیوار کی طرف منھ کر کے لیٹ جاتی مگر وہ کہتے رہتے، ایک بار وہ مجھے اعظم گڑھ لے گئے وہاں میں نے بہت سلیقہ اور صفائی کا خیال رکھنے والے خاندانی مسلمانوں کو دیکھا غازی آباد کے ابراہیم خاں کے گھر مجھے لے گئے ان کے گھر کی عورتوں سے میں متاثر ہوئی وہ دس سال تک مجھے سمجھاتے رہے کبھی کبھی وہ رونے لگتے مجھے اسلام کی باتیں تو سمجھ میں آتی تھیں مگر میں گندے مسلمانوں میں شامل ہونا نہیں چاہتی تھی، مجھے ڈر رہتا کہ ان مسلمانوں میں خاص طور پر عبدالرحمٰن صاحب کے بیٹے سے میری شادی کردی جائے گی اسلئے میں مسلمان ہوتے ہوئے ڈرتی تھی ایک بار میں اعظم گڑھ گئی ہوئی تھی نسیم بھائی میری خوشامد کرتے تھے ایک روز انکی ڈبڈبائی آنکھیں دیکھ کر میرا دل بھر آیا میں نے کہا بھیا تم کیا چاہتے ہو، انہوں نے کہا مدھو بہن اسلام کا کلمہ پڑھ کر ہمیشہ کی آگ سے بچ جاؤ میں نے کہا اچھا پڑھاؤ اور میں نے کلمہ پڑھا اور اسلام قبول کرلیا، نسیم بھائی کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی وہ خوشی میں مجھے گلے لگا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اس لئے کہ تقریباً دس سال کی متواتر کڑھن، لگن اور مسلسل دعوتی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو اسلام کے

لئے کھولا یہ تقریباً اٹھائیس سال پرانی بات ہے۔

سوال: آپ کی شادی کس طرح ہوئی؟

جواب: شادی کے سلسلہ میں میری کچھ شرائط تھیں ایک زمانہ تک سخت ترین مذہبی ہندو رہنے کی وجہ سے فوراً ذہن سازی نہیں ہوسکی تھی، اس لئے میری پہلی شرط تھی کہ میں کسی ڈاڑھی والے شخص سے شادی نہیں کروں گی، لڑکا الگ رہتا ہو، زیادہ بھائی بہن وغیرہ نہ ہوں یعنی بڑا خاندان نہ ہو مجھے ابھی اسلام قبول کئے ہوئے تقریباً ایک سال ہوا تھا حکیم علیم الدین سنبھلی نے ہمارے شوہر محمود صاحب سے شادی کے لئے کہا وہ اس وقت روزگار کے لئے کھتولی سے پھلت آکر رہنے لگے تھے، انہوں نے اپنی والدہ سے مشورہ کیا اور پھر کھتولی بھائیوں سے مشورہ کرنے کے لئے گئے وہاں آپ کے دادا حاجی محمد امین صاحب انکے خاندان کے بزرگ تھے انہوں نے تائید کی غازی آباد آگئے کہ رشتہ پکا کریں گے اور اشارے سے آپ کے ابی (مولانا کلیم صاحب) کو دعوت دیتے آئے، رشتہ پر آمادگی دیکھ کر لوگوں کا مشورہ ہوا کہ نکاح کر دیا جائے اصل میں انکو میری طرف سے اطمینان نہیں تھا بہر حال سادگی سے سے نکاح ہوگیا عزیزوں اور گھر والوں میں سے صرف آپ کے والد (کلیم بھائی) شادی میں شریک ہوئے دو ماہ بعد ہمارے بھائی اور والدہ نے مجھے سادگی سے میرے شوہر کے ساتھ اس طرح رخصت کر دیا جیسے کئے سال کی شادی شدہ لڑکی کو رخصت کر دیتے ہیں۔

سوال: آپ کو اب کیسا محسوس ہوتا ہے، محمود چچا جان نے تو اتنی اچھی داڑھی بھی رکھ لی ہے؟

جواب: مجھے بہت اچھا محسوس ہوتا ہے، میرے شوہر محمود صاحب ایک اچھے شوہر ہیں ایک مثالی مسلمان ہیں، مجھے ان کے ساتھ شادی پر فخر ہے، میں اس پر اللہ کا شکر کرتی ہوں، ان کی ڈاڑھی مجھے بہت اچھی لگتی ہے بلکہ اب مجھے اسلام کی ہر چیز بہت اچھی لگتی ہے، میرے

خاندان کے اکثر لوگوں کے ڈاڑھیاں ہیں، بڑے بھائی، بابو جی مرحوم تو بہت بہادر مسلمان تھے، ہندوؤں کے محلّہ میں رہتے تھے بابری مسجد کے قضیہ اور اس سے قبل غازی آباد میں بارہا فسادات ہوئے مسلمان دوستوں کے فون آتے تھے کہ ہم آپ کو لینے آ رہے ہیں، ان حالات میں آپ کا وہاں رہنا ٹھیک نہیں ہے، بابو جی بڑے اعتماد سے جواب دیتے اگر آپ اطمینان دلادیں کہ مسلمانوں کے محلّہ میں ملک الموت نہیں آسکتے اور ہندوؤں کے محلّہ میں موت وقت سے پہلے آجائے گی تو میں آنے کو تیار ہوں اور مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھ کر مشروع حلیہ میں اخبار پڑھنے بیٹھ جاتے ان کا ایمان بڑا قوی تھا۔

قبول اسلام کے بعد ہمارے خاندان کو ہندوؤں نے بڑی دھمکیاں بھی دیں اور بڑے لالچ بھی دئے، رام گوپال شال والا وغیرہ بارہا ملنے آئے اور کروڑوں روپے کی پیش کش کی کہ آپ کسی بھی شرط پر اسلام سے باز آجایئے، مگر انہوں نے حق کے مقابلہ پر لالچ اور خوف کو ٹھکرادیا اور زندگی بھر نہ صرف خود مضبوط مسلمان رہے بلکہ ان کی وجہ سے اللہ نے خاصے لوگوں کو ہدایت دی، میرے دوسرے بھائی مولانا نسیم غازی بھی جو الحمد اللہ ملک کے مشہور داعی ہیں انسانی رشتہ کے بھائیوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے بغیر کسی سیاسی فکر اور لالچ کے مخلصانہ دعوت پر زور دیتے ہیں الحمد للہ اس کا فائدہ جماعت اسلامی کے لوگوں کو بھی ہوا ہے، خاصے لوگ ان کی دعوت سے مشرف با اسلام ہوئے ہیں۔ الحمد للہ

سوال: اگر خدانخواستہ آپ کو ہدایت نہ ملتی تو؟

جواب: اگر خدانخواستہ مجھ کو ہدایت نہ ملتی اس تصور سے بھی کانپ جاتی ہوں، میرا رواں رواں کانپ جاتا ہے، دیکھئے ابھی میرا حال خراب ہو رہا ہے میری دو بہنیں اسلام کے بغیر دنیا سے چلی گئیں وہ اسلام کے قریب ہوگئی تھیں، مگر انکے مقدر میں ہدایت نہیں تھی، میرے والد بھی اسلام سے محروم دنیا سے رخصت ہوئے، جب میں سوچتی ہوں تو نیند

اڑ جاتی ہے اور کبھی کبھی مسلمانوں پر مجھے بہت غصہ آتا ہے، دس سال تک میں صرف اسلئے مسلمان نہیں ہوئی کہ میں جن اکثر مسلمانوں کو دیکھتی تھی وہ بہت گندے رہتے تھے ان کا رہن سہن اور ماحول جن میں چوری چکاری جوا اور جہالت ہے، میرے لئے حجاب بنا رہا، اگر مسلمان اسلام پر حقیقت میں عمل کرتے تو میری بہنیں اور والد ایمان سے محروم نہ جاتے۔

سوال: چچی جان اچھا یہ بتائے آپ گوشت نہیں کھاتی مگر آپ مرغ اور گوشت اس قدر لذیذ بناتی ہیں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میرے شوہر محمود صاحب ایک اچھے مسلمان شوہر ہیں، میں کچھ نماز ذکر وغیرہ تو زیادہ نہیں کر پاتی اپنی عبادت یہی سمجھتی ہوں، کہ میں ایک اچھی مسلمان بیوی بنوں، میں نے اپنے آپ کو اپنے شوہر کے لئے بالکل وقف کر دیا ہے، وہ گوشت کے بہت شوقین ہیں اس لئے مجھے گوشت بنانے کا شوق ہو گیا ہے میں گوشت کھانے کے حکم کو اللہ کی نعمت سمجھتی ہوں میں نے اپنے بچوں کو ترغیب دے کر گوشت کا شوقین بنایا ہے، میں کوشش کے باوجود نہیں کھا پاتی تو اسے اپنی معذوری بلکہ محرومی سمجھتی ہوں۔

سوال: ماشاء اللہ آپ نے اپنے بچوں کی بڑی اچھی تربیت کی ہے عائشہ بھابھی صفیہ بھابھی اور سلمان بھائی آپ کے تینوں بچے بہت سعادت مند اور نیک مسلمان ہیں آپ نے ان کی کس طرح تربیت کی۔

جواب: بچوں کی تربیت میں مجھ سے زیادہ ان کے والد کا ہاتھ ہے وہ بہت اچھے اور سچے مسلمان ہیں، اکثر غیر مسلم کے محلہ میں رہے مگر پڑوسیوں کے محبوب رہے اور جب محلہ چھوڑ کر آئے تو ہندوؤں نے روتے ہوئے رخصت کیا پکی مہری محلہ میں ایک چھوٹے مکان میں ہم ایک زمانے تک رہے مالک مکان ایک انتہائی مذہبی ہندو تھا، رام کشور نام تھا

دومضامین میں ایم،اے تھا مگر وہ ہمارے شوہر کے اخلاق و ہمدردی سے حد درجہ متاثر تھا اور اسلام کی طرف مائل ہو گیا تھا کہتا تھا محمود صاحب جس قدر دیوتاؤں کی پوجا کرتا ہوں حال خراب ہوتا جاتا ہے سوچتا ہوں یہ جھوٹے بھگوان چھوڑ دوں اور آپ کی طرح ایک سچے مالک کا ہو جاؤں اس کے مقدر میں ہدایت نہیں تھی بے چارہ محروم دنیا سے چلا گیا میں نے بچوں کو مسلمان بنانے کی فکر کی اور بچپن سے نماز پڑھنے کے وقت ان کے سر رہتی تھی غیر مسلمانہ عادتوں سے بچنے کو کہتی تھی مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد جس طرح پہلے مسلمان برے لگتے تھے غیر مسلم برے لگنے لگے اس لئے میں باوجود غیر مسلموں کے محلہ میں رہنے کے، بچوں کے لئے یہ پسند نہیں کرتی تھی کہ وہ غیر مسلم بچوں سے دوستی کریں بلکہ ان کے ساتھ کھیلیں۔

سوال: آپ کے ہندو عزیزوں سے اب کیسے تعلقات ہیں؟

جواب: اسلام قبول کرنے سے پہلے ہم لوگوں کی اقتصادی حالت اچھی نہیں تھی ہم لوگ غریبی کی زندگی گزارتے تھے مگر اسلام قبول کرنے کے بعد اللہ نے ہم کو سب کچھ دیا ہمارے بھائیوں اور بھانجوں نے اپنے ہندو رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا اب وہ لوگ ملتے جلتے ہیں اور شادی غمی میں شریک ہوتے ہیں ہم سے تعلقات بنائے رکھنا ان کی ضرورت بن گئی ہے، نسیم بھائی فائدہ اٹھا کر ان پر کام کر رہے ہیں۔

سوال: ارمغان کے واسطے سے آپ مسلمانوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گی؟

جواب: مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ مسلمان گندے نہ رہیں اس کی وجہ سے لوگ اسلام میں آنے سے رکتے ہیں، اسلام نے پاکی اور صفائی کو کس قدر اہمیت دی ہے، ہمیں تو دنیا کو صفائی اور پاکی کا سلیقہ سکھانا چاہئے، ہماری زندگی اسلامی کردار کا نمونہ ہونی چاہئے اسلام کی ہر ادا میں کشش ہے، دیکھئے پچاس سے زائد افراد پر مشتمل خاندان کی ہدایت کا ذریعہ

صرف عبدالرحمٰن صاحب کے وعدے پر چنگی جمع کرنے کا عمل ہوا بلکہ ہمارے واسطے سے مسلمان ہونے والے سبھی لوگوں کا ذریعہ ان کا ایک اسلامی عمل ہوا افسوس ہم خود گندے رہتے ہیں اور کم از کم ہندوستان میں گندگی مسلمانوں کی شناخت سمجھی جانے لگی ہے، ہمیں اس برائی کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

سوال :بہت بہت شکریہ سلمیٰ چچی جان آپ ہمارے لئے دعاء کیجئے۔

جواب :ضرور، آپ بھی میرے لئے دعاء کریں آپ اللہ کی نیک بندی ہیں۔

اللہ حافظ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان فروری ۲۰۰۴ء

۲۷ میری دل چسپی قرآن سے بڑھ گئی

محترمہ حلیمہ سعدیہ صاحبہ (مہاجرہ) سے ایک ملاقات

میرا خیال یہ ہے کہ مسلمان بہنیں اسلام کی نعمت کی قدر نہیں پہچانتیں وہ بھی اس ننگی تہذیب کے زہر میں اپنا ذائقہ کھو بیٹھی ہیں بعض مسلم محلوں میں جاکر پہچاننا مشکل ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا محلہ ہے بے پردگی بلکہ بے حیائی اور عریانیت حد درجہ فیشن ہوتی جارہی ہے اسلام سے پہلے کی عورتوں کے حالات اور تاریخ ضرور پڑھنی چاہئے میں سمجھتی ہوں اس سے اسلام کے عورتوں پر احسانات کا احساس ہوگا اور دینِ فطرت کی کچھ قدر معلوم ہوگی۔

اسماء امت اللہ

اسماء امت اللہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حلیمہ سعدیہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : امی نے کہا تھا کہ آپ آگئی تو میں آپ کے حالات کے سلسلہ میں آپ سے کچھ معلومات کرلوں؟

جواب : کس لئے ان کو تو سب معلوم ہے۔

سوال : اصل میں پھلت میں ہماری جمعیت شاہ ولی اللہ سے ایک اردو ماہانہ میگزین نکلتا ہے، اس میں اسلام کے سائے میں آنے والے خوش قسمت بھائی اور بہنوں کے حالات معلوم کرکے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے تاکہ پرانے مسلمانوں کو عبرت ہو۔

جواب : میرے حالات سے کیا عبرت ہوگی میں تو خود اپنے حال شرمندہ ہوں مگر خیر کچھ معلوم کرنا ہو تو معلوم کرلو۔

سوال : آپ اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب : میں جنوبی دہلی کے ایک ہندو سینی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں، میرے والد ڈی، ڈی اے میں چیف اکاؤنٹینٹ ہے، میرے تین بھائی ہیں تینوں اعلی پوسٹوں پر الگ الگ منسٹریوں میں افسر ہیں میں نے انگریزی میں ایم اے اور ماس کمیونیکیشن میں ڈپلوما کیا ہے میں بھی ملک کی ایک اہم وزارت میں سکریٹری کی پوسٹ پر کام کرتی ہوں میں نے اپنے لئے اپنا اسلامی نام حلیمہ سعدیہ تجویز کیا ہے اگر چہ مجھے اس نام سے بہت کم لوگ یاد کرتے ہیں، میری عمر ۳۳ سال سے کچھ زیادہ ہے۔

سوال : اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتایئے؟

جواب : حکومت ہند نے اپنے ملازمین کو غیر ملکی زبان سکھانے کے لیئے ایک انسٹیٹیوٹ قائم کیا تھا جس میں دفتر کی طرف سے مجھے عربی زبان سیکھنے کے لئے بھیجا گیا عربی سکھانے والے اکثر مسلمان اساتذہ تھے انہوں نے عربی کیساتھ اردو بھی سکھانی شروع کی، ہمارے والد صاحب اچھی اردو جانتے ہیں اور بہت اچھی اردو بولتے ہیں اسلئے مجھے اردو سیکھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی ہمارے اساتذہ میں ایک استاد ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب تھے انہوں نے تمام ہی اسٹوڈینٹس کو عربی پڑھانے کے ساتھ ساتھ اسلام کا تعارف بھی کرایا اور تھوڑی سی عربی کی شدھ بدھ ہوجانے کے بعد ہمیں قرآن حکیم سے عربی پڑھوانے لگے ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب جو اس وقت دہلی یونیورسٹی میں پروفیسر تھے انہوں نے ہم سبھی عربی پڑھنے والوں کو ہندی اور انگریزی میں اسلام پر لٹریچر فراہم کیا آپ کے والد کی کتاب ''آپ کی امانت'' بھی لاکر دی، واقعی وہ درد کی زبان میں لکھی گئی کتاب ہے، اس

کتاب کے پڑھنے بعد میری قرآن شریف سے دلچسپی بڑھ گئی اور بالآخر اللہ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے ڈاکٹر صاحب کو خوشخبری دی کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں، انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا اس کے بعد میں اسلام کی معلومات اور نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے مرکز نظام الدین جانے لگی، جہاں پر جنوبی ہندوستان کے ایک مولانا صاحب کے گھر جا کر میں نماز وغیرہ یاد کرتی اور چند مسلمانوں سے میرے تعلقات ہو گئے تھے میں ان کے گھر پر میرا آنا جانا ہو گیا۔

سوال: آپ کے گھر والوں کو آپ کے قبول اسلام کا علم ہو گیا ہے؟

جواب: نہیں ابھی تک ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہیں ہے۔

سوال: تو آپ کے لئے بڑی مشکل رہتی ہوں گی؟

جواب: بلاشبہ مشکل تو ہے مگر اس سے زیادہ میرے سامنے اور مشکلیں ہیں۔

سوال: آپ بہت مایوس سی محسوس ہو رہی ہیں آپ کے سامنے کیا مشکلات ہیں؟

جواب: میری بہن، میری زندگی کا سب سے بڑا اور دردناک پہلو یہ ہے کہ میں نے قرآن حکیم عربی سیکھنے کے لئے ایک کتاب سمجھ کر پڑھا یہ تو قرآن کریم کا احسان ہے کہ اس سے مجھے اللہ اور مالک کی پہچان ہوگئی اور ظاہری طور پر مجھے کلمہ پڑھکر مسلمان ہونے کی بھی توفیق ہو گئی مگر قرآن پاک کی باتوں پر جو یقین ہونا چاہئے تھا اور مرنے کے بعد دوزخ کی آگ اور گناہوں کی سزا پر جو ڈر پیدا ہونا چاہئے تھا وہ بالکل نہیں ہوا، میں کلمہ پڑھتی ہوں اور اس خیال سے کلمہ طیبہ بہت پڑھتی ہوں کہ شاید پڑھتے پڑھتے اندر اتر جائے مگر مجھے صاف محسوس ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میرے گلے سے نیچے نہیں اترتا جیسے صرف زبان سے ہی مسلمان ہوں دل سے مسلمان نہ ہوں مجھے دیوتاؤں اور بتوں کی پوجا تو بڑی حیرت کی بات لگتی ہے مگر لا الہ الا اللہ کہہ کر جس طرح ہر چیز کی نفی کی کیفیت اندر اترنی چاہئے اس کا

کوئی ادنیٰ حصہ بھی میں اپنے اندر نہیں پاتی، نہ دوزخ کا خوف نہ مرنے کے بعد کے حساب وکتاب کا ڈر جیسا اس کا حق ہیں، میں اپنے اندر نہیں پاتی مثال کے طور پر میں مسلمان ہوں تو نماز میرے اللہ نے مجھ پر فرض کی ہے اور نماز نہ پڑھنے یا کم از کم قضا کرنے پر مرنے بعد کی سزا کی خبر پر مجھے ظاہری طور پر یقین ہے، تو مجھے ہر حال میں نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا چاہئے مگر میرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتی رہتی ہوں کہ موقع ملے، ماں، باپ، بہن، بھائی سے چھپ کر نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو پڑھتی ہوں اگر موقع نہ ملے تو کبھی کبھی قضاء بھی ہو جاتی ہے، گویا گھر والوں کا خوف اللہ کے خوف اور دوزخ کی آگ کے سے زیادہ ہے یہ بھی کوئی ایمان ہے میں نماز پڑھتی ہوں آدمی نماز پڑھتا ہے سجدے میں جاتا ہے مجھے سجدے میں جانا بہت اچھا لگتا ہے اور شاید میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ سکون اور لذت سجدے میں محسوس کرتی ہوں بلکہ میں سجدے کی حالت میں اپنے کو سب سے زیادہ اچھی بھی لگتی ہوں میری خواہش ہوتی ہے کہ جس طرح سجدے کی حالت میں ہر انسان اس دنیا میں آیا ہے اسی حالت میں میری موت آئے، مگر جس طرح انسان کو اپنی تمام تر کمزوریوں کے اعتراف کے ساتھ اپنے پورے وجود کو اپنے عظمت والے رب کے حضور بچھا دینا چاہئے اس طرح کا سجدہ مجھے آج تک ایک بھی نصیب نہیں ہوا، میں کبھی ساری ساری رات بے چین رہتی ہوں کہ اس حال میں اگر موت آگئی تو یہ تو منافق کی موت ہوگی یَقُولُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَالَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ شاید یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: یہ تو آپ کے ایمان کی دلیل ہے، آپ نے شادی نہیں کی؟

جواب: میرے گھریلو حالات ایسے نہیں کہ میری شادی کسی مسلمان سے ہو اسلئے میں نے گھر والوں سے ابتداء ہی میں شادی کے لئے معذرت کر لی تھی، مگر اب مجھے حقیقی ایمان

حاصل کرنے کے لئے اس طرف توجہ ہوگئی ہے میں سوچتی ہوں کسی سچے مسلمان سے شادی کرلوں کہ اس کے ساتھ رہ کر مجھے حقیقی ایمان نصیب ہوجائے مرکز نظام الدین کے ایک مولانا صاحب سے میں نے کہا تھا انہوں نے مجھے ایک صاحب سے ملوایا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے شادی کرنے کو تیار ہوں اور آپ پر کسی طرح کی ظاہری پابندی بھی نہ ہوگی اگر آپ گھر والوں کو دکھانے کے لئے مندر جانا چاہیں گی تو جا سکتی ہیں، بلکہ آپ کہے گی تو میں آپ کو مندر چھوڑ آیا کروںگا، مجھے بہت مایوسی ہوئی کہ یہ شخص جب خود آدھا ہندو بننے کو تیار ہے تو مجھے ایمان کہاں سے آجائے گا، میں نے معذرت کردی، میں صرف ایسے آدمی سے شادی کرنے کو سوچ سکتی ہوں جو مجھے اسلام کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر زبردستی عمل کرائے۔

سوال: آپ تو سرکاری ملازم ہیں ملازمت کا کیا ہوگا پھر تو آپ کو پردے میں گھریلو زندگی گزارنی پڑے گی؟

جواب: میں نوکری چھوڑ دوں گی میں عورتوں کے لئے نوکری، روزگار کرنا بلکہ گھر سے باہر رہنا بوجھ سمجھتی ہوں عورت بچے بھی پالے گھر کا کام بھی کرے اور نوکری بھی کرے؟ اللہ نے اس کا جسم کمزور بنایا ہے اسکے لئے ملازمت بالکل غیر فطری ہے میں پردے کو عورت کی بنیادی ضرورت سمجھتی ہوں، میں دفتر میں رہ کر تو غیر مسلم عورتوں کے لئے بھی پردے کو بڑی نعمت سمجھتی ہوں عورت اگر بے پردہ رہے گی تو اسکو مردوں کی ہوس بھری نگاہوں کو سہنا پڑے گا، یہ عورت کے لئے بڑی ذلت اور شرمندگی کی بات ہے ایک گائے گاڑی میں جڑنا پسند نہیں کرتی نہ جانے عورتوں کو کیا ہوگیا ہے جانوروں سے گئی گزری ہوگئیں۔

سوال: آپ قرآن شریف پڑھتی ہیں؟

جواب: یوں تو اللہ کا کرم ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں بلکہ میں نے ظاہری طور

پر کلمہ پڑھا ہے اس روز سے مجھ سے قرآن شریف پڑھنے کے سلسلے میں ناغہ نہیں ہوئی، اللہ کا شکر ہے عم کا پارہ مکمل سورہ ملک، سورہ مزمل، سورہ رحمٰن، سورہ یسین اور سورہ الم سجدہ مجھے حفظ یاد ہے، سوتے وقت سورہ ملک اور الم سجدہ اور صبح سویرے یٰسین شریف تو روزانہ پڑھتی ہوں آدھی سورہ کہف بھی مجھے یاد ہوگئی ہے انشاء اللہ، جلدی پوری یاد ہو جائیگی جمعہ کے روز سورہ کہف اور صلوۃ التسبیح بھی پڑھتی ہوں، کبھی کبھی میں جمعرات کے روزے بھی رکھتی ہوں مگر بغیر ایمان کے اعمال کس کام کے؟ میں قرآن حکیم میں اعرابیوں کا حال پڑھتی ہوں

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا (سورۃ حجرات:۱۴)

ترجمہ: اعرابی لوگ کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے نبی) آپ کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے ہو اسلئے کہو کہ ہم (ظاہری ایمان) اسلام لائے، اسلئے کہ ایمان تمہارے دلوں میں اب تک داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا، سچی بات یہ ہے کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ آیت صرف میرے بارے میں نازل ہوئی ہے ورنہ ایمان کے ساتھ مکمل اطاعت ضروری ہے۔

سوال: آپ کی حس بہت بڑھی ہوئی ہے آپ پر بڑا رشک آ رہا ہے، حال تو ہمارا بھی اس سے بہت گرا ہوا ہے مگر ہمیں اس کا احساس تک نہیں؟

جواب: میری بہن آپ تو بچپن سے مسلمان ہیں آپ ایک بڑے صاحب ایمان کی بیٹی ہیں آپ میرے حال کو کہاں سمجھ سکتی ہیں۔

سوال: آپ ہمارے لئے دعا کیجئے آپ کا تعلق اللہ کے ساتھ بہت قوی ہے؟

جواب: کاش آپ کی بات سچی ہوتی تو میری زندگی ایک اچھی زندگی ہوتی۔

سوال: آپ کی زندگی بہت اچھی اور قابلِ رشک زندگی ہے۔

جواب: اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔

سوال: بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

سوال: آپ مسلمان بہنوں سے کچھ کہنا چاہیں گی۔

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ مسلمان بہنیں اسلام کی نعمت کی قدر نہیں پہچانتیں وہ بھی اس ننگی تہذیب کے زہر میں اپنا ذائقہ کھو بیٹھی ہیں بعض مسلم محلوں میں جاکر پہچاننا مشکل ہوتا ہے کہ یہ مسلمانوں کا محلّہ ہے، بے پردگی بلکہ بے حیائی اور عریانیت حددرجہ فیشن ہوتی جارہی ہے اسلام سے پہلے کے عورتوں کے حالات اور تاریخ ضرور پڑھنی چاہئے میں سمجھتی ہوں اس سے اسلام کے عورتوں پر احسانات کا احساس ہوگا اور دینِ فطرت کی کچھ قدر معلوم ہوگی۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان اپریل ۲۰۰۳ء

(۲۸) مجھے شیو جی کی مورتی نے مسلمان ہونے کو کہا

جناب محمد لیاقت صاحب ﴿چوہل سنگھ﴾ سے ایک ملاقات

ہماری زندگی کا ہر پل اللہ کی رحمت کا نمونہ ہے، ہر دن رحمت کا کوئی نہ کوئی کرشمہ سامنے آتا ہے، سچی بات یہ ہے کہ ہماری زندگی کیا دنیا کے ہر انسان کی زندگی کے ہر پل میں اُسے اللہ کی خاص رحمت دکھائی دے گی اگر انسان کے پاس دیکھنے والی آنکھیں ہوں، بس انسان اس ایک سے لو لگالے اور اسی کا بن جائے اور زندگی کی ہر ضرورت اور اپنی ہر پریشانی اللہ سے کہے اور اپنی ہمت بھر اس کے دین پر چلنے کی کوشش کرے پھر دیکھئے کہ وہاں سے ہر سوال پورا ہوتا ہے کہ نہیں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد لیاقت : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : لیاقت صاحب اچھا ہوا کہ آپ آگئے مجھے آپ سے ارمغان کے لئے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

جواب : پھلت میں تو آتا ہی رہتا ہوں مگر آپ کے ابا کا ملنا تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے جب آؤ معلوم ہوتا ہے سفر میں ہیں میں نے ایک روز افتخار بھیا سے فون پر معلوم کیا کہ مولانا صاحب کہاں ملیں گے وہ کہاں رہتے ہیں انھوں نے کہا (۱۳۰۱) میں رہتے ہیں یعنی کار

میں رہتے ہیں خیر بھیا احمد آپ سناؤ آپ کو کیا باتیں کرنی ہیں۔

سوال: برائے کرم اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب: بھیا میں اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں مجھ سے دیسی بھاشا میں بات کرو۔

سوال: میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے بارے میں بتائیں، اپنے خاندان اور گھر والوں کے بارے میں سنائیں۔

جواب: میرا نام اب اللہ کا شکر ہے محمد لیاقت ہے کچھ سال پہلے میرا نام چوہل سنگھ تھا، ہم مظفر نگر ضلع کی تحصیل جانسٹھ کے ایک گاؤں کے رہنے والے ہیں ہم لوگ گوجر برادری سے تعلق رکھتے ہیں اچھے کسان ہیں ہم پانچ بھائی ہیں اللہ کا شکر ہے کہ چار بھائی پورے خاندان کے ساتھ اسلام قبول کر چکے ہیں میرے بڑے بھائی گاؤں کے بڑے چودھری کانگریس کے علاقے کے اچھے لیڈر ہیں وہ ابھی ہندو ہیں میرا نمبر دوسرا ہے مجھ سے چھوٹے بھائی جن کا پہلا نام رام سنگھ تھا ان کا نام محمد ریاست ہے ان سے چھوٹے جن کا پہلا نام پرکاش چند تھا اب ان کا نام محمد فراست ہے میرے چھوٹے بھائی جن کا پہلا نام راجیندر سنگھ تھا محمد بشارت ہے میرے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں اور ریاست کے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے، فراست کے تین لڑکے ہیں اور بشارت کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں اس طرح ابھی تک اللہ کے کرم سے ہمارے خاندان کے ۲۴ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں اللہ کا شکر ہے سب بچے پڑھ رہے ہیں چاروں بھائیوں کے پانچ بچے اور تین بچیاں حفظ کر رہی ہیں۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ سنائیے، آپ کے مسلمان ہونے کا کیا سبب ہوا؟

جواب: بھیا مالک کی مہربانی ہوئی مجھے شیو جی کی مورتی نے مسلمان ہونے کو کہا۔

سوال: شیو جی کی مورتی نے وہ کیسے؟

جواب: اب سے شاید نو سال پہلے کی بات ہے کہ ہمارے یہاں گنے کا بھاؤ اچھا رہا اور

فصل بھی بہت اچھی ہوئی ہم نے اپنا پرانا مکان گرا کر نیا مکان بنایا، نئے مکان میں ایک چھوٹا کمرہ پوجا کے لئے بنایا، خوب ٹائل وغیرہ لگائے، گھر میں ایک چھوٹا سا مندر بنالیا، اس میں لگانے کے لئے شیوجی کی مورتی خریدنے کے لئے مظفر نگر گیا، ایک قیمتی مورتی پانچ ہزار روپے کی خریدی، دوکاندار نے اس کو ایک اخبار میں پیک کر کے دے دیا، میں مظفر نگر میں شیو چوک سے پہلے ایک مسجد کے سامنے سے گذر رہا تھا اچانک میرے دل میں خیال آیا بلکہ میرے اللہ کی طرف سے ہدایت کی ہوا چلی، میں نے سوچا اگر یہ مورتی میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو یہ گرے گی اور گر کر ٹوٹ جائے گی، جو گر کر خود ٹوٹ جائے وہ بھگوان میرے کس کام آسکتا ہے؟ یہ خیال آ ہی رہا تھا کہ مورتی میرے ہاتھ سے چھوٹ کر گری اور اسطرح گری جیسے کسی نے میرے ہاتھ سے چھین کر دے ماری ہو، گر کر دو چار ٹکڑے ہو کر چور چور ہوگئی جیسے کسی نے ارادتاً اسے چور چور کیا ہو، میرے دل ودماغ میں انقلاب آ گیا اور میں نے اپنے آپ سے کہا کہ مسلمانوں کا دھرم ہی اچھا ہے ان کا خدا نہ ٹوٹے نہ چھوٹے ہر جگہ موجود، بس ایک کی پوجا کرو اور آرام سے رہو اس خیال میں جذباتی ہو کر میں سامنے مسجد کی طرف چڑھ گیا اور اونچی مسجد میں زینہ چڑھ کر داخل ہونا پڑتا ہے وہاں ایک صاحب رہتے ہیں وہ حضرت جی کاندھلہ والوں کے مرید بھی ہیں کالے کپڑے پہنتے ہیں ان سے میں نے کہا میاں جی مجھے مسلمان کرلو، وہ ہچکچائے میں نے ان سے زور دیکر کہا شک نہ کرو گھبراؤ نہیں میں خوب سمجھ کر آیا ہوں مسلمانوں کا دھرم ہی سچا ہے، ان کا خدا نہ ٹوٹے نہ چھوٹے ہر جگہ موجود ہر ایک کو دیکھتا ہے، مجھے مسلمان کرلو وہ بھی میرے جذبہ سے متاثر ہوگئے انہوں نے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد لیاقت رکھ دیا، کلمہ پڑھنے اور اسلام میں آجانے کے بعد میں نے اپنے من میں ایک عجیب سکون وشانتی محسوس کی، میں خوشی خوشی گھر گیا گھر والے معلوم کرنے لگے کہ مورتی کیوں نہیں لائے میں نے کہا کہ

بتادوں گا، رات میں سب سے پہلے میں نے اپنی بیوی کو بتایا بیوی پورا قصہ سن کر بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی میں تو خود بہت دنوں سے مسلمان ہونے کو سوچتی تھی مسلمان گھروں میں جب جاتی تھی تو مجھے مسلمان عورتیں نماز پڑھتی بہت اچھی لگتی تھیں ایک لڑکی ہے شائستہ، وہ مجھے تبلیغ کی کتاب بھی سناتی تھی میں نے اس سال تین جمعوں کے روزے بھی رکھے ہیں، میں جمعہ کو اسکو اپنے گاؤں کے امام صاحب کے پاس لے گیا اور مع بچوں کے کلمہ پڑھوایا میری بیوی کا نام امام صاحب نے فاطمہ رکھ دیا بچیوں کا نام عائشہ اور زینب اور لڑکوں کا محمد حامد اور محمود احمد رکھا۔

سوال: اسکے بعد باقی بھائیوں نے کس طرح اسلام قبول کیا؟

جواب: میرے تینوں بھائیوں اور ان کے پریوار نے آپ کے والد صاحب کے یہاں اسلام قبول کیا، میری بیوی اور بچوں کے کلمہ پڑھنے کے بعد میں نے سب سے چھوٹے بھائی راجندر کے سامنے بہت محبت اور درد سے بات رکھی اس نے اپنی گھر والی سے مشورہ کیا وہ راضی ہوگئی مگر ہمارے یہاں جو امام تھے وہ گاؤں سے چلے گئے دوسرے امام صاحب جو آئے انہوں نے مجھے کلمہ پڑھوانے کے لئے منع کر دیا، وہ ڈر گئے میں نے گاؤں کے کچھ مسلمانوں سے ذکر کیا انہوں نے مجھے پھلت جانے کا مشورہ دیا دوپہر کو پھلت پہنچے مولانا کلیم صاحب سفر پر جانے کے لئے گاڑی میں بیٹھ چکے تھے میں نے گاڑی میں ان سے ملاقات کی اور اپنے بھائی اور بھابھی کو ملوایا، وہ گاڑی سے اترے ہمیں کلمہ پڑھوایا اور قانونی کاروائی کا طریقہ بتایا، اپنے سامنے کھانا کھلایا چائے پلائی اور ڈیڑھ گھنٹے بعد سفر پر گئے ہمیں ہندی کی کتابیں بھی دیں اور باقی بھائیوں اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی فکر کے لئے ان کو اسلام کی دعوت دینے کا وعدہ مجھ سے لیا، گھر جانے کے بعد میں نے وہ کتابیں پڑھیں اور پھر گھر کے لوگوں کو سنائیں، خاص طور پر آپ

کی امانت مولانا صاحب نے بڑے درد کے ساتھ لکھی ہے، وہ دل کے اندر گھسنے والی کتاب ہے اس کو پڑھنے کے بعد اسلام کی قدر ہم نے اور پہچانی، دو سال میں کوشش کرتا رہا اور اللہ کا کرم ہے کہ میرے اور دو بھائی اور انکے بچے مسلمان ہونے کو تیار ہو گئے اور میں نے انہیں پھلت لا کر کلمہ پڑھوایا۔

سوال: گھر کے لوگوں نے بات مان لی؟ خصوصاً عورتوں کا ماننا تو بہت مشکل ہے۔

جواب: اصل میں اللہ کی طرف سے ہدایت کی ہوا چل رہی تھی جب بھی تو شیو کی مورتی نے مجھ سے کہا میں پوجا کے لائق نہیں ہوں اور اسلام ہی سچا مذہب ہے، مورتی ٹوٹ گئی تو میں عیسائی بن جاتا، بودھ مذہب کو پڑھتا یا جاننے کی کوشش کرتا، مگر مسجد کے سامنے میرے دل میں کوئی خیال ہی نہیں آیا، یہ صرف اللہ کی طرف سے ہدایت کا فیصلہ اور اس کی رحمت تھی، پرکاش کی بیوی مایا نے تو شروع میں بہت مخالفت کی اور پورے علاقہ میں شور مچانے کی دھمکی دی، مگر ہم لوگ اس کے پیر پکڑ لیتے اور راتوں کو اللہ سے دعا کرتے، اللہ نے اس کا دل پھیر دیا۔

سوال: اسلام قبول کرنے کی خبر سے ہندوؤں نے مخالفت نہیں کی اور خاندان کے لوگوں کی طرف سے آپ لوگوں پر دباؤ نہیں پڑا؟

جواب: میں اب یہ بتانے جا رہا تھا کہ میرے چھوٹے بھائی راجندر نے اسلام قبول کیا تو ہمارے بڑے بھائی نیتا جی کو اس کا پتہ لگ گیا وہ آپے سے باہر ہو گئے، لاٹھی لیکر ہم دونوں کو بہت مارا، ہم دونوں مار کھاتے رہے اور انکی خوشامد کرتے رہے کہ آپ اسلام کے بارے میں جان تو لیں مگر وہ سننے کو تیار نہ تھے، انہوں نے دباؤ دینے کے لیے علاقے کے تھانے دار کو دو ہزار روپے دیئے، میں تو بھاگ کر پھلت چلا گیا، چھوٹے بھائی کو پولس لے گئی اور تھانے میں بہت پٹائی کی چھوٹا بھائی بشارت کسی طرح تیار نہ ہوا تو انہوں نے اس کو طرح

طرح سے اذیت دی اور شکنجہ لگایا جس سے اس کی ایک پاؤں کی ہڈی بھی دو جگہ سے ٹوٹ گئی، مجھے دو روز بعد کسی طرح پتہ لگا، رات کو اندھیرے میں اسے تانگے میں ڈال کر گھر سے اٹھا کر لایا اور مظفر نگر ڈاکٹر خان کے یہاں پلاسٹر کرایا مولانا کلیم صاحب کے پرچہ کی وجہ سے ڈاکٹر خان صاحب نے کوئی پیسہ نہیں لیا بلکہ ہمارے کھانے کا انتظام بھی اپنے آپ کیا، اسکے بعد ہم نے قانونی کاروائی پوری کی اور مشورہ سے ایس پی اور کلکٹر کے یہاں درخواستیں لگائیں، مظفر نگر میں ایک اے ایس پی جین صاحب تھے وہ بڑے اچھے آدمی تھے انہوں نے مظفر نگر سے ایک داروغہ کو ہمارے تھانے بھیجا اور ہمارے بڑے بھائی اور گاؤں والوں کو بھی خبردار کیا، اس طرح ہمارے اللہ نے ہمارے لئے مصیبت سے بچنے کا انتظام کردیا۔

سوال: اب آپ کے بڑے بھائی نیتاجی کا کیا حال ہے؟

جواب: اصل میں انکے کوئی اولاد نہیں ہے، انہوں نے ریاست عرف رام سنگھ کے چھوٹے بچے کو گود لے رکھا تھا، اس مسئلہ کے بعد ہم لوگوں نے مشورہ کیا کہ اپنے لڑکے کو واپس لے لیں اور اسکو ان کے گھر جانے سے روک دیا اس کو پیار سے گڈو کہتے تھے اس کا پہلا نام رام پال تھا اب محمد بلال ہے، اسکو مدرسہ میں پڑھنے بھیج دیا ایک دن بڑے بھائی نیتاجی کے پیٹ میں درد ہوا کئی انجکشن لگے درد ٹھیک نہیں ہوا، میں مظفر نگر جماعت میں گیا ہوا تھا گڈو کو معلوم ہوا تو وہ انکے پاس گیا وہ درد سے رو رہے تھے گڈو کو چمٹا کر خوب روئے اس نے ان سے کہا کہ ڈیڈی لیاقت تاؤ سے دعا کرالو، وہ ان کو ڈیڈی کہتا تھا وہ اس پر ناراض ہوئے ایک ہفتہ تک مظفر نگر اور مختلف ڈاکٹروں کے علاج کے باوجود بھی درد ٹھیک نہیں ہوا، تھوڑی بہت دیر دوا کے اثر سے آرام ہوجاتا تھا اور پھر وہ تڑپنے لگتے تھے، گڈو نے بار بار ان سے مجھ سے دعا کرانے کے لئے کہا ایک دن ریاست سے معافی مانگنے کے

لئے بھی کہا، میں دس دن جماعت میں لگا کر کر آیا تو معلوم ہوا کہ بھائی صاحب دوبار میرے گھر آئے، میں سوچ رہا تھا کہ مجھے ان کی طبیعت پوچھنے جانا چاہیے یہ میرا اسلامی فریضہ ہے، کہ وہ خود کراہتے کولتے آگئے، مجھ سے چمٹ گئے، خوب روئے، ریاست بھی آ گیا اس سے بھی لپٹ گئے اور معافی مانگنے لگے ہم بھی رونے لگے میں نے موقع غنیمت جانا اور کہا بھیا آپ ذرا سا درد نہیں سہ سکتے ہمیشہ کی نرک کی آگ کو کیسے برداشت کروگے اور مسلمان ہونے کے لئے کہا، انہیں یہ بات اچھی تو نہ لگی مگر درد کی وجہ سے وہ پریشان تھے، کہنے لگے میں ٹھیک ہو جاؤنگا تو سوچونگا تم اپنے اللہ سے پرارتھنا (دعا) کرو، وہ چلے گئے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور خوب دل سے دعا کی اللہ کا کرم ہے میرے اللہ نے میری باتوں کی لاج رکھ لی اور شام تک انکو آرام ہو گیا اور ابھی تک ٹھیک ہیں۔

سوال: پھر آپ نے ان کو دعوت نہیں دی؟

جواب: میں نے ان کو دعوت دی اور وعدہ یاد دلایا اور ڈرایا کہ جس اللہ نے آپ کو اچھا کیا وہ پھر بیمار کر سکتا ہے، مگر ابھی ان کے لئے ہدایت نہیں آئی اصل بات ہدایت کے اوپر سے آنے کی مگر وہ اب ہمارے ساتھ اچھی طرح ملتے ہیں اور شاید ہمیں ناراض کرنے سے ڈرتے بھی ہیں، دوسری ایک بڑی بات یہ ہوئی کہ ہماری زمینیں ایک ساتھ ان ہی کے قبضہ میں تھیں ہم چاروں بھائیوں کی زمین بھی پچھلے سال انہوں نے ہمیں دے دی ہے۔

سوال: آپ نے اپنے خاندان کی دینی تعلیم و تربیت کا کیا انتظام کیا؟

جواب: اللہ کا کرم ہے ہمارے چاروں بھائیوں کے گھر والوں میں دین پڑھنے کا شوق ہے ہمارے پانچ بچے اور تین بچیاں حفظ کر رہی ہیں، ہمارا ارادہ ہے کہ ان سب کو عالم اور داعی بنائیں گے، بلال تو بہت ہونہار ہے بے دھڑک اپنے رشتہ داروں کو مسلمان ہونے کے لئے کہتا ہے گھر کی تعلیم پابندی سے ہوتی ہے اور ایک ایک کر کے ہم میں سے کوئی ایک

مستقل جماعت میں رہتا ہے۔

سوال: آپ اسلام قبول کر کے کیسا محسوس کرتے ہیں، پچھلی زندگی کے بارے میں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: ہمارا اسلام ہمارے مالک کا ہم پر خاص اور بہت خاص کرم ہے، میرے اللہ کی رحمت ہے کہ اس نے خود شیو جی کی مورتی سے ہمیں دعوت دلائی، مجھے جب بھی اسلام اور پھر اپنے خاندان کے لوگوں کی اتنی آسانی سے ہدایت کا خیال آجاتا ہے تو میرا دل میرے اللہ کے شکر سے جھک جاتا ہے کبھی کبھی تو بے اختیار میں چلتے چلتے سجدہ میں پڑ جاتا ہوں، اگر خدا نہ کرے خدا نہ کرے میرے اللہ مجھ پر مہربانی نہ کرتے اور ہم کفر پر رہتے اور ہندو مرجاتے تو ہم کیا کرسکتے تھے ہماری اللہ کی ذات پر زبردستی تو تھی نہیں، میرے اللہ مالک کے صدقہ جاؤں (روتے ہوئے) کہاں ہم گندے اور کہاں ایمان کی دولت، الحمدللہ الحمدللہ

سوال: اپنے حالات کے بارے میں اور کچھ بتائیں؟

جواب: ہماری زندگی کا ہر پل اللہ کی رحمت کا نمونہ ہے، ہر دن رحمت کا کوئی کرشمہ سامنے آتا ہے، سچی بات یہ ہے کہ ہماری زندگی کیا دنیا کے ہر انسان کی کی زندگی کے ہر پل میں اسے اللہ کی خاص رحمت دکھائی دے گی اگر انسان کے پاس دیکھنے والی آنکھیں ہوں، بس انسان اس ایک سے لو لگالے اور اسی کا بن جائے اور زندگی کی ہر ضرورت اور اپنی ہر پریشانی اللہ سے کہے اور اپنی ہمت بھر اس کے دین پر چلنے کی کوشش کرے پھر دیکھئے کہ وہاں سے ہر سوال پورا ہوتا ہے کہ نہیں،

سوال: آپ دعا مانگتے ہیں؟ آپ کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں کوئی خاص واقعہ بتایئے؟

جواب: ہر انسان کو اپنے اللہ سے خوب مانگنا چاہیے وہ سبھی کی دعائیں قبول کرتا ہے میری

تو آج تک کوئی دعا بھی لوٹائی نہیں گئی، میرے لئے تو زندگی کا ہر دن اللہ کی نئی رحمت کے ساتھ آتا ہے، میں تو صبح کے بعد انتظار کرتا ہوں کہ کیا خاص رحمت کا معاملہ سامنے آتا ہے، میں دوروز پہلے جماعت سے چلہ لگا کر آیا ہوں، جماعت میں جانے سے پہلے میری بیوی بیمار تھی ان کا آپریشن کرانا پڑا میرے پچیس تیس ہزار روپئے خرچ ہوئے کچھ اور بھی مسائل تھے ہمارے علاقہ میں جوڑ تھا ساتھیوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کا جماعت میں جانے کا نمبر ہے، میں نے ابھی موقع نہ ہونے کا عذر کیا، جانسٹھ کے ایک ساتھی نے زور دے کر نام لکھوادیا اور کہا کہ خرچ کی فکر نہ کرو خرچ میرے ذمہ ہے، شاید نو مسلم سمجھ کر انھوں نے ایسا کیا، نو مسلم سمجھ کر جب میرے ساتھ کوئی تعاون کا معاملہ کرتا ہے تو نہ جانے کیوں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، ہم نے اسلام قبول کیا ہے غیروں کے آگے بھکاری بننا تو اسلام نہیں؟ میں نے آج تک اس طرح کا تعاون نہ خود قبول کیا ہے نہ الحمد للہ بھائیوں وغیرہ کو قبول کرنے دیا ہے، سختی برداشت کی، ابتداء میں تو بہت مالی پریشانی رہی مگر اللہ نے مجھے جمائے رکھا اور میرے بھائیوں کو بھی ہمت دی میرا ارادہ تھا کہ اگر وقت پر خرچ کا انتظام نہ کرسکا تو منع کردوں گا، دوسروں سے قرض لے کر نہیں جاؤں گا، جماعت کا وقت آگیا خرچ کا انتظام نہ ہوسکا دو سو روپئے صرف میرے پاس تھے، ساتھیوں نے اصرار کیا، اس قدر دباؤ دیا کہ میں منع کرنے کے حال میں نہیں رہا اور دل میں خیال کیا کہ میں سوال تو نہیں کیا خود پیشکش کر رہے ہیں، تو کیا حرج ہے میں جماعت میں چلا گیا ۱۵۰۰ روپئے خرچ کی جماعت تھی، جماعت مرکز سے گجرات پالن پور حلقہ میں گئی، ساتھیوں نے پیسے جمع کرنے شروع کئے تھے ہمارے ساتھی نے ہمارے پیسے جمع کرنے چاہے، مگر عین وقت پر میرے دل نے مجھے اجازت نہیں دی میں نے ان کو منع کردیا اور دو سو روپئے ابتدائی خرچ وغیرہ کے امیر صاحب کو دیئے اور کہا انشاء اللہ بقیہ میں جمع کردونگا، جماعت پالن پور پہنچ گئی

روز خرچ جمع کرتا تھا، میں نے دو رکعت صلوۃ الحاجۃ پڑھی اپنے اللہ کے سامنے فریاد کی، رات کو سویا تو ہمارے حضور ﷺ کی زیارت ہوئی مجھے تسلی دے رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہیں شرمندہ نہیں کریں گے اگلے روز ظہر کے بعد میں یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گیا کہ ہمارے بڑے غیر مسلم بھائی نیتاجی پالن پور مرکز کے ایک ساتھی کو لے کر میری تلاش میں میرے پاس آئے، میں تعجب میں تھا، تو انہوں نے بتایا کہ دو روز پہلے میں نے تم کو دیکھا تم بہت رو رہے ہو، مجھے خیال ہوا کہ تمہارے پاس پیسے نہیں ہیں میں تمہارے گھر گیا تو پتہ چلا کہ تم جماعت میں گئے ہو، میں منشی ریاض کو لیکر دہلی مرکز نظام الدین آیا وہاں سے تمہارا پتہ چلا کہ پالن پور گئے ہو، احمد آباد میل سے پالن پور آیا، یہ بتا کر دو ہزار روپئے دیئے کہ وہ جو دس ہزار روپئے تمہارے مجھ پر ہیں ان میں سے دو یہ ہیں، آٹھ ہزار گاؤں میں آ کر لے لینا ایک روز وہ میرے ساتھ رہے اگلے روز واپس آئے میں بار بار شکرانے کی نماز پڑھتا رہا، یہ دس ہزار روپئے اسلام قبول کرنے سے پہلے کے تھے اور انہوں نے دینے کے لئے بالکل منع کر دیا تھا اس طرح نہ جانے کتنے واقعات زندگی میں روز روز ہوتے رہتے ہیں۔

سوال: لیاقت بھائی واقعی آپ پر اللہ کا بڑا کرم ہے اور آپ کا اللہ سے خاص تعلق ہے آپ ہمارے لئے بھی دعاء کیجئے۔

جواب: مولوی احمد بھائی، اللہ کا کرم تو سب پر ہی ہوتا ہے، ہم پر یہ کرم خاص ہے کہ وہ اپنے کرم اور رحمت کا احساس بھی کرا دیتا ہے، آپ کے لئے میں کیوں دعاء نہ کروں گا آپ کی تو نسلوں کے لئے بھی میں دعاء کرتا ہوں، مولانا کلیم صاحب تو ہمارے رہبر ہیں، ہمارے بڑے محسن ہیں، اپنے محسن کا حق ہم نہیں پہچانیں گے تو کون پہچانے گا، اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہانوں میں چمکائے

سوال: آپ مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب : بس میرا کہنا تو یہ ہے کہ میرے، میرے گھر والوں کے اسلام وایمان پر موت کے لئے اور جو عزیز رہ گئے ہیں بلکہ سارے انسانوں کے لئے ہدایت کی دعاء کریں کہ اصل ہدایت کا فیصلہ اللہ کے یہاں سے ہوکر آتا ہے پھر تو خود راستے ملتے جاتے ہیں۔

منزلیں کسی کے گھر حاضری نہیں دیتیں
راستوں پہ چلنے سے راستے نکلتے ہیں

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان مارچ ۲۰۰۴ء

۴۹ جنوں کو گرفتار کرنے گئے، خود گرفتار ہو گئے

ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ﴿کمل سکسینہ﴾ سے ملاقات

ہمارے مولانا کلیم صاحب صدیقی کہتے ہیں جو چل لئے اس کو کیا دیکھنا جو راستہ طے کرنا ہے اس کو دیکھنا چاہئے، پانچ ارب لوگ اسلام سے محروم دوزخ کی راہ پر چل رہے ہیں ان کے مقابلے میں جو لوگ ہدایت یاب ہوئے ہیں وہ بالکل نا کے برابر ہیں، کبھی کبھی حوصلے کے لئے مڑ کر دیکھ لینا بھی برا نہیں ہے، الحمدللہ ثم الحمدللہ اس حقیر کے واسطے سے کم از کم دو سو لوگ تو ایسے مشرف باسلام ہوئے ہوں گے جو کم از کم گریجویٹ ہیں اس کے علاوہ بعض مقامات پر اجتماعی طور سے بھی چند گھرانوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عبدالرحمٰن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ خیریت سے ہیں آج کل آپ کہاں رہ رہے ہیں؟

جواب : الحمدللہ خیریت سے ہوں، آج کل میں پونہ مہاراشٹر میں رہ رہا ہوں الہ آباد جا رہا ہوں وہاں یونیورسٹی میں سائیکالوجی ڈپارٹمنٹ میں ایک پوسٹ نکلی ہے اسکے انٹرویو کے لئے وہاں جانا ہے، راستے میں مولانا صاحب (مولانا محمد کلیم صاحب) سے ملنے کے لئے دہلی آیا ہوں۔

سوال : بہت اچھا ہوا آپ تشریف لائے ہمارے یہاں پھلت کے میگزین ارمغان میں کچھ داعیوں اور اسلام میں نئے آنے والے خوش قسمت بھائیوں کے انٹرویو کا سلسلہ چل رہا ہے اس سلسلہ میں آپ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور ضرور یہ بڑا اچھا سلسلہ ہے اس سے پڑھنے والوں کو بہت فائدہ ہوگا انشاءاللہ

سوال : اپنا مختصر تعارف کرائیے؟

جواب : میرا نام اب الحمدللہ عبدالرحمن ہے جو ۹/جون ۱۹۹۵ء سے قبل کمل سار سکسینہ (کے سی سکسینہ) تھا ہندو کایستھ فیملی سے میرا تعلق ہے پرتاپ گڑھ کا قصبہ رانی گنج ہمارا آبائی وطن ہے میرے والد آئی پی ایس آفیسر ہیں اور آج کل مغل سرائے میں ڈی آئی جی ہیں کایستھ ہونے کی وجہ سے ہمارے یہاں اردو ہماری گھریلو تہذیب کا لازمی جز ہوتی ہے، ہمارے والد بہت اچھے شاعر ہیں اور ساحر تخلص ہے میں نے سائیکالوجی میں ایم اے کیا اور علم نفسیات میں الہ آباد سے ۱۹۹۴ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، میری تاریخ پیدائش ۹/جون ۱۹۶۵ء کی ہے اسطرح میری عمر اب تقریباً اننالیس سال ہے، مگر حقیقی عمر میری نو سال ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے، میں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں، میری ایک چھوٹی بہن اور ان سے چھوٹا ایک بھائی ہے جو انجینئر ہیں انہوں نے روڑ کی آئی ٹی آئی سے الیکٹرونکس میں انجینئرنگ کی ہے پچھلے سال بی ایچ ایل میں ملازم ہو گئے ہیں میں آج کل پونہ میں ایک ڈگری کالج میں نفسیات پڑھا رہا ہوں۔

سوال : اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائے؟

جواب : اصل میں آج دنیا میں مغرب کی حکمرانی ہے، تہذیب، کلچر، ثقافت سبھی میں لوگ ان کی ڈگر پر چلتے ہیں، آج کل مغربی ممالک میں ایک علم بڑا عروج پر ہے اس کا نام انہوں نے پیرا سائیکالوجی رکھا ہے اس میں ماورائے عقل باتوں اور چیزوں پر ریسرچ ہوتی ہے اس

میں ایک جز علم الہیات کا بھی انہوں نے رکھا ہے آپ آج کل یورپ کے ناولوں کو دیکھیں تو اس میں ڈائن چڑیل وغیرہ کی بڑی اہمیت دکھائی دے گی بلکہ بعض بڑے پڑھے لکھے اور چاند تاروں پر کمند ڈالنے والے سائنس دانوں کی ذاتی زندگی میں جنات اور آسیب وغیرہ کی داستانیں دکھائی دیں گی دراصل ہمارے مولانا محمد کلیم صاحب صحیح کہتے ہیں کہ انسان کی فطرت میں اور اس کی روح کی سرشت میں اللہ نے یہ جذبہ رکھا ہے کہ وہ کسی ایسی ذات کے آگے جھکے اور اس کے سامنے اپنے دل اور اپنے دماغ اور عقل کو جھکائے جو عقل و تصور سے ماورا ہو اس لئے آدمی جب کہیں کچھ ماورائے عقل شعبدہ دیکھتا ہے فوراً متاثر، مرعوب بلکہ معتقد ہو جاتا ہے، اصل میں یہ عالم ازل میں میں اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے سبق کا کرشمہ ہے اسی جذبے کی تسکین کے لئے مغرب کی مادی دنیا نے پیراسائیکالوجی کا سہارا لیا ہے۔

نوجوانوں میں اس علم میں ریسرچ کا بہت شوق بڑھ رہا ہے میں اور میرے تین ساتھی سائیکالوجی پر ریسرچ کر رہے تھے ہم لوگوں کو شوق ہوا کہ ہم جرمنی جا کر پیراسائیکالوجی میں ریسرچ کریں، میں نے اپنے لئے جنوں پر ریسرچ کرنا طے کیا، مجھے خیال ہوا کہ اس کی بنیادی معلومات کے لئے ہندوستان سب سے بہتر جگہ ہے نوجوانی کی عمر میں مجھے اپنے مشن کی دھن تھی اس سلسلے میں بہت سے لوگوں سے ملا، بہت سے سیانے اور تانترک لوگوں سے ملنا ہوا، بہت سے عالموں سے ملاقاتیں کیں، بنگال کے سفر کئے، دیوبند گیا، میں نے بہت سے عمل کئے چلّے کئے جلالی اور جمالی پرہیز کے ساتھ بہت سے وظیفے پڑھے بہت سے تعویذ مجھے آگئے اور آسیب وغیرہ کا علاج کرنے لگا، الہ آباد کے بڑے عالموں سے ملا ندوہ بار بار آتا رہا، میری خواہش تھی کہ کوئی جن میرے تابع ہو جائے یا کسی جن سے میری ملاقات ہو جائے مگر کوئی عامل کوئی تانترک میری خواہش پوری نہ کر سکے، کئی بار عملیات کے دوران مجھے کچھ ڈراؤنی آوازیں بھی آئیں مگر کوئی جن مجھے نظر

نہ آیا کچھ مریضوں کے منہ سے جن بولا میں نے علاج بھی کیا۔

ایک روز میں ندوہ گیا وہاں مولانا عبداللہ حسنی نے مجھے بتایا کہ ہمارے ایک دوست ایک دوروز میں پھلت سے آنے والے ہیں، وہ آپ کا مسئلہ حل کر سکتے ہیں انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تو اتوار کے روز تکیہ رائے بریلی آجاؤں، جون کا مہینہ تھا میں تین بجے کے قریب تکیہ پہنچا سب لوگ کھانے کے بعد آرام کر رہے تھے میں باہر تخت پر بیٹھا ہوا تھا ایک مولانا ضرورت کے لئے استنجاء خانہ گئے واپس آئے مجھے بیٹھا دیکھ کر کہنے لگے: آپ ڈاکٹر کے سی سکسینہ ہیں؟ میں حیرت میں آگیا اور تعجب سے جواب دیا: جی ہاں، مگر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا؟ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ہنستے ہوئے اندر لے گئے اور ٹھنڈا پانی پلایا پھر بولے میں ایک انسان ہوں مالک کا بندہ ہوں، مجھے غیب کا علم نہیں ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کو غیب کا علم نہیں ہوتا، اصل میں مولانا عبداللہ حسنی نے مجھ سے کہا تھا کہ ڈاکٹر کے سی سکسینہ نام کے ایک نوجوان آپ سے ملنا چاہتے ہیں وہ اتوار کے روز تکیہ آئیں گے میں صبح سے انتظار میں تھا میں نے آپ کو دیکھا تو حلیہ دیکھ کر مجھے خیال ہوا کو آپ ہی ڈاکٹر سکسینہ ہیں اس لئے میں نے سوال کر لیا۔

میں اس صاف گوئی سے بہت متاثر ہوا میں نے جن عاملوں اور تانترکوں سے ملاقات کی تھی ان میں سے ہر آدمی اپنے کمال کا معتقد بنانا چاہتا تھا، مولانا کلیم صاحب کی اس بات نے مجھ کو بہت متاثر کیا، مجھے خیال ہوا کہ ضرور مجھے یہاں مدد ملے گی یا کم از کم حقیقت معلوم ہو جائے گی، مولانا نے مجھ سے کہا آپ خدمت بتایئے، میرے لائق کیا خدمت ہے جو اتنی شدید گرمی میں آپ نے زحمت کی میں نے جواب میں اپنا پورا مدعا بتا دیا کہ میں پیرا سائیکالوجی میں ریسرچ کرنا چاہتا ہوں مجھے اس کے لئے جرمنی جانا ہے، میں وہاں جانے سے قبل کسی جن کو تابع یا کم از کم چند روز کے لئے اس سے ملاقات کرنا چاہتا

ہوں مولانا عبداللہ نے بتایا تھا کہ آپ میری اس سلسلے میں ضرور مدد کریں گے میں نے اپنی پوری کارگزاری بھی سنائی، جو چلّے اور عملیات کئے اور نقش و تعویذ سیکھے وہ بتائے جس پر مولانا نے بڑی حیرت کا اظہار کیا مولانا نے ہنستے ہوئے جواب دیا آپ بہت بہادر آدمی ہیں میں تو بہت بزدل ہوں مجھے تو جن کے نام سے ڈر لگتا ہے ہمارے گاؤں میں چند ویران مکانات اور کھنڈر پڑے تھے مشہور تھا کہ وہاں جن رہتے ہیں، ہم لوگ بچپن میں پاس سے دوڑ کر نکلتے تھے، ڈرتے ڈرتے پیچھے دیکھتے رہتے تھے کہ کوئی جن آ کر دبوچ نہ لے ایسا بزدل آدمی آپ کے کس کام آسکتا ہے میں نے کہا آپ کو میری مدد کرنی ہوگی کئی سال مجھے مارے مارے پھرتے ہوگئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور میری خواہش پوری کر سکتے ہیں، میرے بہت اصرار پر مولانا نے کہا اول تو جس مخلوق کو اللہ نے آزاد بنایا ہے اس کو تابع کرنا جائز نہیں یہ ظلم ہے، جس طرح شیر کی سواری ہمارے مذہب میں جائز نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ جن عملیات کے ذریعہ لوگ جنوں کو تابع کرتے ہیں ان میں اثر کے لئے ایمان لانا ضروری ہے ایمان کے بغیر ان میں تاثیر نہیں ہو سکتی اس لئے اس کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے مجھے جن تابع کرنے کی دھن سوار تھی اس لئے میں مذہب کو بھی قربان کر سکتا تھا میں نے فوراً مولانا سے کہا میں اس کے لئے مسلمان ہونے کے لئے تیار ہوں۔

مولانا نے جواب دیا جلدی مت کیجئے بات یہ ہے کہ میری غیرت اس کو گوارہ نہیں کرتی کہ محض جن تابع کرنے لئے میں آپ کو کلمہ پڑھاؤں اور مسلمان کروں پھر آپ جو اسلام، جن تابع کرنے کے لئے قبول کریں گے وہ اسلام اللہ کے یہاں کہاں قبول ہوگا، میری بات سنئے اور اطمینان سے فیصلہ کر لیجئے، میں اس وقت کچھ دیر آپ کو اسلام کے بارے میں کچھ بتاتا ہوں اس کا مختصر تعارف کراتا ہوں مجھے امید ہے کہ اگر آپ نے غور سے سن لیا اور اسلام کی حقیقت کو جان لیا تو آپ کو جن تابع کرنے یا اس سے ملاقات

کرنے سے زیادہ، اسلام کی دھن لگ جائے گی کچھ کتابیں آپ کو بتاتا ہوں آپ اسلام کو اچھی طرح پڑھ لیں اگر آپ مطمئن ہو گئے اور آپ نے جان لیا کہ اسلام کے بغیر نجات نہیں ہوگی تو آپ کلمہ پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو جائیں، مسلمان ہونے کے بعد میرا وعدہ ہے کہ آپ پھلت آجائیں میں ایک یا چند جنوں سے ملاقات کرا دوں گا جو آپ کے ساتھ اس وقت تک رہیں گے جب تک آپ پوری معلومات حاصل نہ کر لیں اس کے لئے نہ کسی عمل کی ضرورت ہوگی نہ وظیفے کی۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: جی میں بتا رہا ہوں، میں نے ان کی بات سے اتفاق کیا وہ تقریباً ایک گھنٹے تک اسلام کے بارے میں بتلاتے رہے حضور اقدس ﷺ کی سیرت پاک کی مختصر طور پر رہنمائی کی اور مجھے اس بات پر زور دیتے رہے کہ پیراسائیکالوجی میں ریسرچ اور جن سے ملاقات سے پہلے ضروری یہ ہے کہ اول وقت میں کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاؤں اس لئے کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں، مولانا صاحب نے مجھے کتابوں کی ایک فہرست تیار کر دی مجھے پھلت کا پتہ بتایا مجھ سے فون اور ایڈریس مانگا میں نے جواب دیا کہ میرے والد کا پرموشن ہو رہا ہے نیا پتہ اور فون نمبر میں ڈاک سے بھیج دوں گا اور جولائی کے شروع میں اپنے تینوں ساتھیوں کے ساتھ پھلت آؤں گا، پونے پانچ بجے حضرت مولانا صاحب اٹھ گئے مولانا کلیم صاحب مجھے بڑے حضرت مولانا علی میاں صاحب سے ملوانے لے گئے اور ان سے میرے مقصد میں کامیابی اور ہدایت کے لئے دعا کو کہا، مجھے لکھنؤ جانا تھا اتنی دیر کی ملاقات کے بعد میرا دل اسلام کے لئے کافی مطمئن ہو گیا تھا میں نے لکھنؤ آکر "اسلام کیا ہے" اور "خطبات مدارس" دو کتابیں خریدیں جن کو سب سے پہلے پڑھنے کا مشورہ دیا تھا ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد مجھے کسی طرح کوئی شبہ نہیں رہا کہ اسلام ہی اللہ کے یہاں مقبول

مذہب ہے اور میں ایک ہفتہ کے بعد حضرت مولانا کے پاس تکیہ جاکر مشرف با اسلام ہوا یہ ۹؍جون ۱۹۹۵ء گیارہ بجے دن کی بات ہے حضرت نے میرا نام عبدالرحمن رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپ جولائی میں پھلت آئے تھے؟

جواب: اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے اسلام کے مطالعہ کی دھن لگ گئی اور اسلام کی حقانیت اور اس کی لذت، میرے وجود پر چھا گئی مجھے خیال ہوا کہ مجھے جنوں کی نہیں جنوں کے مالک کی تلاش تھی، جو قرآن حکیم کی زبان میں شہ رگ سے بھی زیادہ قریب تھا اسلام کا مطالعہ کرنے اور تھوڑی تھوڑی نماز وذکر وغیرہ سے مجھے یہ لگا کہ مجھ کو جنوں کے تابع کرنے اور ان سے ملاقت کے لئے نہیں بلکہ جنوں کے مالک کا تابع وفرماں بردار بننے کے لئے اور اس کی لقا کا شوق پیدا کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

سوال: پیرا سایکالوجی کی ریسرچ کا کیا ہوا؟

جواب: اسلام قبول کرنے اور اس کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد میرے دل ودماغ کے پردے اٹھ گئے مجھے احساس ہوا کہ مالک کائنات کی دی ہوئی یہ چھوٹی سی زندگی مجھے اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملانے کے لئے دی گئی ہے میں نے رحمت اللعلمین کا مطالعہ کیا اس کتاب کے مطالعہ سے مجھ میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ میں رحمت اللعالمین نبی کا امتی اور ان کا پیرو سارے عالم کے لئے نہیں تو کم از کم پوری انسانیت کے لئے خیر خواہ اور داعی بنے بغیر ہرگز نہیں کہلا سکتا، میں نے ارادہ کیا کہ مجھے زندگی اسلام کی دعوت کے لئے وقف کرنی ہے اور الحمد للہ میرے اللہ نے مجھ سے کام لیا، میں نے ریسرچ کا ارادہ ترک کر دیا۔

سوال: اس کے بعد مولانا کلیم صاحب سے ملاقات ہوئی؟

جواب: کئی ماہ کے بعد ایک بار میں تکیہ حضرت مولانا کی خدمت میں چند روز رہنے کے لئے گیا مغرب کی نماز کے بعد مولانا صاحب سے میری ملاقات ہوگئی میں نے ہلکی سی

داڑھی رکھ لی تھی کرتا پاجامہ پہنے ہوا تھا مجھے اچانک ان کو دیکھ کر خوشی ہوئی، میں ان سے چمٹ گیا وہ مجھے نہیں پہچان سکے جب میں نے بتایا کہ میں ڈاکٹر سکسینہ اب عبدالرحمن ہوں وہ بہت خوش ہوئے مجھے بار بار مبارک باددی کئی روز ہم ساتھ رہے وہ سوچ رہے تھے کہ میں اب ان سے اپنی ریسرچ کے لئے جن سے ملاقات کے لئے کہوں گا جب کئی روز تک میں نے اپنا مطالبہ نہیں رکھا تو انہوں نے ایفائے وعدہ کے خیال سے مجھ سے کہا کہ اب اگر آپ کسی جن سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں تو دہلی یا پھلت چندروز کے لئے آجانا میں ایک یا چند جنوں سے آپ کی ملاقت کرادوں گا آپ ان سے اطمینان کی حد تک معلومات حاصل کرلیں میں نے جواب دیا کہ مجھے اب کسی جن سے نہیں ملنا ہے میرے اللہ نے میرے لئے میری راہ مجھ پر کھول دی ہے۔

سوال: اس کے بعد آپ نے اپنے گھر والوں سے اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتادیا؟

جواب: ہمارا گھرانہ بڑا پڑھا لکھا گھرانہ ہے میں نے چندروز کے بعد گھر کے لوگوں سے بتادیا شروع شروع میں انہوں نے مجھے سمجھایا اور خاندانی اور مذہبی روایات کی لاج رکھنے کو کہا بعد میں انہوں نے کہنا چھوڑ دیا بعض دوسرے رشتہ داروں اور جونپور کے بعض مذہبی لوگوں نے مجھ پر بہت دباؤ دیا چند مرتبہ مجھے دھمکیاں بھی دی گئیں، مگر وہ سب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے الحمدللہ زیادہ مخالفتوں کی وجہ سے میرے والد نے مجھے دور چلے جانے کا حکم دیا میں اپنے ایک دوست کے ساتھ ممبئی چلا گیا اس کے بعد کچھ روز تمل ناڈو میں پھر چدمبرم کے علاقہ میں رہا وہاں پر عیسائیوں اور دلتوں میں اللہ نے خوب دعوت کا کام لیا ہماری ایک فعال جماعت بن گئی ایک بہت بڑے پادری فادر پیٹر جیمس نے اسلام قبول کیا ایک بڑے بدھ رہنما اس حقیر کے واسطے سے مشرف باسلام ہوئے، پانچ سال کے بعد میں پونے

آ گیا اور آج کل وہیں رہ رہا ہوں۔

سوال : آپ کی شادی ہوگئی؟

جواب : میرا ارادہ پہلے شادی کا نہیں تھا مجھے خیال تھا کہ خاندان کے ساتھ مشغولی میرے لئے دعوتی مشن میں رکاوٹ ہوگی کم از کم وقت اور صلاحیت تقسیم ہوگی مگر ہمارے مولانا کلیم صاحب نے مجھے زور دیا اور کہا کہ ہمارے نبی ﷺ کی زندگی ہمارے لئے نمونہ ہے اگر شادی دعوت میں رکاوٹ ہوتی تو آپ ﷺ ہرگز شادی نہ کرتے شادی کے بغیر آدمی کی زندگی ادھوری ہے اور ایمان بھی مکمل نہیں، ہر وقت یوں بھی آدمی کے ساتھ نفس کا خطرہ لگا رہتا ہے میں نے شادی کے بارے میں سوچنا شروع کیا حیدرآباد کے ایک چرچ میں ہم لوگوں کی ایک دعوتی سفر کے دوران ایک بہت مخلص عیسائی راہبہ سے ملاقات ہوئی جس نے یسوع کی رضا کے لئے اپنے جان گھلا رکھی تھی پہلے ان کی شادی ہوئی تھی ان کے شوہر ان کو دھوکہ دے کر بھاگ لئے ان کا دل ٹوٹا اور انہوں نے مذہبی زندگی اختیار کر لی ۴۲ رسال ان کی عمر تھی مجھے ان کے خلوص نے بہت متاثر کیا میں نے ان پر کام کرنا شروع کیا اور میں اپنے ساتھیوں سے اجازت لے کر پندرہ روز حیدرآباد رہا الحمدللہ اللہ نے ان کو ہدایت دے دی مولانا عاقل حسامی نے ان کو کلمہ پڑھایا بعد میں، میں نے ان سے شادی کی پیشکش کی، انہوں نے معذرت کی، اپنے پہلے تجربے کی تلخی اور اپنی عمر کا عذر کیا میں نے ان کو شرعی تقاضے بتائے وہ راضی ہوگئی اور پونہ آ کر ہم نے نکاح کر لیا، الحمدللہ وہ بڑی وفادار رفیقہ حیات ہیں ان کے والد کی ساری جائیداد ان کو ملی تھی وہ وجے واڑہ کی رہنے والی تھی ان سے شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے روزگار کے سلسلے میں مجھے فارغ کر دیا ہمارے یہاں گزشتہ سال ایک بچی پیدا ہوئی ہے میں نے ان کا نام زینب رکھا ہے میری اہلیہ کا پہلا نام لوئیس رانی تھا مولانا عاقل حسامی اس کا اسلامی نام سمیہ رکھا تھا میں نے شادی کے بعد بدل

کر اس کا نام خدیجہ رکھ دیا۔

سوال: اب آپ کا مشغلہ کیا ہے؟

جواب: اپنی زندگی کو مولانا صاحب کے مشورہ سے گزارنا چاہتا ہوں انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ دعوتی مقاصد کے لئے کوئی مشغلہ ہونا چاہئے میں نے پونہ کے ایک ڈگری کالج میں عارضی طور پر پڑھانا شروع کر دیا ہے الہ آباد یونیورسٹی میں ایک ریڈر کی جگہ نکلی ہے اس کے لئے جا رہا ہوں کہ اپنے اہل تعلق اور پریاگ پیٹھ میں دعوت کا کام کرنے کا موقع ملے گا۔

سوال: سنا ہے آپ ایک عرصے سے دعوتی مشن میں لگے ہیں اب تک آپ کے واسطے سے کتنے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہوگا؟

جواب: ہمارے مولانا صاحب کہتے ہیں جو چل لئے اس کو کیا دیکھنا جو راستہ طے کرنا ہے اس کو دیکھنا چاہئے، پانچ ارب لوگ اسلام سے محروم دوزخ کی راہ پر چل رہے ہیں ان کے مقابلے میں جو لوگ ہدایت یاب ہوئے ہو بالکل نا کے برابر ہیں، کبھی کبھی حوصلے کے لئے مڑ کر دیکھ لینا بھی برا نہیں ہے، الحمد للہ ثم الحمد للہ اس حقیر کے واسطے سے کم از کم دو سو لوگ تو ایسے مشرف با سلام ہوئے ہوں گے جو کم از کم گریجویٹ ہیں اس کے علاوہ بعض مقامات پر اجتماعی طور پر بھی چند گھرانوں نے اسلام قبول کیا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

سوال: آپ نے اپنے گھر والوں پر کام نہیں کیا؟

جواب: واقعی میں نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔ ان پر سرسری طور پر کام کرتا رہا حالانکہ سب سے زیادہ ان کا حق تھا چند ماہ سے اپنے والد سے رابطہ شروع کیا ہے پہلی چند ملاقاتوں میں تو ہنستے تھے اور کہا کرتے تھے "خود تو ڈوبے ہیں صنم تم کو بھی لے ڈوبیں گے"

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جون ۲۰۰۴ء

۵۰ نومسلموں کا حل مدینہ کے مواخاۃ میں ہے

جناب محمد انس صاحب ﴿ورن کمار چکرورتی﴾ سے ملاقات

دوسرے مذاہب سے ان اسلام کی طرف آنے والوں کی تربیت اور ان کے معاشرتی مسائل کا نظام بنانا دعوت کی اولین ضرورت ہے اس کے لئے ہمارے بڑوں کو سوچنا چاہئے اور یہ کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے بس ایک ٹیم کھڑی ہوجائے جو مدینے کی مواخاۃ (بھائی چارہ) سے سبق لے کر بس یہ کام شروع کردے اگر ایک مسلمان، ایک آدمی یا ایک گھرانے کی ذمہ داری لے لے کہ وہ ان کی تربیت کرے گا اور تھوڑی سی رہنمائی اس کے روزگار کے سلسلے میں کرے اور وقتی طور پر کسی کام میں لگا کر بس ضمانت لے لے تو یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے بڑا سرمایہ اکٹھا کر کے اجتماعی نظام تو واقعی ذرا مشکل ہے مگر یہ دوسرا طریقہ بہت آسان ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد انس : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : انس بھائی آپ خیریت سے ہیں؟ کافی روز کے بعد آپ سے ملاقات ہوئی۔

جواب : الحمدللہ خیریت سے ہوں، واقعی بہت روز کے بعد آسکا، پھلت دو تین بار حاضر ہوا مگر وہاں پر حضرت مولانا محمد کلیم صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی، وہ سفر پر گئے ہوئے

تھے، اب دہلی کا پتہ معلوم کر کے فون کر کے یہاں آیا ہوں۔

سوال: اللہ کا شکر ہے آج آپ آ گئے اصل میں پھلت سے جو اردو ماہ نامہ ارمغان نکلتا ہے اس میں مشرف باسلام ہونے والے خوش قسمت بھائی بہنوں کے انٹرویو کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے، تا کہ دعوت کا کام کرنے والوں کی رہنمائی ہو، میں لکھنو سے آیا ہوا تھا اور فکر میں تھا کہ اس ماہ کس کا انٹرویو شائع کیا جائے، اللہ کا شکر ہے اس نے آپ کو بھیج دیا، میں آپ سے ماہنامہ ارمغان کے لئے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: احمد بھیا میں اس لائق کہاں! آپ اگر کچھ معلوم کرنا چاہیں کر لیں، میرے لئے خوش قسمتی ہوگی کہ دعوتی میگزین میں میرا نام آ ئے۔

سوال: آپ اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب: میرا نام الحمدللہ محمد انس ہے، ۲۴ مئی ۲۰۰۰ء کو اللہ نے مجھے پھلت میں آپ کے والد صاحب کے ہاتھ پر قبول اسلام کی سعادت عطا فرمائی میرا اصلی وطن کلکتہ ہے میرا پہلا نام 'ورن کمار چکر اورتی' تھا ہم لوگ چکرورتی برہمن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں میرے والد شری ارون کمار جی بڑے تاجر تھے ہم لوگوں کا کلکتہ کے ایک بڑے بازار میں چمڑے کی جیکٹ، پرس وغیرہ کا کاروبار تھا میں سب سے بڑا بھائی ہوں مجھ سے چھوٹے دو بھائی اور بہن ہیں ایک بہن اور ایک بھائی زیر تعلیم ہیں، میں نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے میرا ارادہ انگریزی میں پی ایچ ڈی کرنے کا تھا مگر میرے والد کی بیماری اور ان کے انتقال کی وجہ سے مجھے اپنی تعلیم چھوڑنی پڑی اور دوکان پر بیٹھنا پڑا بعد میں مجھ سے چھوٹے بھائی بھی دوکان میں بیٹھنے لگے، میری ایک بڑی بہن جو مجھ سے دو سال بڑی تھی شادی کے دو سال بعد انتقال کر گئیں، وہ مجھے بہت پیار کرتی تھیں۔

سوال: آپ اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ذرا بتائیں؟

جواب ۱۹۹۷ء میں میرے والد کے پیٹ میں درد ہوا کئی روز تک شدید تکلیف ہوئی بعد میں جانچوں کے بعد ڈاکٹروں نے بتایا کہ ان کی آنت میں کینسر ہے آپریشن ہوا کچھ وقت کے لئے فوری آرام ہو گیا مگر پھر تکلیف بڑھی اور ڈیڑھ سال سخت تکلیف کے بعد ۱۶ مارچ ۱۹۹۹ء میں ان کا دیہانت (انتقال) ہو گیا، ان کے کریا کرم میں بڑا بیٹا ہونے کی وجہ سے مجھے ہی آگ لگانی تھی آگ لگانے اور جلانے کا درشیہ (منظر) میرے لئے بڑا تکلیف دہ تھا اس کریا کرم اور اس میں پنڈتوں کے ڈھونگ سے اور ایسے غم کے موقع پر طرح طرح کے مطالبات سے مجھے ہندو دھرم سے نفرت سی ہو گئی، مگر یہ نفرت ایسی نہیں تھی کہ میں کوئی بڑا قدم اٹھاتا، پانچ مہینے بعد میری بہن کو دماغی بخار ہوا اور وہ ایک مہینے بیمار پڑ کر انتقال کر گئی وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتی تھی مجھے بھی اس سے حد درجہ محبت تھی وہ چھ سات مہینے کی حاملہ تھی ان کی انتیشٹھی (یعنی مرنے کے بعد کی آخری رسومات) کے لئے ہم شمشان لے کر گئے وہاں کے پجاری پنڈت جی نے لاش کو دیکھ کر کہا کہ اس عورت کے پیٹ میں بچہ ہے، اس کو تو جلایا نہیں جا سکتا اس کو تو گاڑنا (دفن) کرنا ہو گا اس بچہ کو اسکے پیٹ سے نکالو، میں نے پنڈت جی سے کہا کہ اب مری ہوئی اس بہن کا پیٹ پھاڑا جائے گا؟ ہم سے یہ نہیں ہو گا، انہوں نے کہا تو پھر ہمارے شمشان میں یہ نہیں ہو سکتا، ہم نے کہا کہ ہم خود جلا لیں گے، انہوں نے کہا کہ شمشان سے باہر کہیں اور اس کا کریا کرم کر لو، میں نے رشتہ داروں سے اصرار کیا کہ کہیں دوسری جگہ لے چلتے ہیں مگر وہ نہ مانے کہ یہ دھارمک بندھن (مذہبی پابندیاں) ہیں انکو ماننا چاہئے اتنے سارے لوگوں کے سامنے میری نہ چلی اور میرے سامنے میری بہن کو ننگا کر کے اس کا پیٹ چیرا گیا اور اس کا بچہ نکالا گیا، میرا دل بہت ٹوٹ گیا اور میں ہندو دھرم کو تھوک کر کلکتہ سے آ گیا اور گھر بار چھوڑ آیا کچھ دن پٹنہ رہا وہاں ایک ڈاکٹر صاحب کے یہاں چھوٹے سے نرسنگ ہوم پر اسپتال میں ملازمت کر لی ڈاکٹر

صاحب مسلمان تھے چندروز بعد جب بے تکلفی ہوئی تو میں نے ان سے اپنی دکھی داستان سنائی، وہ بہت متاثر ہوئے اور مجھے اسلام قبول کرنے کا اور مجھے دہلی جانے کا مشورہ دیا میں جامع مسجد گیا شاہی امام عبداللہ بخاری سے ملا، انہوں نے کچھ مؤقر لوگوں کی تصدیق مانگی جو میرے پاس نہیں تھی، اسکے بعد میں ابوالفضل جماعت اسلامی کے دفتر گیا وہاں مولانا لوگوں نے مجھ سے بہت سوالات کیے پریشاں حالی اور ذہنی انتشار کی وجہ سے شاید میں انکو مطمئن نہیں کرسکا اور ان کو شک ہوا اسلئے وہ مجھے کلمہ پڑھوانے میں دیر کرتے رہے، دوروز میں وہاں رہا، مجھے بھی چوروں اور مجرموں کی طرح تفتیش سے تکلیف ہوئی اور میں وہاں سے چلا آیا تین ماہ تک میں کسی روزگار کی تلاش کے لئے اور قبول اسلام کے لئے بہت سے مولانا اور اماموں کے پاس گیا، مگر نہ جانے کیوں ہر آدمی ڈرتا رہا، میں نے پٹنہ واپسی کی سوچی اس لئے کہ نہ مجھے کوئی روزگار مل سکا اور نہ ہی چھتیس لوگوں کے پاس جانے کے باوجود مجھے کسی نے کلمہ پڑھوایا میں نے چار روز مزدوری کی اور کرائے کے پیسوں کا انتظام کرکے پٹنہ واپسی کے ارادہ سے نئی دہلی اسٹیشن ٹرین آنے میں دیر تھی پلیٹ فارم پر میری ملاقات جوالا پور ہردوار کے ایک مولانا اسلم صاحب سے ہوئی بات بات میں تعارف ہوا مولانا سمجھ کر میں نے ایک بار ان سے بھی اپنے اسلام قبول کرنے کے ارادہ کو ظاہر کیا اور اتنے لوگوں کے پاس جانے کے باوجود ناکامی پر اپنے دکھ کا اظہار کیا انھوں نے تعجب کیا کہ آپ سے کسی نے پھلت کا پتہ نہیں بتایا میں نے کہا پھلت میں کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ پھلت جائیں آپ کو کسی فکر کی ضرورت نہیں اور انہوں نے ساتھ چلنے کے لئے کہا اور کہا میں آپ کو پھلت مولانا کلیم صاحب سے ملا کر پھر جوالا پور چلا جاؤں گا بیچارے میرا ٹکٹ لیکر خود واپس کرکے آئے اور میرا ٹکٹ خود خریدا اور کھتولی پہنچے دوسری سواری سے دن چھپنے کے بعد پھلت پہنچے مولانا کلیم صاحب باہر اپنی بیٹھک میں بیٹھے ہوئے تھے وہ

ہمارے ساتھ جانے والے مولانا صاحب کو جانتے تھے جاتے ہی مولانا سے میرا تعارف کرایا مولانا کلیم صاحب نے مجھ سے معلوم کیا کہ آپ نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا؟ میں نے کہا کہ بہت سوچ سمجھ کر، جب میں اتنے روز سے دھکے کھا رہا ہوں اتنے لوگوں کے پاس جا چکا ہوں تو کچھ سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہوگا، مولانا کھڑے ہوگئے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے آپ کھڑے کھڑے کلمہ پڑھنا چاہتے ہیں تو کھڑے کھڑے پڑھ لیجئے ورنہ بیٹھ جائیے ، میں بیٹھ گیا فوراً پڑھوایا بعد میں اس کا ترجمہ کہلوایا اور میرا نام معلوم کر کے میرا اسلامی نام محمد انس رکھ دیا۔ الحمدللہ

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: آپ کے والد صاحب کے پیار سے گلے لگانے اور بغیر کسی تحقیق اور تفتیش کے پہلے مرحلہ میں مجھے کلمہ پڑھوانے سے میری ساری تھکن دور ہوگئی ، اتنی جگہ ور در مارے مارے پھرنے کا غم بالکل ڈھل گیا اور مجھے ایسا لگا جیسے میں تو مسلمان ہونے کے لئے پیدا کیا گیا تھا بلکہ جیسے جیسے میں اسلام کو سمجھتا اور مانتا گیا مجھے یہ محسوس ہوتا گیا کہ میں فطرتاً مسلمان ہی پیدا ہوا تھا، جو غلط ماحول میں رہنے کی وجہ سے میں کچھ روز ہندو رہا، ۲۴ مئی ۲۰۰۰ء کو جس روز میں نے اسلام قبول کیا مولانا صاحب کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے بعد میں مولانا صاحب نے لوگوں سے میرا تعارف کرایا، مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی کہ صبح سے آج وہاں ۹ لوگ اسلام قبول کرنے آچکے ہیں اور اس سے زیادہ حیرت اس بات پر ہوئی کہ مجھ سے پہلے آٹھ اور میں خود نواں تھا، ہم ۹ میں سے ایک آدمی کو بھی کسی مسلمان نے اسلام کی دعوت نہیں دی تھی، کسی کو اسلام کی کسی چیز میں کشش محسوس ہوئی، کسی کو خود اسلام کو پڑھنے کا شوق ہوا اور اکثر کو اپنے مذہب کے اندھ وشواسوں اور اندھی رسموں سے ری ایکشن (انفعال) نے اسلام کی طرف آنے کو کہا، مولانا صاحب

نے بتایا کہ ان ۹ کے علاوہ صبح تڑکے فیروز پور کی ایک بہن کو مولانا صاحب نے فون پر کلمہ پڑھایا ان کا نام آشا تھا، مولانا صاحب نے ان کا نام عائشہ رکھا۔

سوال: اس کے بعد آپکی تعلیم وتربیت کا کیا ہوا؟

جواب: جوالا پور والے مولانا صاحب رات کو چلے گئے، مولانا کلیم صاحب نے مجھ سے کہا کہ یہاں آپ کا گھر ہے اطمینان سے رہئے، انشاء اللہ کل آگے کے لئے مشورہ کریں گے، ۲۵ مئی کو مولانا صاحب سے کچھ مہمان ملنے آئے، مولانا صاحب نے کل صبح فون پر جن بہن کو کلمہ پڑھوایا تھا انکا قصہ بتایا کہ وہ پھلت آکر کلمہ پڑھنا چاہتی تھی مگر میرے دل میں آیا کہ موت زندگی کا کچھ پتہ نہیں، اسلئے فون پر ہی کلمہ پڑھنے کے لئے اصرار کیا وہ پھلت آکر کلمہ پڑھنے پر اصرار کرتی رہی مگر میں نے بہت اصرار کیا وہ مان گئی اور آج مالیر کوٹلہ سے ایک بہن کا فون آیا کہ وہ عائشہ بہن جن کو کلمہ پڑھوایا گیا تھا ان کا رات میں انتقال ہوگیا، خود مولانا صاحب پر اس کا بڑا اثر تھا مجھ پر بھی بڑا اثر ہوا میں نے مولانا صاحب کی کتاب آپ کی امانت آپ کی سیوا میں پڑھ لی تھی مجھ پر بجلی سے کوندگئی اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے مرگیا ہوتا ہو میرا کیا ہوتا؟ اور ان سبھی لوگوں پر غصہ بھی آیا کہ ایک منٹ کے کلمہ پڑھوانے کے کام میں اتنا ڈرتے رہے، میں نے مولانا صاحب سے اس کا اظہار بھی کیا اور کہا کہ اگر اس دوران میری موت آجاتی تو میرا کیا ہوتا؟ مولانا صاحب نے مجھے تسلی دی کہ آپ تو ارادہ اور پکے نیت سے چل رہے تھے تو آپ نے جب ارادہ کرلیا تھا اس وقت سے مسلمان ہوگئے تھے آپ کی موت اگر آتی تو ایمان پر آتی اور مجھے سمجھایا کہ زمانہ خراب ہے بہت سازشیں چل رہی ہیں لوگ دھوکہ دیتے ہیں اس لئے لوگ احتیاط کرتے ہیں اگر آپ ان کی جگہ ہوتے تو آپ ان سے زیادہ احتیاط کرتے میں نے ان سے کہا کہ آپ نے فوراً کلمہ کیوں پڑھوادیا تو کہنے لگے ہم تو دیہاتی گنوار لوگ ہیں، گاؤں

کے لوگوں کو اتنا ہوش نہیں ہوتا کہ بہت دور کی سوچیں ہم تو سوچتے ہیں کہ جو ہوگا دیکھا جائیگا آج تو ہم اپنا دل خوش کرلیں کہ ہمارا خونی رشتہ کا ایک بھائی ہمارے سامنے کفر وشرک اور اس کے نتیجہ میں دوزخ کی آگ سے بچ کر اسلام اور جنت کے سائے میں آ گیا ہے کل کو اللہ مالک ہے سازش ہوگی یا جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا۔

جواب: مولانا صاحب نے مجھے جماعت میں وقت لگانے کا مشورہ دیا، میں نے کہا آپ جو کہیں میں تیار ہوں تیسرے روز مجھے مولانا صاحب دہلی لے گئے میرے ساتھ دو نومسلم ساتھی اور بھی تھے مولانا صاحب کے بہنوئی ہم تینوں کو مرکز نظام الدین لے گئے اور ایک جماعت میں ہمارا نام لکھوایا جو اگلے روز صبح کو ۱۰ بجے فیروز آباد جانی تھی صبح کو امیر صاحب نے ساتھیوں کو اکٹھا کیا ہمارے ساتھ سہارنپور کے گاؤں کے ایک ساتھی عبداللہ بھی تھے انہوں نے ایک ساتھی سے بتلا دیا کہ ہم تینوں نومسلم ہیں، انہوں نے امیر صاحب سے بتا دیا امیر صاحب ہمیں میوات کے ایک میاں جی جو جماعتوں کے بھیجنے کے ذمہ دار ہیں انکے پاس لے گئے انہوں نے ہم سے معلوم کیا کہ آپ نے قانونی کاروائی کرالی؟ ہم نے بتایا کہ ہم آ کر کرائیں گے، انہوں نے ہمیں جماعت میں جانے سے روک دیا کہ آپ واپس جائیں ہم تینوں ساتھیوں کو بہت تکلیف ہوئی ہم لوگوں نے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے ہمارے تیسرے ساتھی ذرا غصہ والے تھے بلال بھائی جو آگرہ کے پاس فتح پور کے رہنے والے تھے وہ کہنے لگے کہ اپنے گھر چلو، یوں کب تک دھکے کھاتے رہیں گے؟ میں نے ان سے کہا کہ نہیں یہ شیطان ہمیں اسلام سے محروم کرنا چاہتا ہے، ہمیں پھلت جانا چاہئے ہم لوگ پھلت پہنچے مولانا صاحب تین روز کے بعد سفر سے لوٹے ہمیں پھلت میں دیکھ کر بہت پریشان ہوئے پوچھا آپ لوگ جماعت سے کیوں آ گئے؟ میں نے سارا

واقعہ سنایا اور مجھے بہت رونا آیا، مولانا صاحب نے پھر مجھے گلے سے لگالیا اور ہم سے کہا کہ آپ نے یہ کیوں بتایا کہ ہم نومسلم ہیں آپ نومسلم کہاں ہے؟ پیارے نبی ﷺ کی بات کو سچا جاننا ہی تو اسلام وایمان ہے ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر پیدا ہونے والا اسلامی فطرت پر یعنی مسلمان پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اسکو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، تو آپ تو پیدائشی مسلمان ہیں اور بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہوتا ہے تو آپ نومسلم کہاں ہیں؟ پیدائشی مسلمان نومسلم کہاں ہوتا ہے؟ آپ کچھ روز کے لئے مرتد ہو گئے تھے، ہندو بن گئے تھے، آپ نے ہی غلطی کی کہ اپنے کو نومسلم کہا، آپ دیکھیں گے کہ ہر بچہ کسی بھی مذہب کا ہو اسکو دفنایا جاتا ہے جلایا نہیں جاتا اللہ نے انتظام کیا ہے کہ اس کے مسلمان ہونے کو وجہ سے اسکو دفنایا جاتا ہے آپ کی بہن کے پیٹ سے بھی بچہ کو نکلوا کر جلنے سے بچایا گیا کہ نہیں؟

مولانا نے اس کے بعد مرکز کے لوگوں کی مجبوری سنائی اور کچھ واقعات سنائے کہ کچھ لوگوں نے سازش کر کے جھوٹا اسلام ظاہر کیا اور پھر بعد میں پولیس کچہری ہوتی رہی، اسلئے وہ احتیاط کرنے لگے، ان کو ایسا ہی کرنا چاہئے، ہم لوگ مطمئن ہوئے اور غیر آدمی کی طرف سے اس طرح صفائی اور ہر ایک کو بے قصور وار ٹھہرانے کی بات نے میرے دل میں بہت جگہ بنالی رات کو میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ کے ساتھ دو چار روز رہ کر میں نے یہ محسوس کیا کہ اگر آپ سے کوئی شیطان کی بھی شکایت کرے گا تو آپ اسکو بھی بے قصور اور اس کی مجبوری ثابت کر دیں گے، مولانا صاحب نے کہا کہ میں نے زندگی میں تجربہ کیا کہ کسی بھی برے سے برے آدمی کی جگہ جب میں اپنے کو کھڑا کرتا ہوں کہ میں ایسے گھرانے میں پیدا ہوتا اور ایسے ماحول میں تربیت پاتا اور میری سوچ اور فکر اس طرح کی نہیں ہوتی تو دشمن سے دشمن آدمی کو بھی معذور پاتا ہوں بلکہ مجھے تو اکثر خیال ہوتا ہے کہ

میں اس سے زیادہ برا ہوتا، مولانا صاحب نے کہا کہ یہ بات آپ کی تسلی یا اپنی انکساری کی وجہ سے نہیں کر رہا ہوں بلکہ بہت تجربہ کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں۔

سوال: اس کے بعد پھر کیا ہوا؟ آپ جماعت میں نہیں گئے؟

جواب: اگلے روز بھائی عبدالرشید دوستم کے ساتھ ہم لوگ میرٹھ کچہری گئے تین لوگوں کو ایک ساتھ دیکھ کر منشی سراج صاحب بھی پریشان ہو گئے کہنے لگے حضرت سے کہنا کہ ایک ساتھ اتنے لوگوں کو نہ بھیجا کریں کل دو تین لوگ آئے تھے دو روز پہلے دو آئے تھے بہر حال انہوں نے قانونی کاروائی پوری کی دو روز کے بعد پھر ہم مرکز پہنچ گئے جماعت میں نام لکھوالیا الگ الگ جماعتوں میں نام لکھ دیئے گئے ہم نے کسی کو نہیں بتایا کہ ہم نومسلم ہیں سارا وقت بخیر وعافیت لگا، جماعت سے واپس آئے تو معلوم ہوا کہ بلال کو میاں جی نے پہچان لیا تم تو نومسلم ہو دو چار روز پہلے آئے تھے اس نے کہا نہیں ہم تو پیدائشی مسلمان ہیں، بہت دیر تک بحث ہوئی پھر انہوں نے کاغذات دکھائے اور وہ بھی جماعت میں گئے ہماری جماعت کے امیر صاحب زیادہ پڑھے لکھے نہیں تھے اردو بھی بہت اٹک اٹک کر پڑھتے تھے انہوں نے ہمیں نماز یاد کرادی ایک نوجوان سے کچھ اردو بھی پڑھ لی مگر یہ میرے اپنے شوق کی وجہ سے ہوا، ہمارا جماعت میں وقت زیادہ اچھا نہیں گزرا، مجھے جماعت میں اس کا احساس ہوا اور روز بروز تقاضا بڑھتا چلا گیا کہ ہم مسلمانوں کو دسترخوان اسلام پہ آنے والے مہمانوں کے لئے ایک تعلیم وتربیت کا نظام قائم کرنا چاہئے اگر ان نئے مسلموں کی تعلیم وتربیت اور معاشرتی مسائل کے حل کا نظام بنالیا جائے تو خود بخود وہ اپنے خاندانوں کے لئے اسلام کی دعوت کا بہترین ذریعہ ہوں گے پھر ہمیں دعوت کے لئے زیادہ کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اسلام ایک روشنی ہے وہ خود اپنے اندر بڑی کشش رکھتی ہے اس سلسلے میں کوئی تربیت کا نظام ہو اس کی بڑی ضرورت ہے جماعت میں بھجوانا اس کا مکمل

حل نہیں البتہ کچھ فائدہ تو ہو ہی جاتا ہے۔

سوال: اب آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی شادی ہوگئی ہے کہ نہیں؟

جواب: میں آج کل پونہ میں رہ رہا ہوں بجنور ضلع کے ایک مولانا صاحب ایک بیکری کا کاروبار کرتے ہیں وہ مجھے مولانا کے حکم سے اپنے ساتھ لے گئے تھے مولانا نسیم ان کا نام ہے ان کی بیکری میں منیجر کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں الحمدللہ میں نے قرآن بھی پڑھ لیا اور اردو بھی سیکھ لی ہے مولانا صاحب کہتے تھے کہ میری کوئی لڑکی نہیں ہے ورنہ میں تمہاری شادی ان سے کر دیتا ہمارے بیکری کے قریب ایک لڑکی کلکتہ کی رہنے والی تھی کپڑے کے شوروم میں استقبالیہ ریسپشن پر کام کرتی ہے ایک دو بار کپڑا خریدنے گیا بنگالی ہونے کی وجہ خیریت معلوم کی اس کے ماں باپ کا انتقال ہوگیا تھا شادی شدہ بھائیوں میں وہ بالکل داسیوں کی طرح زندگی گزار رہی تھی میں نے مولانا نسیم صاحب سے اس کو ملوایا اور اس کو دعوت دی وہ تیار ہوگئی مولانا نسیم صاحب نے اس کو اپنی بیٹی بنالیا اور میری شادی اس سے کر دی الحمدللہ وہ بہت اچھی مسلمان ہے ملازمت چھوڑ دی ہے، مولانا نسیم صاحب کی اہلیہ سے اسلام کی تعلیم حاصل کر رہی ہے دو ماہ پہلے میرے ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کا نام میں نے ابوبکر رکھا میرا ارادہ ہے کہ اس کو عالم حافظ بنائیں گے میری اہلیہ بھی جن کا نام فاطمہ ہے اس کے لئے تیار ہے آپ دعا کر دیجئے وہ اچھا داعی بنے۔

سوال: الحمدللہ آپ مطمئن ہیں گھر والوں کیلئے بھی آپ نے کچھ سوچا؟

جواب: میرے چھوٹے بھائی جو کاروباری ہیں ان کی شادی ہوگئی ہے وہ آج بھی میرا احترام کرتے ہیں دو چھوٹے بھائی بہن میرے پاس آگئے ہیں بھائی نے انٹر کا امتحان دیا ہے بہن نے گیارہویں کا امتحان دیا ہے الحمدللہ دونوں نے کلمہ پڑھ لیا ہے مجھے امید ہے میرے باقی دونوں بھائی بھی اسلام قبول کرلیں گے وہ مجھ پر بہت اعتماد کرتے ہیں میری

والدہ نابینا ہوگئی ہیں وہ ذرا مذہب کے سلسلے میں سخت ہیں مگر وہ مجھے بہت محبت کرتی ہیں۔

سوال : بہت بہت شکریہ بات لمبی ہوگئی آپ سے تو بہت باتیں کرنی چاہئیں مگر خیر آئندہ پھر ایک ملاقات کریں گے دوبارہ آپ ادھر آئے تو میرے فون پر مجھے اطلاع کردیں، بتایئے کہ آپ ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں سے یا قارئین ارمغان سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب : میں تو اپنی ضرورت ہی پیش کرسکتا ہوں کہ دوسرے مذاہب سے ان اسلام کی طرف آنے والوں کی تربیت اور ان کے معاشرتی مسائل کا نظام بنانا دعوت کی اولین ضرورت ہے اس کے لئے ہمارے بڑوں کو سوچنا چاہئے اور یہ کوئی مشکل کام بھی نہیں ہے بس ایک ٹیم کھڑی ہوجائے جو مدینے کی مواخاۃ سے سبق لے کر بس یہ کام شروع کردے اگر ایک مسلمان، ایک آدمی یا ایک گھرانے کی ذمہ داری لے لے کہ ان کی تربیت کرے گا اور تھوڑی سی رہنمائی اس کے روزگار کے سلسلے میں کرے اور وقتی طور پر کسی کام میں لگا کر بس ضمانت لے لے تو یہ کام آسانی سے ہوسکتا ہے بڑا سرمایہ اکٹھا کرکے اجتماعی نظام تو واقعی ذرا مشکل ہے مگر یہ دوسرا طریقہ بہت آسان ہے۔

سوال : بہت بہت شکریہ۔ ہمارے لئے دعا کریں۔

جواب : ہمارے لئے بھی دعا کریں۔

حفاظت جس سفینے کی انھیں منظور ہوتی ہے
کنارے پر انھیں خود لا کے طوفاں چھوڑ جاتے ہیں

مستفاد از ماہنامہ ارمغان مئی ۲۰۰۴ء

۵۱ اسلام میں سچائی پا کر میں نے اسلام قبول کیا

جناب ڈاکٹر قاسم صاحب ﴿پرمود کیسوانی﴾ سے ملاقات

میرا پیغام تو بس یہ ہے کہ اسلام جب ایک سچائی ہے اور یہ سچائی جب سب کے لئے ہے تو اس کو سب تک پہنچانا چاہئے، انسان تو سچائی کے سامنے بے بس ہوتا ہے، اس کی مجبوری ہے کہ وہ سچائی کو قبول کرے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ڈاکٹر محمد قاسم : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ڈاکٹر صاحب، آپ کا ذکر اکثر ابی سے سنتے رہتے تھے اور اپنے دلچسپ دعوتی تجربات کے ذیل میں آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے، آپ سے ملاقات کا اشتیاق تھا، آپ سے آج خوب ملاقات ہوگئی۔

جواب : ہاں مجھے بھی مولانا صاحب کی فیملی والوں سے ملاقات کا اشتیاق تھا۔

سوال : شاید آپ کے علم میں تو نہیں ہوگا کہ ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ''ارمغان'' کے نام سے نکلتی ہے، تقریباً دو سالوں سے دعوتی کام کرنے والوں کے نفع کیلئے اسلام میں آنے والے نو واردوں کے انٹرویو شائع کئے جا رہے ہیں، مجھے خود یہ خیال تھا کہ آپ سے ضرور اس کے لئے انٹرویو لیا جائے۔

جواب : میری باتیں دعوت کا کام کرنے والوں کے لئے کیا سود مند ہو سکتی ہیں، ابھی تو

میری اسلام میں ابتدائی زندگی ہے۔

سوال: آپ کی زندگی تو واقعی ہم سب کے لئے قابل رشک ہے پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میرا پرانا نام پرمود کیسوانی تھا، میں گوہاٹی کا یستھ گھرانے میں ۷ ا جنوری ۱۹۷۴ء کو شری ہنس راج کیسوانی کے گھر میں پیدا ہوا، ابتدائی تعلیم انگریزی میڈیم اسکول میں ہوئی، پھر گوہاٹی میں کمپیوٹر سائنس سے بی ایس سی کیا، اس کے بعد دہلی سے کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی میں گولڈ میڈل حاصل کیا اور نیویارک میں کمپیوٹر سافٹ ویئر میں پی ایس ڈی کیا، میرے بڑے بھائی ڈاکٹر ونود کیسوانی بہت اچھے سرجن ہیں، نیویارک میں رہتے ہیں، میرے والد سائنس کے لیکچر رتھے، میرے نیویارک کے قیام کے دوران ان کا انتقال ہو گیا تھا، اب آج کل میں امریکہ کی ایک سافٹ ویر کمپنی کی گڑگاواں برانچ کا ڈائرکٹر ہوں۔

مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کا کرشمہ دکھا کر اس زمین سے اوپر ایک الگ عالم میں ۶ فروری ۲۰۰۳ کو ہدایت سے نوازا، میں نے ایسی جگہ اسلام قبول کیا کہ شاید پوری دنیا میں بس ہم دو لوگوں کے علاوہ کسی کو وہاں ہدایت نہ ملی ہو۔

سوال: کچھ کچھ تو ہم نے بھی سنا ہے، مگر آپ خود اپنی زبان سے واقعہ سنایئے؟

جواب: بچپن سے ہمارا گھرانہ ہندو مذہبی گھرانہ تھا، پہلے ہمارے دادا اصل میں لکھنؤ کے رہنے والے تھے، وہ ملازمت کے سلسلہ میں گوہاٹی چلے گئے تھے اور وہیں پر مقیم ہو گئے، ہمارے گھرانہ میں اردو خصوصاً لکھنؤ کی تہذیب کا خاصا اثر ایک عرصہ تک گوہاٹی میں رہنے کے باوجود تھا، انگریزی میڈیم اسکول میں پڑھ کر میرا مذہب سے تعلق ذرا کمزور پڑا، پھر دہلی میں کچھ ایسا ماحول ملا کہ وہاں مذہب کی بات کرنا تو گویا دیہاتی اور گنوار یا فنڈامنٹلسٹ (بنیاد پرست) ہونا سمجھا جاتا تھا، سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ نیویارک میں ایم

ڈی کرنے چلا گیا، وہاں تو مذہب اور خاص کر ہندو مذہب سے آستھا بالکل اٹھ گئی، میرے نیویارک کے قیام کے دوران ۱۱ر ستمبر کا واقعہ پیش آیا، اس واقعہ سے ٹی وی، اخبارات اور دوسرے میڈیا نے مسلمانوں کو دہشت گردی خصوصاً (Islamic terrorism) اسلامی دہشت گردی کا بہت چرچا کیا، میرے ذہن میں اس وقت مسلمانوں کے سلسلہ میں بس اتنی بات تھی کہ مسلمان پرانے زمانے کی داستانوں میں یقین رکھنے والی ایک بے حقیقت اور پسماندہ قوم ہے، مگر ۱۱ر ستمبر کے بعد مسلمان کچھ ہیں، کیا ہیں، اسلام کیا ہے، کیوں اس کو ماننے والے اس قدر اس سے تعلق رکھتے ہیں اور اتنی بڑی قربانیاں کیوں دیتے ہیں، خصوصاً مسلمانوں اور اسلام سے دنیا کو کیا کیا خطرہ ہے اور یہ دنیا کے امن کے دشمن کس طرح ہیں؟ اس طرح کے سوال عام طور پر پوری مغربی دنیا خصوصاً امریکہ میں رہنے والوں کے دماغ میں اٹھ رہے تھے ایک زمانہ میں میڈیا سے تعلق رکھنے والا کوئی امریکہ کا آدمی کم از کم کسی داڑھی والے مسلمان سے خوف زدہ ہونے لگا تھا، میرے اسلام قبول کرنے سے چھ روز پہلے میں نیویارک میں تھا، اپنی بھتیجیوں کو ایک پارک میں لے کر گھومنے گیا تو وہاں ایک داڑھی والے مسلمان ملے، تو فوراً بچہ میرے پاس آگیا اور ڈر سے بولا، انکل اسامہ ہے، بچہ کے اس جملہ سے میری ذہنیت اور مغربی دنیا میں رہنے والے ہر آدمی کی کیفیت کو سمجھ سکتے ہیں میں کمپنی کے کام سے ہیڈ آفس گیا تھا، ایرانڈیا سے میرا ٹکٹ تھا، مجھے دبئی سے کچھ آفس کے لئے خریداری کرنی تھی اور ایک کمپنی کی شاخ کو دینا تھا، دبئی پانچ روز قیام کرکے ۶ جنوری ۲۰۰۳ء کو میں ایرانڈیا کے جہاز پر سوار ہوا، تقریباً آخر تک میرے برابر والی سیٹ خالی رہی، بالکل اخیر میں ۲۰ منٹ پہلے آپ کے ابی میرے برابر والی سیٹ پر آئے، میں نے ان سے ہاتھ ملایا، ان سے تعارف حاصل کیا تو انھوں نے کلیم صدیقی اپنا نام بتایا، ان سے پتہ معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ دہلی کے پاس رہتا

ہوں، میں نے ان کا استقبال کیا اور چھیڑنے اور چٹکی لینے کے لئے ان سے کہا: ویری گڈ، بہت اچھا، میرا نام اسامہ ہے، شاید ان کو میری بات پر ہنسی نہیں آئی، انھوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ کا نام اسامہ ہے، میں نے کہا کہ اصل میں چار پانچ روز پہلے نیویارک میں اپنے بھتیجے کو لے کر پارک میں گھومنے گیا تھا، وہاں ایک ڈاڑھی والے صاحب آ گئے تو بچہ ڈر کر بھاگا اور بولا، انکل اسامہ ہے، مولانا صاحب نے مجھے بعد میں بتایا کہ آپ کا طنز سن کر ذرا سی دیر کو میرا دل دکھا، مگر میں نے دل میں سوچا کہ تین گھنٹے ساتھ بیٹھنا ہے اگر اللہ نے لاج رکھی تو آج آپ کا نام اسامہ رکھ کر ہی جہاز سے اتریں گے۔

جہاز کی پرواز کرنے سے پہلے میں نے اپنا تعارف کرایا اور مولانا صاحب سے تعارف معلوم کیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ عجمان (یو اے ای) میں ایک عربی اور اسلامی سینٹر چلاتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ پھر تو آپ مذہب کے بارے میں خوب جانتے ہوں گے؟ میں بہت زمانے سے کسی مذہب کے جاننے والے سے باتیں کرنا چاہتا ہوں، اچھا رہے گا، آپ سے باتیں ہو جائیں گی، مولانا صاحب نے کہا: مذہب تو بڑی چیز ہے اس کے بارے میں سب کچھ جاننا تو بڑی بات ہے، البتہ جتنا میں جانتا ہوں آپ سے باتیں کر کے خوشی ہوگی۔

جہاز نے پرواز شروع کی اور میں نے باتوں کا سلسلہ جاری رکھا، میں نے مولانا صاحب سے سوال کیا کہ یہ بتایئے کہ مذہب والے کہتے ہیں کہ اس سنسار کو بنانے والا اور چلانے والا ایک بھگوان (ایشور) ہے، وہ سنسار کو بنانے والا ہے وہی سنسار کے سارے کام چلا رہا ہے اب تو سائنس کا زمانہ ہے ہر خیال کو ترکوں (دلیلوں) پر پرکھا جاتا ہے، آپ کے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ وہ مالک ہے اور سنسار کا بنانے والا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا کہ آپ کمپیوٹر سائنس میں ڈاکٹر ہونے کے باوجود پرانے زمانہ کی ایک جاہل بڑھیا

جیسی بات بھی نہیں سمجھتے، جس سے جب کسی آپ جیسے نے سوال کیا کہ ماں یہ بتا کہ اس سنسار کو بنانیوالا اور چلانے والا کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ بیٹا اس سارے سنسار کو چلانے والا صرف اور صرف ایک مالک ہے، سوال کرنے والے نے پوچھا کہ ماں یہ بات آپ کس طرح کہتی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میرے چرخہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے، سوال کرنے والے نے معلوم کیا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ میں چرخہ چلاتی ہوں تو چلتا ہے اور اگر رک جاتی ہوں تو رک جاتا ہے اور میں اکیلے چرخہ چلاتی ہوں تو چرخہ بھلی طرح چلتا ہے اور سوت کاتتا ہے اور اگر ایک چھوٹے بچے نے سوت کی انٹی کو ہاتھ لگایا تو سوت الگ اور سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، اس سے مجھے پتہ لگا کہ جب ایک چھوٹا سا چرخہ بغیر کسی کے چلائے نہیں چلتا تو یہ کائنات، سورج، چاند، دن رات، گرمی، برسات، سردی کا پورا چرخہ ضرور کوئی چلانے والا چلا رہا ہے، ضرور اس کا چلانے والا کوئی ہے اور وہ اکیلا ہے، اس لئے کہ ذرا سی بچی میرے چرخے پر انگلی لگا دے تو سارا سوت کاتنے کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے، تو اگر ایک کے علاوہ کئی خدا ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

مولانا صاحب نے بتایا کہ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ ایک خدا کے علاوہ کئی خدا ہوتے تو سرشٹی (کائنات) میں جھگڑا اور فساد ہو جاتا لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (۱۷رکوع۲) ترجمہ: اگر ان دونوں (زمین و آسمان) میں اللہ کے علاوہ کوئی معبود ہوتے تو دونوں جھگڑ پڑتے۔

اگر کئی بھگوان ہوتے یا دیوی دیوتاؤں کو کچھ اختیار ہوتا تو روز آسمان زمین میں فساد رہتا، ایک کہتا کہ اب دن بڑا ہوگا دوسرا کہتا کہ نہیں چھوٹا ہوگا، ایک کہتا سردی ہوگی دوسرا کہتا کہ نہیں گرمی ہوگی، ایک کہتا کہ بارش ہوگی دوسرا کہتا کہ نہیں دھوپ نکلے گی، ایک

نے اپنے اپاسک (پوجا کرنے والے) سے کسی چیز کا وعدہ کرلیا تو دوسرا اس کے خلاف کرنے کو کہتا، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ سنسار کا سارا نظام اتنے نظم وضبط کے ساتھ سلیقہ سے چل رہا ہے، یہ پورا نظام یہ بتا رہا ہے کہ اس کا بنانے اور چلانے والا صرف اور صرف ایک مالک ہے۔

مولانا صاحب نے کہا کہ اس اکیلے مالک نے ساری دنیا کے سردار انسان کی فطرت اور اس کے نیچر میں یہ خوبی رکھی ہے کہ کسی بنی ہوئی چیز کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کو پہچانتا اور اس کی بڑائی کو سمجھتا ہے، آپ دیکھیں جب آپ کوئی اچھا کھانا کھاتے ہیں تو کھانے کے ذائقہ اور اچھائی سے زیادہ آپ کا ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ کھانا کس نے بنایا؟ کوئی اچھا سلا ہوا کپڑا دیکھتے ہیں تو فوراً آپ کا سوال یہ ہوتا ہے کہ کس نے سیا ہے؟ کوئی اچھی تعمیر دیکھتے ہیں تو فوراً یہ خیال آتا ہے کہ یہ تعمیر کس نے کی؟ غرض کسی مصنوع سے انسان اس کے صانع کو اور مخلوق سے اس کے خالق کو پہچاننے کا فطری جذبہ رکھتا ہے، ایسے بڑے سنسار کی ایسی پیاری پیاری چیزیں، یہ ستاروں سے جگمگ آسمان، یہ چاند اور سورج، یہ دن اور رات، یہ زمین یہ پھل یہ پھول، یہ پہاڑ یہ سمندر، یہ جانور یہ پرندے، یہ پتنگے، یہ سب بتا رہے ہیں اور آپ کا اور ہمارا دل ودماغ یہ خود کہہ رہا ہے کہ اس کا بنانے والا کوئی بڑا حکیم اور علیم خدا ہے۔

مولانا صاحب کی اس سادہ مثال میں ایسی بڑی بات سمجھانے سے میں اندر سے بہت متاثر ہوا کہ یہ شخص مذہبی ہے مگر بڑے ترک (دلیل) کے ساتھ بات کرنے والا ہے، میں نے ان سے دوسرا سوال کیا کہ چلئے یہ بات تو میرا دل اندر سے کہتا ہے کہ سنسار کا کوئی بنانے والا اور چلانے والا ہے، ایشور اور خدا ضرور ہے، مگر یہ بات تو کسی بھی طرح ٹھیک نہیں لگتی ہے کہ گیتا کو مانو، قرآن کو مانو، بائبل کو مانو، اس نے انسان کو بدھی دی ہے،

اپنی عقل سے سوچ لے اور مان لے، مولانا صاحب نے کہا کہ واہ جی واہ ڈاکٹر صاحب! آپ بھی خوب آدمی ہیں، وابجپئی کو تو مانتے ہیں کہ بھارت کا کوئی چلانے والا ہے مگر بھارت کے سنودھان (آئین) کو نہیں مانتے، جب اس کائنات اور دنیا کا کوئی مالک ہے تو پھر اس کا قانون ہونا بھی ضروری ہے، انسانوں کے لئے زندگی گذارنے کا وہ قانون جو اکیلے مالک نے اپنی طرف سے طے کیا ہے اس کو مذہب کہتے ہیں، اس طرح مذہب کو ماننے بغیر مالک اور خدا کو ماننے کا کوئی تصور ہی نہیں۔

مولانا صاحب نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کے لئے سب سے ضروری بات سمجھنے کی یہ ہے کہ وہ مالک جس نے آپ کو اور سارے انسانوں کو پیدا کیا وہ اس دنیا کا اکیلا مالک اور بادشاہ ہے، جب وہ مالک اکیلا ہے تو وہ سچا قانون اور دین جو اس کی طرف سے بھیجا گیا ہے وہ بھی صرف ایک ہی ہوگا، انسان کو اللہ نے عقل دی ہے یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس اکیلے سچے دھرم کو معلوم کرکے اس کو مانے اور اس اللہ نے اپنی آخری کتاب میں یہ بات صاف بتائی ہے کہ وہ سچا دھرم اور دین صرف اسلام ہے اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَامُ جب سے آدمی پیدا ہوا ہے تب سے آج تک اسلام ہی اکیلا سچا دین ہے، جو انسان اس اکیلے سچے مالک کو اور اس کے بنائے ہوئے سچے دین اسلام کو نہ مانے، وہ اس دنیا میں غدار اور اسے اس سنسار کی کسی بھی چیز سے فائدہ اٹھانے کا اختیار نہیں، اس کو اللہ کی زمین کی نیشنلٹی ہی نہیں ملے گی اور باغی یا غدار کی سزا پھانسی یا ہمیشہ کی جیل ہے، اس مالک کے یہاں بھی غیر ایمان والے کو ہمیشہ نرک کی جیل ہے اور اس دنیا میں بھی وہ جب چاہے سزا دے سکتا ہے، ورنہ موت کے چیک پوسٹ پر جب اس دیش سے پرلوک کے دیش میں انسان جائے گا تو اللہ کا امیگریشن اسٹاف وہاں سب سے پہلے ایمان ہی کو چیک کرے گا، یہ کہکر مولانا صاحب نے میرے ہاتھ پکڑ لئے اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے

ساتھ سفر کر رہے ہیں، یوں بھی میرا ایمان ہے کہ ہم سب ایک ماں باپ کی اولاد اور خونی رشتہ کے بھائی ہیں اور اب تو آپ میرے ہم سفر ہیں اور ہم سفر کا بڑا حق ہوتا ہے اس لئے آپ سے محبت کی بات کہتا ہوں کہ موت کا کچھ پتہ نہیں کہ کب آجائے اس لئے اس سے اچھا کوئی وقت نہیں ہوسکتا کہ آپ مسلمان ہوجایئے اور کلمہ پڑھ لیجئے۔

میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ کی باتیں تو مجھے بہت لوجک لگ رہی ہیں اور میں ضرور سوچوں گا مگر یہ دھرم بدلنا کوئی مذاق تھوڑی ہے کہ اتنی جلدی فیصلہ کرلیا جائے، مولانا صاحب نے کہا کہ یہ فیصلہ بہت جلدی کرنے کا ہے، ڈاکٹر صاحب آپ مجھے ستایئے نہیں، فوراً کلمہ پڑھ لیجئے۔

میں نے مولانا صاحب سے کہا کہ آپ مجھے وقت دیجئے، مولانا صاحب نے کہا وقت نکل چکا فوراً کلمہ پڑھئے۔ اس لئے امریکہ کا ایک طیارہ کولمبیا جاتے ہوئے ابھی چار روز پہلے گرا ہے، اگر ہمارا جہاز بھی اترتے ہوئے خدانہ کرے حادثہ کا شکار ہوگیا تو پھر کہاں وقت رہے گا، دیر تک مولانا صاحب مجھے سمجھاتے رہے اور بار بار بیتاب ہوکر کہتے کہ دیر نہ کریں جلدی مسلمان ہوجائیں، نہ جانے آپ کی موت آجائے یا میں مرجاؤں۔

اسلام کے اکیلے سچے مذہب ہونے پر مولانا صاحب نے ہمارے ملک بھارت کے نظام حکومت کی مثال دی اور اب سے پہلے کے سارے وزیراعظموں کو بھی سچا بتاکر باجپئی جی کے زمانہ کے قانون کو ماننا ضروری بتاکر، میرے دل کو مطمئن کردیا۔

مرنے کے بعد کے سورگ اور نرک پر جب میں نے شک جتایا کہ مرنے کے بعد کس نے دیکھا ہے آدمی مرگیا گل سڑ گیا؟ تو انھوں نے پہلے تو سچے نبی کی زبان اور سچے قرآن کی بات کہی، پھر ایک مچھلی کا قصہ مثال کے طور پر سنایا، جس سے میرا دل بہت مطمئن ہوا، میرے دل میں اچانک خیال آیا تو میں نے مولانا صاحب سے سوال کیا کہ

اچھا یہ بتایئے کہ مسلمانوں کو اپنے دھرم اور مذہب کی باتوں پر جو وشواس اور یقین ہوتا ہے وہ ہم ہندوؤں کو کیوں نہیں ہوتا؟ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ یقین اور وشواس انسان کا سچ پر جمتا ہے، جھوٹ پر انسان کے اندر شک رہتا ہے، کیوں کہ قرآن اسلامی اصول، اس کو لانے والے آخری رسول اور ان کی زندگی (اتہاس) کے واسطہ سے ہمارے پاس بہت پکی سند کے ساتھ موجود ہے، اس لئے ہمیں اسلام کی ہر بات پر اندر سے یقین ہوتا ہے، اسلام اور قرآن ایسے سچے نبی کے واسطہ سے ہم تک پہنچا ہے جس کو دشمن بھی **الصادق الامین** (سچا اور ایماندار) کہتے تھے بلکہ اس کا نام ہی سچا اور ایماندار ان لوگوں نے رکھ دیا تھا۔

میرے دل کو یہ بات بہت لگی، بار بار مولانا صاحب مجھ سے اسلام قبول کرنے اور مسلمان ہونے کے لئے کہتے، مگر دھرم بدلنا اتنا آسان کام نہیں تھا، جب وہ بار بار کہتے رہے تو میں جان بچا کر اٹھ کر پیشاب کے بہانے جہاز کے ٹائلیٹ میں چلا گیا، ٹائلیٹ سے واپس آکر میں سیٹ پر واپس آنے کے بجائے ایک طرف کھڑا ہو کر دیر تک سوچتا رہا، کہ یہ آدمی میرا کوئی رشتہ دار نہیں، اس کو مجھ سے کچھ لالچ نہیں، ایسا پڑھا لکھا اور ترک سے بات کرتا ہے، میں ایک ڈاکٹر تعلیم یافتہ آدمی ہوں، جب میرا دل و دماغ سو فیصد اس کی باتوں سے مطمئن ہے، تو مجھے فیصلہ کرنے میں یہ سوچنا کہ سماج کیا کہے گا جہالت ہے، یہ نیا زمانہ ہے اور ہر آدمی کم از کم مجھ جیسا سائنس میں پی ایچ ڈی کرنے والا تو سو فیصد آزاد ہے اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے اس سچے اور بھلے آدمی کی اس درد بھری پیشکش کو ٹھکرانا نہیں چاہئے۔

مولانا صاحب نے مجھے بتایا کہ دوبئی کے سفر میں وہ بہت دکھی تھے، آپ جب اٹھ کر گئے تو میں نے اپنے مالک سے تڑپ کر دعا کی کہ میرے اللہ! جب آپ ہی دلوں کو

پھیرنے والے ہیں، تو ان کا دل اسلام کے لئے کھول دیجئے، آپ کے دل شکستہ بندے کا دل بہت دکھا ہوا ہے میرے اللہ ذرا سا خوش کر دیجئے۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد کیا ہوتا، فیصلہ اوپر سے ہو چکا تھا، بہت اعتماد اور عزم کے ساتھ میں سیٹ پر پہنچا، مجھے آج بھی اس عزم کا مزہ محسوس ہوتا ہے، جیسے کوئی سپہ سالار ایک دنیا فتح کر کے بیٹھا ہو، میں نے مولانا صاحب سے کہا مجھے مسلمان کر لیجئے، مولانا صاحب نے میرے ہاتھ چوم لئے اور خوشی سے مجھے کلمہ پڑھایا، میرا اسلامی نام محمد قاسم رکھا اور مجھے بتایا کہ یہ اسلام اب آپ کی ملکیت نہیں بلکہ امانت ہے اور آپ قاسم ہیں، ہمارے نبی کا ایک لقب قاسم تھا، اب سب تک پہنچانا ہے، جہاز میں اعلان ہوا کہ اب ہم دہلی پہنچ رہے ہیں، جہاز اترا، ہم دونوں اپنے ملک ایک مذہب کے ساتھ آسمان سے اترے، میں نے اپنے بیگ سے وہ مٹھائی کا ڈبہ نکال کر اور چاکلیٹ اور بسکٹ نکال کر مولانا کو خوشی سے پیش کیا جو میں اپنے خاندانی دھرم گرد کے لئے لے کر آیا تھا اور خوشی خوشی میں گڑگاؤں پہنچا۔

اس کے بعد ایک لطیفہ سناتا ہوں، مولانا صاحب کو پھلت جا کر یہ خیال آیا کہ مجھے پرمود کا نام اسامہ رکھنا تھا، انھوں نے مجھے فون کیا کہ غلطی سے میں نے آپ کا نام محمد قاسم رکھ دیا، آپ نے تو اپنا نام اسامہ رکھا تھا، آپ اپنا نام اسامہ رکھ لیں، میں نے کہا نہیں مولانا صاحب، اسامہ نام رکھ کر لوگ مجھے جینے نہیں دیں گے، حضرت محمد صاحب کا ایک نام قاسم ہے وہ اسامہ سے بہت اچھا ہے، مولانا صاحب نے ہنس کر فون رکھ دیا۔

سوال: آپ نے قاسم نام رکھنے کا کیا حق ادا کیا؟

جواب: میں تو کچھ حق ادا نہیں کر پایا، البتہ میرے اکیلے بھائی امریکہ میں رہتے ہیں بڑے ڈاکٹر ہیں ان کے لئے ہدایت کی دعا کرنی شروع کی تھی، ستمبر میں ان کا خط آیا کہ وہ

اپنے نرسنگ ہوم کی ایک نرس سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے ہیں اور انھوں نے اس سے شادی بھی کرلی ہے، یہ ان کی دوسری شادی ہے۔

سوال: آپ کی بھابھی کی طرف سے مخالفت نہیں ہوئی؟

جواب: فون پر بات ہوتی رہتی ہے شروع شروع میں تو وہ بہت برہم تھیں، ہندوستان واپس آنا چاہ رہی تھیں، مگر اب یہ معلوم ہوکر حیرت ہوئی کہ اس مسلمان نرس کی خدمت اور اخلاق سے متاثر ہوکر وہ بھی مسلمان ہوگئی ہیں۔

سوال: واقعی آپ کی باتیں بڑے مزے کی ہیں، آپ کو اللہ نے زمین اور آسمان کے درمیان ہدایت نصیب فرمائی آپ نے شروع میں بتایا تھا کہ ہم دو آدمیوں کو یہ سعادت ملی، دوسرا آدمی کون ہے؟

جواب: مولانا نے مجھے بتایا تھا کہ ان کے پیر مولانا علی میاں صاحب نے بھی جہاز میں کسی کو کلمہ پڑھوایا تھا۔

سوال: آپ نے اسلام کے مطالعے کے لئے کیا کیا؟

جواب: میں نے گڑ گاؤں میں ایک مولانا صاحب سے رابطہ کیا روز رات کو ایک یا آدھے گھنٹہ کے لئے جاتا ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے قرآن شریف پڑھ لیا ہے، جنازے کی نماز تک پوری نماز یاد ہوگئی ہے اور روزانہ کسی نہ کسی کتاب کو بھی پڑھتا ہوں۔

سوال: آپ کی شادی کا کیا ہوا؟

جواب: اللہ کا شکر ہے میرا رشتہ ایک دیندار مسلم پڑھے لکھے گھرانے میں ممبئی میں ہوگیا ہے۔

سوال: واقعی آپ کا بہت بہت شکریہ! ڈاکٹر صاحب، اخیر میں ارمغان کے واسطے سے مسلمانوں کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: میرا پیغام تو بس یہ ہے کہ اسلام جب ایک سچائی ہے اور یہ سچائی جب سب کے لئے ہے تو اس کو سب تک پہنچنا چاہئے، انسان تو سچائی کے سامنے بے بس ہوتا ہے، اس کی مجبوری ہے کہ وہ سچائی کو قبول کرے۔

سوال: بہت بہت شکریہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: واقعی شکریہ تو آپ کا ہے کہ آپ نے مجھے عزت بخشی۔ وعلیکم السلام

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان، مارچ ۲۰۰۵ء

(۵۲) نماز پڑھ کر اللہ سے مانگا، اللہ نے دیا

محترمہ خیر النساء صاحبہ ﴿شالنی دیوی﴾ سے ایک ملاقات

> مجھے صرف دو باتوں کی دھن ہے، ایک تو یہ کہ ہمارے مسلمان بھائی، بہن،، جن کو باپ دادوں سے اسلام مل گیا ہے انھیں اس پیارے دین کی قدر نہیں کی بلکہ افسوس ہوتا ہے کہ دین کی باتوں کو وہ بوجھ سمجھتے ہیں، جیسے پردہ، نماز وغیرہ کو، وہ اس نعمت کی قدر کریں، اپنے اللہ اور رسول پر یقین کریں اور ایمان کے بعد اس کی مدد کو دیکھیں اور جب وہ ایمان کی اہمیت کو نہیں سمجھتے تو ان کو اس کا درد اور فکر نہیں کہ کوئی ایمان پر مرے یا بغیر ایمان دوزخ میں جائے ہمیں پوری انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم

خیر النساء : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : آپ کا نام؟

جواب : خیر النساء

سوال : آپ کہاں کی رہنے والی ہیں؟ کچھ اپنا تعارف کرائیں۔

جواب : میں تھانہ بھون کے قریب ایک گاؤں کی رہنے والی ہوں، میرا پرانا نام شالنی دیوی تھا، میرے والد کا نام چودھری بلی سنگھ تھا، میری شادی ہریانہ میں پانی پت ضلع کے

ایک قصبہ میں کرپال سنگھ سے ہوئی، اپنے پہلے شوہر کے ساتھ چودہ سال رہی اب سے آٹھ سال پہلے میرے اللہ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا، اللہ کے شکر سے میرے پانچ بچے ہیں جو میرے ساتھ مسلمان ہیں۔

سوال: اپنے اسلام لانے کے بارے میں کچھ بتائیں؟

جواب: مجھے بچپن ہی سے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی مورتیوں کی پوجا دل کو نہیں بھاتی تھی۔ میں پیڑ پودوں، پھولوں، چاند ستاروں کو دیکھتی تو سوچتی کہ ایسی خوبصورت اور سندر چیزوں کو بنانے والا کیسا سندر ہوگا ہماری سسرال کے گاؤں میں یوپی کے بہت سے مسلمان کپڑے وغیرہ کی تجارت کے لئے آتے تھے، وہ مجھے ایک مالک کی پوجا اور اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ کی باتیں بتاتے، میرے ساتھ میرے بچے بھی بڑی دلچسپی سے انکی باتوں کو سنتے، ان کے جانے کے بعد میرے چھوٹے چھوٹے بچے مجھ سے باتیں کرتے کہ ماں! ہم سب مسلمان ہوتے تو کتنا اچھا ہوتا، کچھ دنوں کے بعد میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرلیا اور گنگوہ کے علاقہ کے دو مسلمانوں کے ساتھ میں جا کر اپنے بچوں سمیت مسلمان ہوگئی۔

سوال: اسلام لانے کے بعد آپ کے سسرال والوں اور مائیکے والوں کی طرف سے مخالفت نہیں ہوئی؟

جواب: اسلام کا نام آتے ہی میرے گھر والوں اور سسرال والوں نے قیامت برپا کردی میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بے حد ستایا، ہم سبھی کو جان سے مارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، مگر موت وزندگی کا مالک ہماری حفاظت کرتا رہا میرے اللہ پر مجھ کو بھروسہ رہا اور ہر موڑ پر میں مصلے پر جا کر فریاد کرتی رہی اور اللہ نے ہر موڑ پر میری مدد کی۔

سوال: گھر اور سسرال کے لوگوں کی طرف سے آپ کی دشمنی اور اللہ کی مدد کی کچھ باتیں

بتائے۔

جواب: میں کس منہ سے اپنے مالک کا شکر ادا کروں، میرے گھر والوں اور سسرال والوں نے (جو بڑے زمین دار بھی تھے اور بڑے طاقتور بھی) مجھے منانے کی ہر ممکن کوشش کی، دو چار روز تو وہ سمجھاتے رہے اور جب میں نے ان کو فیصلہ سنایا کہ میں مر تو سکتی ہوں مگر اسلام سے نہیں پھر سکتی تو پھر انھوں نے میرے ساتھ بڑی سختی کی، مجھے پیڑ سے ٹانگ دیا گیا، دسیوں لوگ مجھے لاٹھی ڈنڈوں سے پیٹتے تھے، مگر وہ لاٹھیاں نہ جانے کہاں لگ رہی تھیں میں اپنے مالک سے فریاد کرتی تھی اور مجھے ایسا لگا کہ مجھے نیند آ گئی یا میں بے ہوش ہو گئی، بعد میں مجھے ہوش آیا تو پولیس وہاں موجود تھی اور وہ لوگ بھاگ گئے تھے، مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس پٹائی میں اپنی لاٹھی سے میرے چچا اور جیٹھ کے ہاتھ ٹوٹ گئے، وہ میرے بچوں کو مجھ سے چھین کر لے گئے، میرے بڑے بیٹے جس کا نام میں نے عثمان رکھا ہے، اسکو گھر لیجا کر بہت مارا، دو روز کے بعد وہ جان بچا کر گھر سے چلا گیا، تھانہ بھون اپنے ایک مسلمان دوست کے یہاں وہ پھر پکڑا گیا، اسکو مارنے کے لئے بدمعاشوں کے ساتھ میرے گھر والے آ گئے، تیرہ سال کا بچہ اور آٹھ دس لوگ چھرا چاقو لے کر اسے جان سے مارنے لگے، اس بچے نے چھری چھیننے کی کوشش کی اور جان بچانی چاہی، نہ جانے کس طرح ان میں سے ایک آدمی کے پیٹ میں وہ چھری گھس گئی اور وہ فوراً مر گیا، اتنے میں ایک بس آ گئی، بس والے نے بس روک دی، سواریاں اتریں تو وہ لوگ سب بھاگ گئے، وہاں ایک لڑکا جس کے سارے جسم پر زخم تھے اور ایک آدمی مرا ہوا پڑا ہوا تھا، پولیس آ گئی اور لڑکے کو جیل بھیج دیا، جیل میں پٹائی ہوتی رہی، لڑکے نے صاف بیان دیا کہ چھری چھینتے ہوئے میرے ہاتھ سے اس کے پیٹ میں گھس گئی لڑکے کو آگرہ جیل میں بھیج دیا گیا، میں راتوں کو مصلیٰ پر پڑی رہتی، میں نے اپنے سہارے کے لئے طالب نام کے ایک آدمی سے نکاح

کرلیا، عورتیں مجھے ڈراتیں، مسلمان عورتیں بھی مجھے چڑھاتیں کہ تیرے بچے اب تجھے ملنے والے نہیں اور تیرے بچے کی ضمانت کوئی نہیں کرے گا۔

میرا بچہ عثمان آگرہ جیل میں نماز پڑھتا اور دعا کرتا، ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک پردہ آسمان سے آیا اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ بی بی فاطمہ آسمان سے عثمان کی ضمانت کرانے آئی ہیں، ایک ہفتہ کے بعد آگرہ کی ایک بڑی دولت والی عورت نے عثمان کی ضمانت کرائی، وہ مظفر نگر آیا کرتی تھیں، ضمانت ہوگئی تو میں نے دین سیکھنے کے لئے اسکو جماعت میں بھیج دیا میں اپنے چار بچوں کی وجہ سے رویا کرتی اور میرے بچے بھی بہت تڑپتے، میری بڑی بچی چھپ کر نماز پڑھتی، اس کو نماز پڑھتا دیکھ کر میری سسرال والوں نے اس پر مٹی کا تیل ڈال دیا اور آگ جلانی چاہی مگر میرے اللہ نے بچایا چار بار دیا سلائی جلائی مگر ایک بال بھی نہیں جلا، میرے جیٹھ دیوروں نے مشورہ کرکے کھیر پکائی اور کھیر میں زہر ملا دیا، وہ میری دونوں بڑی بچیوں کو کھلائی، مگر کچھ بھی نہ ہوا، میری جٹھانی نے یہ سوچا کہ زہر تھا ہی نہیں، اس نے کھیر چکھی اور فوراً مرگئی۔

میرا بیٹا عثمان جماعت سے آیا، میں اور وہ پانی پت کے پاس سے ایک جگہ جا رہے تھے، ہمیں سسرال والوں نے گھیر لیا، گولیاں چلائیں، گولیاں بچ بچ کر نکل جاتی تھیں ۲۳ فائر انھوں نے کئے ۲۳ واں فائر ان میں سے ایک آدمی کے لگا اور وہ مرگیا۔

میں اپنے اللہ سے اپنے بچوں کو مانگا کرتی، میرے اللہ مجھے میرے بچے مل جائیں، ایک روز ایک مولانا غوث علی شاہ مسجد میں آئے، انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا قصہ سنایا کہ اللہ نے فرعون کے گھر سے ان کو ان کی ماں سے کیسے ملوایا، میں گھر گئی اور سجدہ میں پڑگئی، میرے اللہ جب تو موسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ کی ماں کی گود میں پہنچا سکتا ہے تو میرے بچوں کو مجھ سے کیوں نہیں ملاسکتا، میں تجھ پر ایمان لائی ہوں، میں فریاد کرنے کس

سے جاؤں، میں تیرے علاوہ کسی سے فریاد نہیں کروں گی، ساری رات سجدہ میں پڑی رہی میری آنکھ لگ گئی، کوئی کہہ رہا ہے اللہ کی بندی خوش ہو جا، تیرے بچے تیرے ساتھ ہی رہیں گے صبح کو میرا بچہ عثمان پانی پت سے کرنال کے لئے بس اڈے گیا اس نے دیکھا کہ تینوں بہنیں چھوٹے بھائی کے ساتھ بس سے اتریں، وہ موقع دیکھ کر اندازے سے پانی پت آرہی تھیں، چاروں کو لے کر وہ خوشی خوشی گھر آیا، میں پھر ساری رات سجدہ میں پڑی رہی، میرے مالک آپ کتنے اچھے ہیں آپ کتنے پیارے ہیں، اپنی دکھیاری بندی کے بچوں کو خود ہی بھیج دیا، اس کے بعد سے پانچ چھ بار ایسا ہوا کہ میری سسرال کے لوگ مجھے اور میرے بچوں کو تلاش کرتے ہیں، ہم ان کو دیکھ لیتے ہیں، مگر ایسا لگتا ہے کہ وہ اندھے ہو جاتے ہیں، مجھے ہر موڑ پر میرے مالک نے سہارا دیا، میں اس مالک کے کس منہ سے گن گاؤں۔

سوال: آپ نے اپنے بچوں کی تربیت کا کیا انتظام کیا؟

جواب: میرے لڑکے عثمان نے قرآن شریف پڑھ لیا، ہر سال جماعت میں جاتا ہے، اب کام کر رہا ہے، میں دم کر کے بھیج دیتی ہوں اور بے فکر ہو جاتی ہوں کہ حفاظت کرنے والا مالک اس کی حفاظت کرے گا۔

میری دو بڑی لڑکیوں کی شادی اللہ نے کرادی ہے دونوں لڑکے بہت دیندار اور نیک ہیں، میری بچیاں بھی بہت پکی اور نیک مسلمان ہیں، ان کی شادی کے وقت میرا بیٹا آگرہ جیل میں تھا میرے اللہ نے ضمانت کا انتظام کرا دیا اور اس نے اپنے بہنوں کو خوشی خوشی رخصت کیا، اب وہ اللہ کے شکر سے بری ہو گیا ہے، چھوٹی بچی اور بچہ مدرسہ میں پڑھ رہا ہے۔

سوال: آپ ماشاء اللہ پردہ میں رہتی ہیں اور نماز کی بھی خوب پابندی کرتی ہیں، آپ کو

کیسا لگتا ہے؟

جواب: میں نے ایمان لانے کے بعد قدم قدم پر اپنے مالک کی مدد دیکھی، مجھے نماز میں بہت مزہ آتا ہے، میں نے چھ سال سے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین نہیں چھوڑی، میں نے کیا نہیں چھوڑی، صحیح یہ ہے کہ میرے مالک نے مجھ سے پڑھوائی، مجھے کوئی ضرورت ہوتی ہے تو میں مصلے پر چلی جاتی ہوں اور اپنے مالک سے فریاد کر کے دل کو یقین ہو جاتا ہے کہ اب ضرورت پوری ہو جائے گی اور مشکل حل ہو جائے گی، میں پردہ کو اپنے مالک کا حکم سمجھتی ہوں، مجھے پردہ میں ایسا لگتا ہے کہ میں قلعہ میں آ گئی اور میرے مالک مجھے اس قلعہ میں دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں، مجھے تو عجیب سا لگتا ہے، پورے پانی پت میں بہت کم عورتیں پردہ کرتی ہیں نہ کے برابر، پتہ نہیں ہم کیسے مسلمان ہیں، نہ اللہ پر بھروسہ، نہ یقین، میرا تو ایمان ہے کہ اگر اللہ پر یقین اور ایمان کو مسلمان سمجھ جائیں تو چاند ستارے ساتھ چلنے لگیں۔

سوال: آپ کی بیٹیاں بھی پردہ کرتی ہیں؟

جواب: اللہ کا شکر ہے کہ میری بیٹیاں پکا پردہ کرتی ہیں، ان کو دیکھ کر ان کی سسرال میں بھی پکا پردہ ہونے لگا، بھلا ایسے رحیم و کریم نے ہمیں پردہ کا، ہماری شیطان سے حفاظت کے لئے تحفہ دیا اور ہم اسے دوسرے لوگوں کی طرح قید سمجھنے لگیں، مجھے تو بے پردہ ہندو عورتوں کو بھی دیکھ کر ترس آتا ہے، میں سچ کہتی ہوں، میں نے سنا تھا کہ عورت اپنے اوپر پڑنے والی نگاہوں کو خوب تاڑ لیتی ہے، مجھے تو مسلمان ہونے اور پردہ میں رہنے سے پہلے رشتہ دار اور غیر رشتہ دار ہر مرد کی آنکھوں سے ایسا لگتا تھا کہ یہ کپڑے اتار کر میری عزت لوٹنے والا ہے، مجھے بہت غصہ بھی آتا تھا اور شرم بھی، میرے اللہ نے مجھے ایسا دین دیدیا جس نے مجھے اس عذاب سے بچا لیا۔

سوال: مسلمان بھائی بہنوں سے آپ کچھ کہنا چاہیں گی؟

جواب: مجھے صرف دو باتوں کی دھن ہے، ایک تو یہ کہ ہمارے مسلمان بھائی، بہن،، جن کو باپ دادوں سے اسلام مل گیا ہے انھیں اس پیارے دین کی قدر نہیں بلکہ افسوس ہوتا ہے کہ دین کی باتوں کو وہ بوجھ سمجھتے ہیں، جیسے پردہ، نماز وغیرہ کو، وہ اس نعمت کی قدر کریں، اپنے اللہ اور رسول پر یقین کریں اور ایمان کے بعد اس کی مدد کو دیکھیں اور جب وہ ایمان کی اہمیت کو نہیں سمجھتے تو ان کو اس کا درد اور فکر نہیں کہ کوئی ایمان پر مرے یا بغیر ایمان دوزخ میں جائے ہمیں پوری انسانیت کو دوزخ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے۔

سوال: آئندہ آپ کا کیا پروگرام ہے؟

جواب: میرا ارادہ قرآن شریف حفظ کرنے کا ہے، میں نے بات پکی کر رکھی ہے، مجھے پھلت جا کر قرآن پاک حفظ کرنا ہے اور اپنی دونوں بچوں کو دین کی سپاہی اور دعوت دینے والا بنانا ہے، بڑا بچہ تو کام پر لگ گیا ہے، چھوٹے بچہ کو میں چاہتی ہوں کہ وہ اجمیر والے حضرت کی طرح لاکھوں لوگوں کو مسلمان بنانے میں روزانہ تہجد میں اپنے اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ میرے اللہ تو نے بت بنانے والے کے گھر میں ابراہیم کو پیدا کیا، تیرے لئے کیا مشکل ہے؟ چھوٹے بچے کو مجھے عالم، حافظ اور دین کا داعی بنانا ہے، میرے اللہ میری تمنا ضرور پوری کریں گے انھوں نے میرا کوئی سوال آج تک رد نہیں کیا۔

سوال: بہت بہت شکریہ! آپ ہمارے لئے بھی دعا کیجئے۔

جواب: میں کس لائق ہوں آپ بھی میرے لئے دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے نبی احمد ﷺ کا سچا وارث بنائے۔ آمین۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جون ۲۰۰۳ء

۵۳ ظاہر میں پڑھا کلمہ وہ حقیقت بن گیا

جناب محسن صاحب ﴿رمیش سین﴾ سے ایک ملاقات

اسلام دین فطرت ہے، جس طرح پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح اسلام کی انسان کو ضرورت ہے، کسی پیاسے کو جس کی زبان خشک ہورہی ہو، ہونٹوں پر پیاس کی شدت سے پپڑیاں جم رہی ہوں، آپ ٹھنڈا پانی ہونٹوں تک لائیں تو وہ دھتکارنے کے بجائے جھپٹ کرلے گا اسی طرح اسلام کو دل کے ہونٹوں تک لگانے کی ضرورت ہے، ساری انسانیت کفر و شرک کے جال اور بوجھ کے تلے دبی ہے، اسلام ان کے لئے آزادی ہے، اس لئے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ کی پرواہ نہ کرکے یہاں انسانیت تک اسلام کو ہمیں پہنچانے کو کوشش کرنا چاہئے۔

مولانا احمد اواہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد محسن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : محسن صاحب آپ بہت موقع پر تشریف لائے؟

جواب : جی احمد صاحب! بلاشبہ میں بہت موقع سے آیا، فون پر حضرت سے رابطہ ایک ماہ تک کوشش کے بعد نہیں ہوسکا، تو اللہ کے بھروسے چل پڑا کہ جاکر پڑ جاؤں گا کبھی تو ملاقات ہوگی، مگر اللہ کا فضل کہ ٹرین سے اتر کر فوراً خلیل اللہ مسجد پہنچا کہ اگر حضرت ہوں

گے تو مسجد میں ضرور مل جائیں گے، اللہ کا شکر ہے کہ ملاقات ہوگئی۔

سوال: آپ اپنے مطلب کی بات کہہ رہے ہیں اور میں اپنے مطلب کی، اصل میں آج بائیس تاریخ ہوگئی ہے اور میں ارمغان کے لئے کوئی انٹرویو نہ لے سکا تھا، دو روز کے اندر رسالہ کو پریس میں جانا ہے میں شام سے سوچ رہا تھا کہ کس کو فون کروں، اچانک ابی نے بتایا کہ ایک بہت اچھے دوست بھائی محسن آئے ہیں ان سے جا کر ارمغان کے لئے انٹرویو لے لو؟

جواب: اچھا اچھا، ہاں! حضرت مجھ سے بھی فرما کر گئے ہیں کہ میں کچھ وقت انتظار کروں، احمد ارمغان کے لئے آپ سے کچھ باتیں معلوم کریں گے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی پریچے (تعارف) کرائیے؟

جواب: میں مدھیہ پردیش کے گوالیار ضلع کا رہنے والا ہوں میری پیدائش ایک تاجر گھرانہ میں ۱۹/اپریل ۱۹۶۲ء میں ہوئی میرے والد صاحب کھل چوکر کے تھوک ویاپاری تھے، ان کی زندگی میں کئی اتار چڑھاؤ آئے، کئی بار ان کا کاروبالکل ختم سا ہوگیا، مگر وہ بڑے بہادر اور ہمت والے آدمی تھے، میرے دو چھوٹے بھائی اور ایک بہن ہیں، انٹر میڈیٹ سائنس سے کرنے کے بعد میں نے بی فارما کیا اور پھر میڈیکل اسٹور میرے والد نے مجھ کرادیا، جھانسی میں ہماری ایک پڑھے لکھے پریوار میں شادی ہوگئی، میری اہلیہ ایم ایس سی کرنے کے بعد بی ایڈ کر کے ایک کالج میں لکچرر ہوگئی تھیں، شادی کے بعد ان کی ملازمت کی وجہ سے بہت مشکل رہی اللہ نے مسئلہ حل کر دیا اور ان کا گوالیار میں ٹرانسفر ہوگیا، الحمدللہ ہمارے یہاں دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میرے پڑوس میں ایک دوکاندار اسپیر پارٹس کی دوکان کرتے تھے، ان کا نام

سعید احمد صاحب تھا بڑے اچھے انسان اور مذہبی مسلمان ہیں، ہماری مارکیٹ میں بس وہ اکیلے مسلمان دوکان دار ہیں، مگر مجھ ساری مارکیٹ میں ان سے زیادہ کسی سے مناسبت نہیں تھی، ان کی سسرال بھوپال میں ہے، ان کی سسرال کے لوگ گوالیار آتے تو وہ میرے لئے کچھ نہ کچھ لاتے، ان کی سسرال میں ایک شادی میں ان کی بیوی کے بھائی مجھ کو بہت زور دے کر دعوت دے گئے، بازار کی چھٹی بھی تھی میں نے سعید صاحب کے ساتھ پروگرام بنالیا، بھوپال میں آپ کے والد صاحب حضرت مولانا کلیم صاحب کا پروگرام تھا، سعید صاحب مولانا صاحب سے واقف تھے، ایک اٹارسی کے حاجی صاحب جن کے ہاتھوں پر سیکڑوں لوگ اسلام کے سایہ میں آئے ہیں انکے واسطہ سے حضرت صاحب سے سعید صاحب واقف ہوئے اور ملنے کے لئے بے تاب تھے، مجھ سے ان کا ذکر کرتے تھے، بار بار پھلت چلنے کے لئے کہتے تھے، شادی چھوڑ کر سعید صاحب نے مولانا صاحب سے ملاقات کے لئے تلاش شروع کی، سچی طلب تھی الحمدللہ ایک انجینیر صاحب کے یہاں صبح کو ملاقات طے ہوگئی وہاں مولانا صاحب کو ناشتہ کے لئے بلایا تھا، بہت سے مولانا لوگ بھی ساتھ تھے سعید صاحب اور میں وہاں پہنچے سعید صاحب نے بتایا کہ یہ رمیش سین صاحب میرے، بہت اچھے پڑوسی ہیں بلکہ پڑوسی سے زیادہ بڑے بھائی ہیں، ہم لوگ آپ سے ملنے پھلت آنا چاہتے تھے، ہمارا مقدر کہ گوالیار سے آج ایک شادی میں بھوپال آنا ہوا، آپ کی خبر معلوم ہوئی تو شادی بھول گئے، کل صبح سے تلاش کرتے کرتے آج اللہ نے مراد پوری کی، آپ ان سے کچھ بات کرلیں، مولانا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ پھلت تو آپ کو آنا ہی پڑے گا، یہ رمیش صاحب آپ کے تو ہیں ہی ہمارے بھی بھائی ہیں اور خونی رشتہ کے حقیقی بھائی، مجھ سے بولے رمیش صاحب! ہم سب ایک ماتا پتا (ماں باپ) کی اولاد ہیں نا؟ میں نے کہا جی ہاں اس میں کیا شک ہے، تو بولے کہ ایک ماں

باپ کی اولاد کو ہی تو خونی رشتہ کا حقیقی بھائی کہا جاتا ہے حضرت صاحب نے مالک مکان انجینئر صاحب سے کسی الگ کمرے میں ملاقات کی خواہش ظاہر کی سب لوگوں نے کہا آپ اسی کمرے میں بات کرلیں ہم لوگ باہر چلے جاتے ہیں، سب لوگ چلے گئے تو مولانا صاحب نے مجھ سے کہا: رمیش سین صاحب! آپ ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں اور محبت میں مجھے اچھا ایک آدمی سمجھ کر ملنے کے لئے آئے ہیں، میری ذمہ داری ہے کہ آپ کے لئے جو سب سے زیادہ ضروری اور بھلائی کی بات ہے آپ سے کہوں اور آپ کے لئے جو بہت خطرہ کی بات ہے اس سے خبردار کروں، دیکھئے جس دیش میں آدمی رہتا ہو، اس کے حاکم کو تسلیم نہ کرے اور نہ مانے اور وہاں کے قانون (سنودھان اور کانسٹی ٹیوشن) کو نہ مانے نہ تسلیم کرے وہ باغی اور غدار ہے، اس لئے کسی دیش کے کسی عہدہ پر پر مقرر کرنے سے پہلے ہر شہری کو دیش کے منشور اور سن ودھان کے پرتی وچن بدھتا اور وفاداری کی شپتھ اور حلف دلایا جاتا ہے، یہ پوری کائنات اور سرشٹی کا اکیلا مالک، بادشاہ وہ اکیلا خدا ہے اور اس کا فائنل اور آخری دستور اور منشور قرآن مجید ہے، جو اس نے اپنے آخری رسول اور انتم سندیشٹا حضرت محمد ﷺ پر بھیجا ہے، انسان کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ وہ ہوش سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے غداری سے بچ کر اس اللہ کے اکیلا مالک ہونے اور قرآن کے آخری دستور ہونے کا حلف لے، اس حلف کے بغیر آدمی باغی اور غدار ہے اور اس کو اللہ کی زمین پر چلنے، یہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے، یہاں تک کہ اس کی ہوا میں سانس لینے کا حق حاصل نہیں اور اللہ کے باغی کو جو یہ حلف نہ لے اور کلمہ پڑھ کر ایمان نہ لائے غداری اور بغاوت کے جرم میں ہمیشہ ہمیشہ کی نرک میں جلنا پڑے گا، اس لئے رمیش بھائی اس حلف کو کلمہ شہادت کہتے ہیں میں آپ کو پڑھواتا ہوں آپ یہ سوچ کر کہ اپنے سچے مالک کو حاضر و ناظر جان کر بغاوت سے توبہ کرکے اس کے اور اس کے

قانون قرآن کا پالن کرنے کے لئے یہ حلف لے رہا ہوں سچے دل سے دو لائنیں پڑھ لیجئے، یہ کہہ کر مجھے کلمہ شہادت پڑھوایا، میں نے پڑھا کلمہ پڑھوا کر مولانا نے مجھ سے کہا جو اس کلمہ کو سچے دل سے پڑھ لے اس کو ہی مسلمان کہتے ہیں، اللہ کا شکر ہے آپ مسلمان ہو گئے، اب آپ کو پاک ہونے کے طریقے سیکھنے ہیں، نماز یاد کرنی ہے اور اسلام کو پڑھنا ہے، آپ جب پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سعید صاحب نے آپ کے ساتھ کیسا بھائی ہونے کا حق ادا کیا اور اصل تو مرنے کے بعد اس نعمت کی قدر معلوم ہوگی۔

ناشتہ کا تقاضا تھا سب لوگوں کو بلوا لیا گیا، ناشتہ کے دوران مولانا صاحب نے مجھے کچھ کتابوں کے نام لکھوائے اور اپنی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' انجینئر صاحب سے منگوا کر دی، یا ہادی یا رحیم اور کچھ اور کلمات پڑھنے کے لئے لکھ کر دیے، میں نے مولانا صاحب سے عرض کیا کہ جو دو لائنیں آپ نے مجھے پڑھائی ہیں وہ بھی کہیں مل جائیں گی، پھر میں نے کہا (اور احمد صاحب یہ بالکل میرے اندر کا عجیب حال تھا کہ) کلمہ شہادت پڑھ کر مجھے بالکل ایسا لگا جیسے کہ میں ایک جال اور بندھن میں بندھا تھا، یہ کلمہ پڑھ کر ہزاروں من بوجھ کے تلے سے، بڑے بندھن اور جال سے میں آزاد ہو گیا اور بالکل ہلکا پھلکا میں اپنے آپ کو محسوس کر رہا ہوں۔

سوال: کیا آپ کا نام ابی نے ہی محمد محسن رکھا ہے؟

جواب: مولانا صاحب نے میرے نام کو بدلنے کے لئے نہیں کہا، البتہ قانونی کاروائی کا طریقہ بتایا، بہت دنوں کے بعد میں اپنی پسند سے محسن انسانیت کتاب پڑھ کر محمد محسن نام رکھنے کی خواہش ظاہر کی تو سعید صاحب نے میرا نام محمد محسن رکھا۔

سوال: کیا یہ حالات آپ نے اپنے گھر والوں سے جا کر فوراً بتائیے؟

جواب: ہم لوگ بھوپال سے گوالیار پہنچے، میرا خیال تھا کہ غداری اور بغاوت سے توبہ کر

کے وفاداری کے لئے حلف لینا ہر انسان کی ضرورت ہے، یہ ایک بہت ضروری بلکہ انسان کے لئے سب سے ضروری اور اچھا کام ہے، میں نے جا کر اپنی بیوی سے بتایا اور ان کو بھی کلمہ پڑھنے کے لئے کہا مجھے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس بات سے اس قدر چڑھ جائیں گی، انھوں نے پورے خاندان والوں کو اکٹھا کر لیا اور اس قدر سخت رخ اختیار کیا جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، میں سارے پریوار کے سامنے معافی مانگی اور ان سے وعدہ کیا کہ میں اپنے ہندو دھرم ہی میں رہوں گا، مگر جب میں اکیلا ہوتا تو ضمیر مجھے کچوکے دیتا، کہ ایک مالک کی کائنات میں باغی اور غدار تو کفر وشرک پر اتنے جری اور بہادر اور تو حق پر ہوتے ہوئے اتنا بزدل اور گیدڑ کا گو، اس سے موت اچھی ہے، اندر سے مجھ سے کوئی سوال کرتا کیا اللہ اکیلا اس کائنات کا مالک نہیں؟ کیا قرآن اللہ کا سچا کلام نہیں؟ کیا حضرت محمد ﷺ جیسا کوئی اور ایسا سچا دنیا میں ہوا ہے؟ کیا جنت دوزخ حق نہیں ہے؟ کیا دیوی دیوتا پوجا کے لائق ہیں؟ کیا یہ سب مل کر مکھی بنا سکتے ہیں؟ کیا کفر وشرک پر مر کر ہمیشہ کی دوزخ نہیں ہے؟ یہ سوالات میرے اندر ایک آگ سی لگا دیتے اور بار بار میرا دل چاہتا تھا کہ سارے کفر وشرک کے پرستاروں سے ٹکرا جاؤں۔

سوال: اس دوران آپ نے کچھ اسلام پڑھ لیا تھا؟

جواب: روزانہ ایک کتاب میں اسلام جاننے کے لئے پڑھتا تھا اور میری پیاس بھڑکتی جاتی تھی، اس مطالعہ کی روشنی میں میرے اندر یہ سوالات اٹھتے تھے۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: پھر وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا، میرے ایمان نے مجھے ابھارا اور سارے خداؤں کے پرستاروں سے میں نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور اکیلے خدا کی وفاداری میں آخری سانس تک لڑنے کا میں نے عزم کر لیا، میں نے اپنی بیوی اور اپنے گھر والوں سے کہہ دیا

کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان رہوں گا اور انشاء اللہ مسلمان مروں گا، میں آپ لوگوں کے دباؤ اور رشتوں کی محبت میں اسلام کے کسی چھوٹے سے چھوٹے حکم سے دست بردار نہیں ہوسکتا۔

سوال: اس پر لوگ برہم نہیں ہوئے؟

جواب: کیوں نہیں ہوئے، خوب ہوئے، روز خاندان کے لوگ اکٹھا ہوتے، مجھے بلاتے، سمجھانے کی کوشش کرتے، برہم ہوتے، شروع شروع میں تو، میں بلانے پر چلا جاتا تھا، بعد میں میں نے پنچایتوں میں جانے سے منع کر دیا، گھر والوں نے میرے خلاف اسکیمیں شروع کردیں، میں نے عدالت میں اپنی حفاظت وقبول اسلام کے لئے کاروائی کی، میرے خلاف بہت جھوٹے مقدمے لگائے گئے، چھ بار مجھے زہر دینے کی کوشش کی گئی، کئی لوگوں سے مجھے قتل کرانے کی کوشش کی، مگر میرے اللہ نے مجھے بچایا، فون پر مولانا صاحب سے مشورہ ہوا، مولانا نے کہا اچھا ہے کہ اس طرح کے حالات میں آپ گوالیار چھوڑ دیں، دین کے لئے ہجرت کے بڑے فضائل ہیں، انشاء اللہ آپ کو اجر بھی ملے گا اور راحت بھی، کچھ روز کے لئے میں دہلی آگیا، دہلی میں وقتی مخالفتوں سے تو راحت ملی مگر بہت سی مشکلات بھی سامنے آئیں، میں جو رقم گوالیار سے لے کر آیا تھا ختم ہوگئی اور کوئی کاروبار لگ نہ سکا، ایک کمپنی میں ایم۔ آر کی ملازمت مل گئی تو راحت ہوئی، حضرت کے ایک دوست مجھے راجستھان لے گئے، آج کل راجستھان میں رہ رہا ہوں، الحمد للہ راحت میں ہوں۔

سوال: جس طرح کی مشکلات کا آپ کو سامنا کرنا پڑا اس میں آپ کا حوصلہ نہیں ٹوٹا؟

جواب: بس اللہ کا فضل ہے کہ اس نے سنبھالا، اصل میں گھر والوں اور غیر مسلموں کی طرف سے جو زیادتیاں ہوئیں ان سے تو بڑا حوصلہ بڑھا اور ہمت نہیں ٹوٹی، مگر زندگی میں

چار پانچ بار مجھے پرانے خاندانی مسلمانوں سے ایسی تکلیفیں پہنچیں کہ شیطان نے مجھے بالکل ارتداد میں ڈھکیل دیا تھا، مگر اللہ کا شکر ہے کہ حضرت مولانا جیسا مومن، اللہ کی رحمت کا فرشتہ بن کر ہمارے لئے کفر کی تباہی سے بچانے کا ذریعہ بن گیا، سچی بات یہ ہے کہ میں ایمان اور اسلام کے اہل ہی نہ تھا، میرے اللہ کا کرم ہے کہ اللہ نے اپنے فضل سے سعید صاحب کو ہدایت کا فرشتہ بنا کر ہمارے پڑوس میں بھیج دیا اور اللہ نے اپنی مرضی سے ہدایت عطا فرمائی، مگر واقعی حالات اتنے سخت سامنے آئے کہ اگر اپنے بل بوتے پر ان سے نمٹنا چاہتا تو چند روز میں اسلام کو چھوڑ دیتا، مگر اللہ کی رحمت تھی کہ سالہا سال جمائے رکھا۔

سوال: کچھ خاص باتیں ان میں سے بتائیں؟

جواب: مولانا احمد صاحب، ایمان جتنا قیمتی ہے اللہ نے جس طرح اپنے فضل سے مجھے دیا ہے، اس کے مقابلے میں وہ مشکلات کچھ بھی نہیں، جب مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھوایا تھا تو میں مسلمان ہونے یا دھرم چھوڑنے کی نیت سے تو کلمہ نہیں پڑھ رہا تھا، مگر کلمہ پڑھ کر میں نے جیسا بندھنوں سے اپنے کو آزاد محسوس کیا اس کے لئے اسلام کو میں نے سمجھا، اب اس راہ کی مشکل کو میں بیان کرتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ میں اپنے اللہ کی شکایت کر رہا ہوں، اس لئے مجھے ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے بھی شرم آتی ہے، جب ہر مشکل سے میرا ایمان اور نکھرا بھی ہو۔

سوال: پھر بھی ایک آدھ واقعہ سنائیے؟

جواب: بس اس کے لئے مجھے ابھی معاف کریں، وہ حالات بھی نعمت کے طور پر تھے مگر اب الحمدللہ راحت اور عافیت کی نعمت میں اللہ نے مجھے رکھا ہے، میری بیوی عائشہ بن کر میرے ساتھ ہیں، میرے دونوں بیٹے محمد حسن محمد حسین اور میری بیٹی فاطمہ، اللہ نے بس میرے لئے خاندان میں سب کو ہدایت دے دی ہے، کیا اس انعام کے بعد ایمان کی راہ کی

ان آزمائشوں کا ذکر کرنا، جو ایمان کے عزہ کے لئے عطا کی گئی تھیں کم ظرفی اور ناشکری نہ ہوگی۔

سوال: سنا ہے آپ اس سال عمرہ کے لئے بھی گئے تھے؟

جواب: الحمدللہ ہم دونوں اپنے بچوں کے ساتھ عمرہ کو گئے تھے۔

سوال: وہاں آپ کو کیسا لگا؟

جواب: سچی بات یہ ہے کہ میرے گھر والوں کے لئے اسلام ان کی چاہت وہیں جا کر بنا، ورنہ یہاں تو بس حالات نے انھیں میرے ساتھ آنے پر مجبور کر دیا تھا، عمرے کے بعد الحمدللہ سب کو دین کا شوق ہو گیا ہے۔

سوال: گوالیار میں اپنے خاندان والوں کو ساتھ کچھ آپ کا رابطہ ہے؟

جواب: عمرہ کے بعد کچھ رابطہ شروع کیا ہے، مجھے لگتا ہے کہ حرمین کی دعائیں قبول ہو رہی ہیں، میرے چچازاد بھائی مجھ سے ملنے آنا چاہتے ہیں، میں نے ان کو جولائی میں بلایا ہے، وہ ایک بڑے سرکاری عہدہ پر ہیں، اگر وہ اسلام میں آجاتے ہیں تو سب گھر والوں کو سوچنا پڑے گا، انھوں نے حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت'' پڑھی ہے، ''اسلام ایک پریچے'' بھی میں نے ان کو بھیجی ہے۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے کوئی پیغام؟

جواب: اسلام دین فطرت ہے، جس طرح پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح اسلام کی انسان کو ضرورت ہے، کسی پیاسے کو جس کی زبان خشک ہو رہی ہو، ہونٹوں پر پیاس کی شدت سے پپڑیاں جم رہی ہوں، آپ ٹھنڈا پانی ہونٹوں تک لائیں تو وہ دھتکارنے کے بجائے جھپٹ کرلے گا اسی طرح اسلام کو دل کے ہونٹوں تک لگانے کی ضرورت ہے، ساری انسانیت کفر و شرک کے جال اور بوجھ کے تلے دبی ہے، اسلام ان کے لئے آزادی ہے، اس لئے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈہ کی پرواہ نہ کرکے یہاں

انسانیت تک اسلام کو ہمیں پہنچانے کو کوشش کرنا چاہیئے، بس ارمغان کے پڑھنے والوں کے لئے میری یہی درخواست ہے۔

سوال: شکریہ محسن بھائی، میرا خیال تھا کہ آپ ان آزمائشوں کی کہانی سنائیں گے جو راہ وفا میں آپ کو پیش آئی ہیں، مگر خیر کسی اور موقع پر۔

جواب: معاف کیجئے احمد بھائی، سچی بات یہ ہے کہ میں آج جس حال میں ہوں مجھے نہیں لگتا کہ میں نے آزمائشوں سے گذر کر یہ راہ پائی ہے، اب اس کا ذکر مجھے ناشکری سا لگتا ہے، میرے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس نعمت اسلام کی قدر کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں استقامت بھی عطا فرمائے۔

سوال: دینی تعلیم کے لئے آپ نے کچھ کیا؟

جواب: الحمد للہ پہلے روز سے دین پڑھنا میری پہلی چاہت ہے، الحمد للہ میں نے قرآن مجید پڑھ لیا ہے، اردو خوب پڑھ لیتا ہوں، کچھ لکھ بھی لیتا ہوں، میرے سب گھر والے بھی قرآن مجید پڑھ رہے ہیں، ہم لوگوں نے عزم کیا ہے کہ اول مرحلہ میں اتنا قرآن آجائے کہ ہم اپنے نبی ﷺ کی اتباع میں ایک منزل روزانہ پڑھنے لگیں، میں نے جماعت میں جب سے یہ سنا تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کا معمول سات روز میں قرآن مجید ختم کرنے کا تھا میں نے گھر والوں سے یہ عہد لیا کہ قرآن مجید سات یا پانچ روز میں ضرور ختم کیا کریں گے، میرے بچوں اور بیوی تینوں نے عزم کیا ہے، مجھے امید ہے اس سال کے آخر تک یا کم از کم جنوری سے ہم لوگ اس لائق ہو جائیں گے کہ ہر ایک، ایک منزل روزانہ تلاوت کرے، الحمد للہ ابھی بھی فجر کے بعد ہم پانچوں پابندی سے تلاوت کرتے ہیں، اس کے بعد کچھ ترجمہ یاد کراتا ہوں۔

سوال: ماشاء اللہ بہت خوب اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے، ابی بتارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے

آپ کو مستجاب الدعوات بنایا ہے، آپ کی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں، کوئی واقعہ بتایئے؟

جواب: مولوی احمد صاحب میرے اللہ نے ہر مسلمان بلکہ سچی بات یہ ہے کہ سارے انسانوں سے وعدہ کیا ہے: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا، اللہ کا ہر بندہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے، بس اس کو کارساز سمجھ کر مانگے، یہ بات الگ ہے کہ کسی کے بارے میں مشہور ہو جاتا ہے، ورنہ میرا خیال ہے کہ دنیا میں کوئی آدمی ایسا نہیں، جس کی دعا اللہ نے قبول نہ کی ہو، میرا تو یقین ہے مانگنے کے طریقے سے مانگے جس طرح دنیا میں فقیر مانگتے ہیں، اس طرح سے بھی مانگے اور آدمی اپنا رب سمجھ کر اڑ جائے کہ آج اپنے اللہ سے سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکلواؤں گا، تو رحمٰن ورحیم اللہ، بندے کے گندے اور محتاجی کے ہاتھوں کی لاج رکھتے ہیں، یہ بات بھی سچ ہے کہ عادت اللہ کے خلاف مانگنا نہیں چاہیے، مگر مجھے اعتماد اتنا ہی ہے، میری بیوی کا مسلمان ہونا اور خود لے کر میرے بچوں کو میرے پاس آجانا، اس عورت کا جو مجھے کئی بار زہر دے چکی ہو اور ایسی مسلمان بن جانا، سورج کے مشرق کے بجائے مغرب سے نکلنے سے کم نہیں ہے، اس گندے نے جب بھی دامن احتیاج پھیلا کر خالی ہاتھ اٹھائے اور میرے اللہ نے جھولی بھر دی۔

سوال: واقعی بات تو یہی ہے، بس مانگنے والے ہی نہیں، آپ نے بتایا کہ خاندانی مسلمانوں سے آپ کو کچھ تکلیفیں پہنچیں وہ کس طرح کی تھیں کہ آپ کو اس درجہ ملال رہا؟

جواب: مولوی احمد، بس ان کا ذکر بھی ایسے کریم آقا کی ناشکری لگتی ہے انسان کمزور ہے زبان سے بات نکل گئی اللہ معاف فرمائے، میرے اللہ کا مجھ پر کرم ہی کرم ہے، ایمان مل جانے کے بعد کہاں کی تکلیف اور کہاں کی آزمائش، بس میرے اللہ مجھے شکر گذار بنا دیں، اس کی دعا آپ ضرور کر دیں اور کفران نعمت سے بچائیں۔ آمین۔

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جولائی ۲۰۰۹ء

۵۴ خوش قسمت نو مسلم داعی و عالم دین جس پر گرم لوہے کا بھی اثر نہ ہوا

مولانا محمد عثمان صاحب قاسمی ﴿سنیل کمار﴾ سے ایک ملاقات

میری ایک گذارش ہے کہ ارمغان ایک تحریک ہے جس کا مقصد ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اپنے دعوتی مقصد کے لئے کھڑا کرنا اور عملی میدان میں اتار کر ہم جیسے کفر اور شرک زدہ لوگوں کی فکر کرنا ہے، صرف تائید یا تصویب کر کے یا واہ واہ کر کے گھر بیٹھے رہنے کی ہمیشہ اصحاب ارمغان نے مذمت کی ہے، قارئین کو ارمغان کے قاری کی حیثیت سے اس نسبت کی لاج رکھنی چاہئے اور زندگی میں لوگوں کو کفر سے نکالنے کی عملی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم

محمد عثمان : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : قارئین ارمغان کے لئے آنجناب سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : ضرور فرمائیے، میرے لئے سعادت کی بات ہے۔

سوال : آپ ہمارے ارمغان کے قارئین کے لئے اپنا کچھ مختصر تعارف کرائیں۔

جواب : میرا نام محمد عثمان ہے پلول ضلع فرید آباد (ہریانہ) کے قریب ایک گاؤں میں

ایک غیر مسلم راجپوت گھرانے میں پیدا ہوا، میرا پہلا نام سنیل کمار تھا میرے والد اپنے گاؤں کے ایک معمولی کسان ہیں، فروری ۱۹۹۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا میری عمر اب تقریباً ۲۵ سال ہے، میں نے دینی تعلیم کا آغاز ۱۹۹۲ء میں مدرسہ ہرسولی میں کیا، ناظرہ قرآن پاک کے بعد حفظ شروع کیا، بعد میں دارالعلوم دیوبند میں میں نے حفظ اور عالمیت کی تکمیل کی فالحمد للہ علی ذلک۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے سلسلہ میں کچھ بتایئے؟

جواب: میری زندگی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم ایک نشانی ہے، میرے اللہ نے مجھ گندے کو ہدایت سے نوازنے کے لئے عجیب وغریب حالات اور نشانیاں دکھائیں، گھریلو حالات کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے بعد میں نے تعلیم بند کردی اور کچھ روزگار وغیرہ تلاش کرنا شروع کئے، میری کلاس کا ایک میواتی لڑکا عبدالحمید میرا دوست تھا جو قصبہ ہتھین کے پاس کا رہنے والا تھا، ہم دونوں میں بے انتہا محبت اور دوستی تھی، عبدالحمید بھی گھریلو حالات کی وجہ سے پلول میں کار مکینک کا کام سیکھنے لگا اور کچھ دن کے بعد میں بھی اس کے ساتھ ورکشاپ جانے لگا، عبدالحمید کے والد میاں جی تھے اور وہ ہتھین کے قریب ایک گاؤں میں جمعیت شاہ ولی اللہ کی طرف سے امام تھے۔

اس گاؤں کے پسماندہ مسلمان ۱۹۴۷ء میں اور اس سے پہلے مرتد ہوگئے تھے، یہ وہ علاقہ ہے جہاں حضرت تھانویؒ نے اپنے چند خدام کو دعوت کے کام کے لئے لگایا تھا اور یہاں کام کرنے والوں کے لئے بڑی دعائیں بلکہ بعض بشارتیں بھی سنائی تھیں، اس گاؤں میں کوئی مسجد نہیں تھی، ایک مزار تھا اس مزار کی یہ خصوصیت پورے علاقہ میں مشہور تھی کہ اس پر کبھی کسی نے کوئی تنکا بھی پڑا ہوا نہیں دیکھا ہر وقت انتہائی صاف رہتا ہے، اوپر طاقوں میں کبوتر بھی رہتے ہیں مگر وہ بھی بیٹ نہیں کرتے اسی مزار کے ایک حصہ میں وہ

میاں جی صاحب رہتے تھے بستی کے لوگ ان کو کھانا بھی نہیں دیتے تھے، وہ اکیلے اذان دیتے اور نماز پڑھتے کچھ بچے کبھی کبھی ان کے پاس آجاتے تھے، وہ ان کو کلمہ یاد کراتے وہاں کے مرتد ہوچکے مسلمان بھینسا بوگی سے بھاڑے کا کام کرتے تھے، یہاں ایک مٹی کا بڑا اونچا ٹیلہ تھا یہ سب لوگ وہاں سے مٹی اٹھاتے اور لوگوں کے یہاں ڈالتے، ایک روز دو لوگ یہاں مٹی سے کاٹ رہے تھے اچانک انھوں نے دیکھا کہ وہاں ایک خالی کھوہ میں سفید کپڑا دکھائی دیا، انھوں نے اور آگے سے مٹی ہٹائی تو معلوم ہوا کہ وہ ایک لاش ہے، یہ لوگ ڈرے اور میاں جی کو بلایا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی جن یا پریت ہے، میاں جی آئے انھوں نے دیکھا کہ ایک بزرگ سفید ریش کی میت ہے اور اس طرح پڑی ہے جیسے آج ہی انتقال ہوا ہو، انھوں نے لوگوں سے بتایا کہ یہ کسی اللہ والے مومن کی میت ہے اللہ کے نیک بندوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ مرنے کے بعد ان کو دلہن کی طرح سلا دیا جاتا ہے اور مٹی بھی ان کی حفاظت کرتی ہے، اس واقعہ سے گاؤں والوں پر بڑا اثر ہوا اور ان میں سے خاصے لوگ ارتداد سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے، اپنے بچوں کو بھی میاں جی کے پاس پڑھنے بھیج دیا اور مسجد کے لئے جگہ دی، جو اللہ نے بنوا بھی دی، ایک روز عبدالحمید صاحب اپنے والد کے پاس اس گاؤں میں گئے میں بھی ان کے ساتھ چلا گیا میاں جی کے کھانے کا انتظام کرایا، اتفاق سے پلیٹ ایک ہی تھی، کھانے سے پہلے میاں جی صاحب نے کہا تم ذرا ٹھہرو، میں گاؤں سے دوسری پلیٹ لے آؤں، ہم دونوں نے کہا کہ الگ پلیٹ لانے کی ضرورت نہیں ہم دونوں ایک پلیٹ میں ہی کھاتے ہیں، یہ کہہ کر ہم دونوں کھانا کھانے لگے، میاں جی نے عبدالحمید سے کہا کہ بیٹا جب تم دونوں میں اتنی محبت اور دوستی ہے تو اپنے دوست کو مسلمان کیوں نہیں بنالیتا، یہ کیسی محبت ہے، یہ ہندو مرگیا تو کیا ہوگا؟ یہ کیسی دوستی ہے کہ ایک ہندو ایک مسلمان، کھانے کے بعد عبدالحمید اور ان کے والد نے مجھ سے کلمہ

پڑھنے اور مسلمان ہونے کے لئے بہت خوشامد کی اور اصرار کیا، کئی بار رونے بھی لگ گئے، میں نے ان سے کہا کہ آپ اسلام کا کوئی منتر (کلمہ) مجھے بتایئے میں اس منتر کو پڑھوں گا، اگر میں نے کوئی چمتکار (کرشمہ) دیکھا تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، میاں جی کو جماعت والوں نے ایک دعا یاد کرائی تھی وہ انھوں نے مجھے یاد کرائی، اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّار ترجمہ: اے اللہ مجھے دوزخ سے پناہ دیجئے' اور کہا کہ چلتے پھرتے پڑھا کروں۔

میں نے ان سے کہا کہ اس کا مطبل (مطلب) مجھے بتاؤ، انھوں کہا مطلب تو مجھے بھی معلوم نہیں کل پھلت مفتی رشید صاحب کے پاس جاؤں گا، ان سے معلوم کر کے بتاؤں گا، اگلے روز وہ پھلت گئے میں بھی دوسرے دن شام کو پھلت گیا میں بھی ان سے مطلب معلوم کرنے پہنچا، انھوں نے بتایا کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! اے میرے مالک! مجھے دوزخ (نرک) کی آگ سے بچا، میں نے سوال کیا کہ نرک کی آگ سے بچانے کا کیا مطلب ہے انھوں نے بتایا کہ جو آدمی مسلمان ہوئے بغیر اور ایمان کے بنا مر جائے، وہ ہمیشہ نرک کی آگ میں جلے گا اور جو ایمان پر مرے گا وہ جنت میں جائے گا، میں نے کہا کہ کیا واقعی یہ بات سچی ہے، انھوں نے کہا کہ یہ بالکل سچی ہے، مجھے بہت دکھ ہوا اور میں نے عبدالحمید سے کہا کہ تو میرا کیسا دوست ہے اگر میں اسی طرح مر جاتا تو ہلاک ہو جاتا، تو نے کبھی مجھ سے نہیں کہا، میاں جی نے کہا واقعی بیٹا تم صحیح کہتے ہو، عبدالحمید کو تمہارے ایمان کی بہت فکر کرنی چاہئے تھی، بیٹا اب جلدی کلمہ پڑھ لو، میں تیار ہو گیا وہ مجھے لیکر اگلے روز پھلت مدرسہ گئے مفتی صاحب نے مجھے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد عثمان رکھ دیا، الحمدللہ علیٰ ذالک

سوال : اس کے بعد آپ نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا یا گھر والوں سے چھپائے رکھا؟

جواب: اس کے بعد کا ہی حال سننے کا ہے، تیسرے روز مجھے مفتی صاحب نے قانونی کاروئی کے لئے ایک صاحب کے ساتھ فرید آباد بھیج دیا، میں نے فرید آباد ضلع جج کے سامنے بیان حلفی دے دے، ضلع جج متعصب قسم کے آدمی تھے انھوں نے نابالغ کہہ کر مقامی تھانہ انچارج کے حوالہ کرنے اور تحقیقات کا حکم جاری کردیا، متعلقہ تھانہ کے انچارج جناب اومیش شرما تھے وہ کسی ضروری تفتیش کے لئے جارہے تھے انھوں نے انسپکٹر بلبیر سنگھ کو میرا کیس سونپا اور چلے گئے، بلبیر سنگھ بہت ظالم اور متعصب تھے، انھوں نے مجھے بہت دھمکایا اور بے دردی سے پہلے ہاتھوں سے مار لگائی اور جب میں نے ایمان سے پھرنے سے انکار کیا تو ڈنڈے سے بے تحاشا مارا، جگہ جگہ میرے خون بہنے لگا، میں ہر وقت اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّار پڑھتا تھا مار کھاتے وقت کبھی کبھی زور سے یہ دعا نکل گئی، اس نے کہا یہ کیا پڑھتا ہے اور گالیاں دیں، میں نے دعوت کی نیت سے اسے اس دعا کا مطلب بتایا، اس کو اور بھی غصہ آیا، اس نے دو سپاہیوں کو کہا کہ لوہار کی بھٹی پر جا کر لوہے کے سریے گرم کرو اور لال کر کے لگا کر کے اسکو داغ دو، ہم دیکھیں گے کہ یہ آگ سے کیسے بچے گا اور جب تک یہ اپنے دھرم میں واپس آنے کو نہ کہے اس وقت تک اسکو نہ چھوڑنا، وہ سپاہی پاس میں لوہار کی بھٹی پر گئے اور چار لوہے کے سریے گرم کر کے بالکل آگ کی طرح لال کر کے مجھے لے کر تھانہ میں لائے، میرے اللہ کا کرم ہے دعا پڑھتا رہا، انھوں نے میری شرٹ اتاری اور میری کمر پر سریوں سے داغ دینا چاہا مگر اللہ کا فضل کہ مجھے ذرا بھی اثر نہیں ہوا، وہ سپاہی حیرت میں آگئے اور انسپکٹر بلبیر سے کہا اس وقت تک سریوں کی لالی ختم ہوگئی تھی، جب اس نے دیکھا کہ میری کمر پر کوئی اثر نہیں ہوا، تو اس نے غصہ میں سپاہیوں کو گالی دیتے ہوئے کہا کہ تم سریے گرم کر کے نہیں لائے ہو یہ کہہ کے ایک سریہ اٹھایا، اس کا ہاتھ بری طرح جل گیا، وہ تکلیف کے مارے بے تاب ہو گیا ور دو سپاہیوں کو کہا اسکو سامنے بھگا کر گولی مار

دو ورنہ یہ بہت سارے لوگوں کے دھرم بھرشٹ کردے گا، میں ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں انسپکٹر چلا گیا، وہ دونوں سپاہی مجھے زور دیتے رہے کہ میں دوڑوں، میں کہا میں چور نہیں ہوں مجھے گولی مارنی ہو تو سامنے سے ماردو، یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ تھانہ انچارج جناب اومیش شرما آگئے انھوں نے سارا ماجرا سنا، پولیس والوں کو دھمکایا کہ اس کا وشواس (یقین) ایسا پکا ہے کہ تم گولی بھی ماردوگے تو اس کو نہیں لگے گی، اس نے مجھے کھانا کھلایا اور پھر ایک چارج شیٹ لگا کر رہتک جیل چالان کردیا اور مجھ سے کہا کہ بیٹا تیرے لئے اسی میں بھلائی ہے کہ میں تجھے جیل بھیج دوں ورنہ تجھے کوئی ماردے گا، اللہ کا کرم میری اس مصیبت سے جان چھوٹی اور اللہ کی رحمت پر میرا یقین اور مضبوط ہوگیا۔

سوال: سنا تھا کسی کوتوال نے آپ کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا، اس کا کیا واقعہ ہے؟

جواب: میں آگے سناتا ہوں، یہ تھانہ انچارج کوتوال اومیش شرما جی بہت ہی اچھے آدمی تھے، تیسرے روز رہتک جیل آئے اور مجھ سے میرے اسلام قبول کرنے اور آگ کا اثر نہ کرنے کا پورا ماجرا سنا اور اس کی تحقیق کی کہ واقعی تجھ پر ان گرم سریوں کا کوئی اثر نہیں ہوا، میں نے کہا آپ میرے خیر خواہ (ساؤ) ہیں آپ سے سچ نہ بتاؤں گا تو کس سے بتاؤں گا۔

جب ان کو یقین ہوگیا کہ اللہ نے مجھے آگ سے بچایا تو وہ اور متاثر ہوئے، میری ضمانت کرائی فائنل رپورٹ لگائی، مجھے جیل سے چھڑایا اور مجھ سے کہا کہ مجھے بھی ان مولانا صاحب سے ملاؤ جنھوں نے تمہیں مسلمان کیا ہے، پھلتین آکر مفتی رشید احمد صاحب سے ملے اور کچھ دیر اسلام کی باتیں معلوم کیں اور وہیں مسلمان ہوگئے مفتی صاحب نے ان کو اسلام کو ظاہر نہ کرنے کا مشورہ دیا، کچھ زمانہ کے بعد بابری مسجد شہید ہوگئی، پورے میوات میں فسادات ہوئے پھلتین کا علاقہ ہمیشہ فسادات کا گڑھ رہتا تھا مگر کوتوال شرما جی (جواب عبداللہ ہیں) کی وجہ سے اس علاقہ میں مسلمانوں پر کوئی ظلم نہیں

ہوا اور انھوں نے مسلمانوں کی بڑی مدد کی۔

سوال: آج کل آپ کا کیا مشغلہ ہے؟

جواب: میں آج کل الور ضلع میں جمعیت شاہ ولی اللہ کے تحت دعوتی کام کر رہا ہوں، وہاں پر ایک ادارہ کی ذمہ داری میرے سپرد ہے، حضرت مولانا محمد کلیم صاحب صدیقی کے واسطہ ہی سے ہر سولی مدرسہ میں مرا داخلہ ہو گیا تھا میں نے ان کی ہی نگرانی میں زندگی گزارنے کا عزم کیا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے آپ کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: قارئین ارمغان کے لئے میری ایک گذارش ہے کہ ارمغان ایک تحریک ہے جس کا مقصد ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو اپنے دعوتی مقصد کے لئے کھڑا کرنا اور عملی میدان میں اتار کر ہم جیسے کفر اور شرک زدہ لوگوں کی فکر کرنا ہے، صرف تائید یا تصویب کر کے یا واہ واہ کر کے گھر بیٹھے رہنے کی ہمیشہ اصحاب ارمغان نے مذمت کی ہے، قارئین کو ارمغان کے قاری کی حیثیت سے اس نسبت کی لاج رکھنی چاہئے اور زندگی میں لوگوں کو تو کفر سے نکالنے کی عملی کوشش ضرور کرنی چاہئے

دوسری ضروری درخواست یہ ہے کہ میرے گھر والوں اور اہل خاندان کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور اس کی دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی نبی کے درد کا کچھ حصہ نصیب فرمادیں۔ آمین

سوال: بہت بہت شکریہ۔ فی امان اللہ۔

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ، مجھ کو تحدیث نعمت کا موقع عطا فرمایا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان جولائی ۲۰۰۳ء

۵۵ فضائل کی تعلیم نے مجھے مسلمان بنادیا

جناب بلال صاحب ﴿ہیرالعل﴾ سے ایک ملاقات

مجھے حضرت مولانا کلیم صاحب کی وہ تقریر جو انھوں نے ایک بار مدرسے میں کی تھی یاد آگئی کہ آپ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں تو جو لوگ غلط فہمی یا اسلام کو غلط دھرم سمجھنے کی وجہ سے اسلام کے دشمن تھے ان پر جب دعوت کا حق ادا کیا گیا تو وہ لوگ مسلمان ہو گئے، چاہے وہ حضرت عمرؓ ہوں چاہے وہ خالد بن ولیدؓ ہوں، عکرمہ بن ابی جہل ہوں یا حضرت وحشی، حضرت ہندہ جیسے ظالم کہلانے والے لوگ ہوں، مگر وہ لوگ جو اسلام کو مذہب حق سمجھ کر حسد کی وجہ سے یا برادری اور سماج کے خوف کی وجہ سے اسلام سے دور ہوئے وہ ہدایت سے محروم رہے، خواہ وہ حضور ﷺ سے حد درجہ محبت کرنے والے چچا ابوطالب ہی کیوں نہ ہوں؟

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بلال احمد : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : بلال بھائی آپ سے ارمغان کے قارئین کے لئے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : احمد بھائی ضرور کیجئے میرے لئے خوشی کی بات ہے۔

سوال : آپ اپنا تعارف کرائیے۔

جواب : میری پیدائش ضلع اعظم گڑھ کے بوے گاؤں میں ہوئی، میرا پرانا نام ہیرالعل تھا

میرے والد بابو نندن بھاردواج جی ایک بہت مذہبی ہندو ہیں میرے سات بھائی ہیں میرے خاندان اور گاؤں کے بہت سے لوگ دہلی میں بلڈنگ پینٹنگ کا کام کرتے ہیں میرے والد صاحب دہلی میں پان بیڑی سگریٹ کی دکان کرتے ہیں،

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بتایئے؟

جواب: اب سے تقریباً سات سال قبل جب میری عمر بارہ سال کی تھی میں اپنے والد صاحب کے ساتھ پان کی دکان پر تیمور نگر دہلی میں بیٹھتا تھا ہماری دکان کے اوپر ایک بلڈنگ میں ابا جی ابو فیاض صاحب کڑھائی وغیرہ کا کارخانہ چلاتے تھے، ہمارے والد صاحب نے رات کو قیام کے لئے کارخانہ میں ہی ان سے کہا انھوں نے منظور کر لیا میں رات کو کارخانہ کے کاریگروں کے ساتھ سویا کرتا تھا رات کو روزانہ ابا جی سارے کاریگروں کو بٹھا کر فضائل اعمال کی تعلیم کرتے تھے میں بھی سنتا تھا مجھے یہ باتیں بہت اچھی لگتی تھیں، میں جلدی رات کو جا کر تعلیم کا انتظار کرتا تھا اور اگر ابا جی ناغہ کرنا چاہتے تو میں ان سے تھوڑی دیر تعلیم کرنے کے لئے کہتا، یہ لوگ نماز پڑھنے جاتے تو میں بھی ان کے ساتھ جا کر کبھی کبھی مسجد کے باہر کھڑا دیکھا کرتا، مجھے نماز پڑھتے ہوئے لوگ بہت اچھے لگتے، ایک رات کو میں نے ابا جی ابو فیاض سے پوچھا؟ ابا جی کیا میں مسلمان ہو سکتا ہوں؟ انھوں نے بڑے پیار سے کہا بیٹا ضرور اور اگر تم مسلمان نہیں ہوگے تو پھر دوزخ کی آگ میں ہمیشہ جلو گے، میں نے کہا تو پھر آپ مجھے مسلمان کر لو، انھوں نے مجھے کلمہ پڑھوایا میرا نام میرے کالے رنگ کی وجہ سے بلال احمد رکھا اور بتایا کہ بلال ہمارے نبی کے اذان دینے والے مؤذن تھے، انھوں نے ایمان کے لئے بڑی قربانیاں دیں، میں بٹلہ ہاؤس میں مسجد میں نماز پڑھنے جاتا، ابا جی نے مجھے نماز پڑھنے جانے سے منع کیا کہ مجھے نماز پڑھتا دیکھ میرے گھر والے مجھے ماریں گے میں نے ابا جی سے کہا کہ ایک بار آپ نماز کو جا رہے تھے تو میں

نے آپ سے سوال کیا تھا کہ ابا جی آپ ایک ٹائم کی نماز بھی نہیں چھوڑتے آپ نے یہ کہا تھا کہ جو ایک وقت کی نماز چھوڑے وہ اسلام سے نکل جاتا ہے، تو کیا میں دو نمبر کا مسلمان ہوا ہوں اگر میں دو نمبر کا مسلمان ہوا ہوں تو ایسا مسلمان بننے سے کیا فائدہ؟ آپ مجھے ایک نمبر کا مسلمان کریں اور اگر ایک نمبر کا مسلمان میں بھی ہوں تو بے نماز کے تو مسلمان اسلام سے نکل جاتا ہے، اباجی نے جواب دیا کہ بات تو سچی یہی ہے کہ نماز کے بغیر کچھ مسلمانی نہیں مگر تم ابھی چھوٹے ہو اور گھر والوں کا ڈر ہے اس لئے میں تم سے کہتا تھا، میں نے کہا ابا جی اللہ کا ڈر زیادہ ہونا چاہئے یا ماں باپ کا؟ میری بات سن کر انھوں نے کہ اچھا بیٹا تم چھپ کر نماز کیلئے چلے جایا کرو، رمضان کا مہینہ آیا، میں مسجد میں نماز پڑھنے جایا کرتا، شاید میرے گھر والوں نے مجھے کبھی مسجد جاتے دیکھ بھی لیا، میں روزہ بھی رکھ رہا تھا، گھر والے دن میں کھانے کو کہتے میں بہانہ کر دیتا، اس سے بھی ان کو شک ہو گیا، ایک روز جمعہ کی نماز پڑھ کر ٹوپی اوڑھے ذاکر باغ کی مسجد سے آرہا تھا میرے والد نے دیکھ لیا مجھے پکڑ لیا مجھ سے پوچھا تو مسجد میں کیا کرنے گیا تھا، مجھ سے نہ رہا گیا میں نے کہہ دیا کہ اب میں مسلمان ہو گیا ہوں میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا، وہ مجھے بہت برا بھلا کہنے لگے پکڑ کر کمرے میں لے گئے اور وہاں میرے بھائی اور خاندان کے لوگ جمع تھے، وہ دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے آئے تھے، مجھے الگ الگ سمجھاتے رہے مگر میں کہتا رہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اب مجھے واپس کوئی ہندو نہیں کر سکتا، میرے بڑے بھائی نے میری پٹائی شروع کی چانٹے گھونسے بے تحاشہ مارے میں نے صاف کہہ دیا کہ یہ بات دماغ سے نکال دو کہ اب آپ مجھے ہندو بنا سکتے ہو، اگر تمھیں کامیابی چاہئے اور مرنے کے بعد کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ اور کلمہ پڑھو وہ مجھے مارتے اور میں ان کو کلمہ پڑھنے کو کہتا اس سے دوسرے لوگوں کو بھی غصہ آیا، چھڑیوں اور ڈنڈوں سے مارنا شروع کیا

میرے سر سے اور جسم سے خون بہنے لگا، میں نے جوش میں آ کر کہا کہ میری آخری بات سن لو اس کے بعد جو چاہے جو کرنا، میں نے اپنے پاؤں کی انگلی کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا تم مجھے یہاں سے کاٹنا شروع کر دو اور اوپر تک میرے ٹکڑے کرنے شروع کر دو جب تک میرے گلے اور زبان میں جان رہے گی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا رہوں گا، اب تمہاری مرضی ہے جو چاہے کرو، ان لوگوں نے اس درجہ میرا ارادہ مضبوط دیکھ کر مجھے چھوڑ دیا، میں رات کو موقع پا کر وہاں سے بھاگ آیا، دو روز تک وہ مجھے تلاش کرتے رہے، تیسرے روز ابا جی ابو فیاض پر دباؤ دینے لگے کہ تم نے ہمارے لڑکے پر جادو کرا دیا وہ لڑکا تمہارے پاس ہے، اگر لڑکا کل تک ہمارے پاس نہیں آیا تو پولیس میں تمہاری رپورٹ کر دیں گے، ابا جی نے ان کو بہت سمجھایا کہ بھلائی کا بدلہ تمہارے یہاں یہی ہے، تمہارے بچوں کو بغیر کرایہ اتنے روز رکھا اس کا بدلہ یہ ہے؟ مگر وہ نہ مانے، ابا جی کو فکر ہوئی میں دہلی ہی میں تھا مجھے پتہ لگ گیا کہ گھر والے ابا جی کو پریشان کر رہے ہیں میں خود کارخانے گیا اور ان سے کہا آپ میرے ہاتھ پکڑ کر میرے پتا جی کو سونپ آیئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ آپ کا بچہ یہ ہے، اب آئندہ میں ذمہ دار نہیں، ابا جی نے کہا تمہیں جان سے مار دیں گے میں نے کہا کہ وہ مجھے کچھ نہیں کہیں گے وہ میرا ہاتھ پکڑ کر میرے پتا جی کے پاس لے گئے اور ان سے کہا کہ یہ لڑکا اللہ کا شکر ہے خود آ گیا مجھے تو اس کی کچھ خبر نہیں تھی مگر اب اس کو پکڑو اور اب آئندہ ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

سوال :اس بعد کیا ہوا؟

جواب :اس کے بعد میرے گھر والے مجھے میرے گاؤں اعظم گڑھ لے گئے، بہت سے سیانوں اور جھاڑ پھونک کرنے والوں کو دکھایا وہ سمجھ رہے تھے کہ مجھ پر جادو کرایا گیا ہے بہت اتار کروایا، میں گھر میں چھپ کر نماز پڑھتا رہا کچھ روز تو مجھے بند رکھا مگر میرے گاؤں

کے ایک مسلمان بھائی نے مجھے سمجھایا کہ تمہیں یہاں سے نکلنے کے لئے اپنا رویہ ڈھیلا رکھنا چاہئے میں نے اپنے رویہ میں ذرا نرمی برتی گھر والوں نے سوچا کہ جادو اتروانے سے اب اثر کم ہو رہا ہے، میری ماں اپنے مائکہ جا رہی تھیں، وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئیں کہ ماحول بدل جائے گا وہاں ہمارے نانیہال کے پڑوس میں ایک بڑے سمجھدار مسلمان رہتے تھے میری والدہ مجھے ان کے پاس لے گئیں، کہ اس کو سمجھاؤ ہمارا جینا دوبھر کر رکھا ہے، انھوں نے میرے ماں کو بہت تسلی دی اور سمجھایا کہ تم اس کو اپنی اجازت سے جانے دو، یہ لڑکا ہرگز آپ کے یہاں رہنے والا نہیں اور اس نے بہت اچھا فیصلہ کیا مالک کی خاص مہربانی اس پر ہے، اس پر وہ تیار ہو گئیں اور میں نانیہال سے ہی ابا جی کے پاس آ گیا انھوں نے مجھے مظفر نگر اپنے گاؤں بھیج دیا، پھر ایک مدرسہ میں داخلہ کرا دیا، میں نے قرآن شریف ناظرہ پڑھا، اردو پڑھی کچھ پارے حفظ کئے، پھر حضرت مولانا کلیم صاحب کے مشورہ سے ندوہ کی ایک شاخ میں خصوصی اول میں داخلہ لے لیا، الحمدللہ میرے پڑھائی بہت اچھی چل رہی ہے۔

سوال: نئے ماحول میں آ کر آپ کو کیسا لگا؟

جواب: میرے ابا جی میرے پہلے پتا جی سے ہزار گنا زیادہ مجھے چاہتے ہیں، لوگ مجھے ان کا اصلی بیٹا سمجھتے ہیں، میری امی بھی میرے دوسرے بھائی بہنوں سے زیادہ میری بات مانتی ہیں، ایک روز مجھے دیکھ کر ایک رشتہ دار نے میرے بھائیوں سے کہا کہ اب تو زمین میں اس کا بھی حصہ ہو گا تو میرے سارے بھائی فوراً کہنے لگے ہم سب سے پہلے یہ زمین میں حصہ دار ہے، اللہ نے یہ بھائی تو ہمیں بڑے احسان کے طور پر دیا ہے، ورنہ کہاں ہم گنوار اور کہاں مدینے کی یہ بھائی چارگی، اس بھائی پر ہم اپنی جان بھی دیدیں تو ہم اپنی خوش قسمتی سمجھیں گے۔

سوال: اپنے بھائی اور والدین سے آپ کا پھر کوئی رابطہ نہیں ہوا؟

جواب: ایک بار میں دہلی میں بس سے جا رہا تھا نظام الدین کے قریب سے گزرا تو میں نے دیکھا کہ میرا بھائی سائیکل پر جا رہا ہے، میں نے اس کو آواز لگائی اس نے مجھے دیکھا سائیکل دوڑائی مگر وہ بس کے ساتھ کہاں تک دوڑتا میں آگے ایک اسٹاپ پر اتر گیا وہ ہانپتا ہوا آیا مجھ سے لپٹ گیا اور ہاتھ جوڑنے لگا اس نے کہا پتا جی مرنے والے ہیں تجھے بہت یاد کر رہے ہیں، میں نے کہا اچھا میں کل آؤں گا، میں نے ابا جی سے اجازت چاہی انھوں نے دعوت کی نیت سے جانے کی اجازت دیدی، میں گیا تو وہ بالکل ٹھیک تھے، مجھے بہت دیر تک سمجھاتے رہے، کہا! تو میرا سب سے اچھا بیٹا ہے تو ہی دھوکہ دے جائے گا تو میں کیا کروں گا؟ انھوں نے بتایا کہ میں نے ایک پنڈت جی سے مشورہ کیا تھا انھوں نے تجھے مار دینے کو کہا تھا اور یہ بھی کہا کہ اگر تم نے اس کو نہ مارا تو وہ سارے خاندان کا دھرم بھرشٹ کر دے گا، میں نے اپنے دل میں سوچا میں نے کتنے لاڈ سے اس کو پالا، کس دل سے اسے ماروں؟

میں نے ان سے کہا پتا جی! جب آپ لوگ مجھے پکڑ کر لائے تھے اس وقت بھی میں نے آپ سے کہا تھا وہی اب بھی کہتا ہوں اگر آپ میرے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں گے تو جب تک زبان میں دم ہے، لا الہٰ الا اللہ کہتا رہوں گا، میں تو اس لئے آیا ہوں کہ آپ میرے پتا جی ہیں آپ نے مجھے پالا ہے ماں نے دودھ پلایا، اگر آپ ہندو مر گئے تو ہمیشہ نرک کی آگ میں جلیں گے، آپ سبھی لوگ مسلمان ہو جائیں اور میرے ساتھ چلیں، وہ کچھ نہیں بولے اور بڑے مایوس ہوئے۔

سوال: اس کے بعد بھی آپ نے ان سے رابطہ کیا؟

جواب: میرے ایک چچا سعودی عرب میں رہتے ہیں، وہ بھی اسلام کے بہت قریب ہیں مجھے معلوم ہوا کہ وہ آئے ہیں تو میں نے موقع سمجھ کر دہلی سفر کیا، پتا جی نے بتایا کہ تیرے چچا

کہہ رہے تھے کہ سچا دھرم اور عقل میں آنے والا مذہب صرف اسلام ہے، ہم لوگ ہندو اس لئے ہیں کہ ہندو سماج میں پیدا ہوئے مگر ہندو دھرم کی کوئی بات عقل میں آنے والی کہاں ہے؟ وہ کہہ رہے تھے یا تو تم سب گھر والے مسلمان ہو جاؤ یا پھر اپنے لڑکے کو چھوڑ دو! اس کو پھر ہندو بنانے کی کوشش کرنا انیائے (ناانصافی) ہے۔

میں نے پتا جی سے کہا: آپ نے کیا سوچا؟ انھوں نے جواب دیا کہ سچی بات تو یہی ہے کہ اسلام ہی سچ ہے، مگر اپنے سماج کو چھوڑ کر ہم کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں لوگ کیا کہیں گے؟ میں بہت دیر تک ان کو سمجھاتا رہا مگر ان کو برادری اور سماج کے ڈر کے سامنے مرنے کے بعد کی آگ کا ڈر کچھ نہ لگا، میرا دل بہت دکھا اور گھر آکر بہت رویا مجھے حضرت مولانا کلیم صاحب کی وہ تقریر جو انھوں نے ایک بار مدرسے میں کی تھی یاد آگئی، کہ آپ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر نظر ڈالیں تو جو لوگ غلط فہمی یا اسلام کو غلط دھرم سمجھنے کی وجہ سے اسلام کے دشمن تھے ان پر جب دعوت کا حق ادا کیا گیا تو وہ سب لوگ مسلمان ہو گئے، چاہے وہ حضرت عمرؓ ہوں چاہے وہ خالد بن ولید ہوں، عکرمہ بن ابی جہل ہوں یا حضرت وحشی، حضرت ہندہ جیسے ظالم کہلانے والے لوگ ہوں مگر وہ لوگ جو اسلام کو مذہب حق سمجھ کر حسد کی وجہ سے یا برادری اور سماج کے خوف کی وجہ سے اسلام سے دور ہوئے وہ ہدایت سے محروم رہے، خواہ وہ حضور ﷺ سے حد درجہ محبت کرنے والے چچا ابو طالب ہی کیوں نہ ہوں؟ مجھے یہ خیال آتا ہے کہ میرے پتا جی اسلام کو حق بھی کہہ رہے تھے اور برادری کے خوف سے اسلام قبول نہیں کرتے، خدا نہ کرے وہ اسلام سے محروم ہی نہ رہ جائیں، بھیا احمد تم ضرور ضرور ان کے لئے دعا کرنا تم لکھنو جا رہے ہو وہاں بھی دعا کرنا اور حضرت سے بھی دعا کو کہنا اور رمضان کی دعا میں بھی میرے گھر والوں کو یاد رکھنا (ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے) بھیا احمد وہ اگر اسی طرح کفر پر مر گئے تو ہمیشہ کی آگ میں جلیں گے، میرے ماں

باپ مجھے بہت پیار کرتے ہیں، میرے اللہ ان کو ہدایت سے نواز دے۔

سوال: نہیں نہیں! بلال بھیا آپ اس قدر افسردہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو خوش کریں گے، وہ انشاء اللہ ضرور ان کو ہدایت سے نوازیں گے، آپ ان سے رابطہ رکھئے۔

جواب: اللہ تعالیٰ تمہاری زبان مبارک کرے۔

سوال: ارمغان کے قارئین کے لئے آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: بس مجھے دعا کی درخواست کرنی ہے اللہ تعالیٰ مجھے علم عطا فرمائے اور قرآنی مسلمان بنادے، میرے گھر والوں کو ہدایت عطا فرمائے دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ ساری دنیا کے انسان ہمارے خونی رشتہ کے بھائی ہیں، ان کے ایمان کی فکر کریں اور جو لوگ ہدایت یاب ہو جاتے ہیں وہ میرے ابا جی کی طرح ان کی بھائی بندی کا حق ادا کریں۔

سوال: بلال بھائی بہت بہت شکریہ، آپ بڑے خوش قسمت ہیں کہ اللہ نے آپ کو بلال وقت بنایا، آپ نے تو خیر القرون کی یاد تازہ کردی

جواب: آپ مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔

چہ بہ نسبت خاک را با عالم پاک

مستفاد از ماہنامہ ارمغان نومبر، دسمبر ۲۰۰۳ء

۵۶ روزانہ ۱۰۰ ار بار درود نے میرے تمام کام بنادئے

چودھری آر کے عادل ﴿رام کرشن لاکڑا﴾ سے ملاقات

مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ دین جب امانت ہے جیسا کہ مولانا صاحب نے ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' میں لکھا ہے تو پھر اسے سارے سنسار تک پہنچانا چاہئے، آج کے دور میں اسلام پہنچانا بہت آسان ہے جب دین امانت ہے اور مالک کے سامنے حساب دینا ہے تو اس کا بھی حساب ہوگا کہ اس کو پہنچایا یا نہیں، اس لئے دین کو دوسروں تک پہنچانا نہ صرف یہ کہ دوسروں کے لئے ضروری ہے مرنے کے بعد کے جواب سے بچنے کے لئے خود مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

آر کے عادل : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : چودھری صاحب بڑی خوشی ہوئی آپ آگئے، ابی آپ کا ذکر کر رہے تھے کہ میں دہلی جا کر آپ سے ملاقات کروں اور پھلت سے نکلنے والے میگزین ارمغان کے لئے ایک انٹرویو آپ سے حاصل کروں، اللہ کا شکر ہے کہ آپ خود آگئے۔

جواب : اصل میں مجھے مولانا صاحب سے کچھ ضروری مشورہ کرنا تھا کئی روز سے فون کر رہا تھا، آج معلوم ہوا وہ پھلت میں ہیں تو سب کام چھوڑ کر آ گیا، مالک کا شکر ہے کہ

ملاقات بھی ہوگئی اور تسلی بھی۔

سوال: آپ اپنا پریچے (تعارف) کرائیں؟

جواب: میرا پرانا نام رام کرشن لاکڑا ہے، میں دہلی نجف گڑھ کے علاقے کی ہندو جاٹ فیملی سے تعلق رکھتا ہوں، میرے باباجی ہمارے گاؤں کے پردھان اور زمینداروں میں سے ہیں، ہمارا گاؤں ایک زمانہ پہلے روہتک ضلع ہریانہ میں تھا اب دہلی کا ایک محلہ ہے، میرے پتاجی کا انتقال میرے بچپن میں ہوگیا تھا، میں آج کل دہلی میں پراپرٹی ڈیلنگ کا کام کرتا ہوں، یوں تو میں اس سنسار میں ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۹ء کو آ گیا تھا، مگر میرا دوسرا جنم ٹھیک ۴۵ سال بعد اس سال ۲۷ر ستمبر کو آج سے ۱۵ دن پہلے ہوا ہے۔

سوال: کیا مطلب؟

جواب: میں اپنے پڑوس کی مسجد کے مولانا صاحب سے بھی کہہ رہا تھا کہ عجیب بات ہے کہ پہلے جنم کے ٹھیک ۴۵ سال بعد میں نیا جنم لیا اور دوبارہ جنم کے عقیدے سے توبہ کی، میں نے ۲۷ر ستمبر پیر کے دن ساڑھے سات بجے دن چھپنے کے بعد مولانا صاحب کے ہاتھ پر پھلت میں ان کے گھر کے اوپر والے کمرہ میں کلمہ پڑھ کر اپنی نئی اسلامی زندگی شروع کی، اس طرح میری سچی عمر آج ۱۵ دن ہوئی ہے۔

سوال: ماشاء اللہ بہت خوب، اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بتایئے، آپ کو اسلام قبول کرنے کا خیال کس طرح آیا؟

جواب: آپ کو اس کے لئے ذرا لمبی بات سننی پڑے گی، میں نے ۱۹۷۶ء میں ہائی اسکول پاس کیا اور آگے پڑھنے سے منع کردیا، دو سال تک کھیتی کرتا رہا میرے تاؤ اور ایک موسا (پھوپھا) فوج میں بڑے کرنل ہیں، وہ گھر آئے انھوں نے مجھے دھمکایا کہ اگر تو پڑھنے نہیں جاتا تو تجھے فوج میں بھرتی کردیں گے اور تجھے لام پر جانا پڑے گا، ۱۹۷۱ء کی

جنگ قریب تھی میں نے داخلہ لے لیا اور انٹر کرلیا مگر پھر پڑھنے کا دل نہ چاہا، میری ماں نے بابا سے کہہ کر میری شادی کرادی اور ماں کی خوشی کے لئے میں نے پرائیویٹ بی اے بھی کر لیا، شادی کے دو سال بعد میرے پھوپھا نے ایک ضروری کام کے بہانے دھوکہ سے بریلی بلایا اور مجھے فوجی بیرک میں لے جا کر میرے بال کٹوائے، وہ فوج میں کرنل تھے، سارے کاغذات اور میڈیکل کرا کے مجھے بھرتی کرلیا اور مجھ سے کہا کہ تیری بھرتی ہوگئی ہے اب اگر تو بھاگے گا تو فوجی تجھے پکڑ کرلائیں گے اور بھگوڑا قرار دیکر گولی ماردیں گے یا فوجی جیل میں ڈال دیں گے، مجھے ڈر سے ٹریننگ میں جانا پڑا، میرا دل نہیں لگتا تھا اور گھر یاد آتا تھا اور گھر سے زیادہ گھر والی، بیچاری بڑی محبت کرنے والی شریف عورت ہے، میں نے ٹریننگ میں ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اس فوج سے جان چھوٹنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟ میرے ایک ساتھی نے بتایا کہ اگر افسر ان فٹ (Unfit) کردے تو کام آسان ہے، میں نے سوچا یہ بہت آسان ہے، میں نے پاگل پن کا بہانہ کیا، بہکی بہکی باتیں کرتا، کبھی ہنستا تو ہنستا رہتا، کبھی چیختا تو چیختا رہتا، مجھے اسپتال میں بھرتی کیا گیا اور میڈیکل چیک اپ ہوا، ڈاکٹر نے کہہ دیا کہ یہ بہانا ہے، مجھے افسر نے بہت گالیاں دیں اور سخت سزا کی دھمکی دی، ناچار پھر ٹریننگ شروع ہوگئی، ایک روز پریڈ میں صبح کے وقت جیسے ہی افسر آئے میں نے رائفل کھڑی کی اور تمباکو کی پڑیا ہتھیلی پر ڈال کر اس میں چونا ملانا شروع کیا جیسے ہی افسر سامنے آیا، میں دوسرے ہاتھ سے سلوٹ ماری اور جے ہند بولا: میرے ہاتھ میں تمباکو دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے میں نے ہاتھ آگے کر کے کہا: سر! یہ تمباکو ہے، لو آپ بھی کھالو وہ دھکا کر بولے نالائق تیرا بیلٹ نمبر کیا ہے، میں نمبر بتادیا دوپہر کے بعد انھوں نے مجھے دفتر میں بلایا اور مجھ سے کہا جب جنگ میں دشمن سامنے ہو تو تمباکو کھائے گا یا گولی چلائے گا، بہت غصہ ہوئے میری فائل نکالی اور اس پر لال قلم سے ان فٹ (Unfit) لکھ دیا، میں

نے جے ہند کہہ کر خوشی سے سلام کیا اور رات کو ہی گاڑی میں بیٹھ کر دلی آ گیا، مرے پھوپھا کو معلوم ہوا تو انھوں نے گھر فون کر دیا کہ بھگوڑا، غدار فوج سے جان بچا کر بھاگ آیا ہے میری بیوی مجھ سے بات نہیں کرتی تھی کہ تو تو غدار بھگوڑا ہے میں نے سمجھایا کہ بھاگیہ وان اگر وہ جنگ میں بھیج دیتے تو تو ودھوا ہو جاتی، اب موج سے ساتھ رہیں گے، بڑی مشکل سے اس کی سمجھ میں آیا اور وہ راضی ہو گئی، میں نے ماں کو بھی بہت سمجھایا کچھ روز یار دوستوں میں آوارہ پھر کر اپنے بابا کے ڈر سے پراپرٹی ڈیلنگ کا کاروبار شروع کر دیا، بابا نے مجھے لگانے کے لئے ایک کھیت کا پلاٹ کاٹنے کے لئے دیا، رفتہ رفتہ مجھے چسکا لگ گیا، دو تین کچھ غلط لوگوں سے ہو گئی، جھگڑے کی زمین خریدی مار پیٹ کر دھمکا کر قبضہ کیا اور بیچ دی، نہ جانے کتنے لوگوں کو ستایا کتنوں کا مال مارا، مار دھاڑ اور پراپرٹی کے ۱۹ مقدمے میرے ذمہ لگ گئے میں جیل چلا گیا کسی طرح ضمانت ہوئی میں پہلے جیل سے بہت ڈرتا تھا، ڈھائی مہینہ کی جیل سے اور بھی دہشت بیٹھ گئی۔

دو باتیں مجھ میں پہلے سے ہی مسلمانوں جیسی تھیں، جب سے ہوش سنبھالا کسی مورتی کسی دیوی کی پوجا نہیں کی اور دوسری یہ کہ نجف گڑھ سے آگے ایک جگہ سور کے گوشت کی دو دکانیں تھیں، مگر جوانی کے دنوں میں مرغا وغیرہ کھانے کے باوجود اول تو اس راستے سے گزرنا مشکل تھا، اگر جلدی میں گزر جاتا تو سانس روک کر نیچی نگاہ کر کے گزرتا، سور کے گوشت کو دیکھ کر مجھ الٹی سے آتی تھی، جیل سے ضمانت پر واپس آیا تو مری ماں نے جو بہت دھارمک ہیں ہر شکروار کو برت رکھتی ہیں مجھ سے کہا تو ناستک ہے، دیوتاؤں کو مانتا نہیں بلکہ ان کا اَنادر (بے ادبی) کرتا ہے اس لئے تیرے ذمہ اتنی آفت ہے، مجھ ایک ہنومان کی مورتی اور ہنومان چالیسا دیا کہ اس کا جاپ کر، میں اندر کمرہ میں ماں کی ضد اور کچھ ڈر کی وجہ سے کئی روز ہنومان چالیسا کا جاپ کرتا رہا، مقدمہ کی تاریخ آئی، ایک عورت

کی گواہی تھی، میں نے صبح تڑکے اٹھ کر ہنوماں چالیسا کا جاپ کیا اور ہنومان کی مورتی کے سامنے بہت پرارتھنا کی حالانکہ دل میں وشواس یہی تھا کہ بے جان کی مورتی کے بس میں کیا رکھا ہے ڈھل مل یقین کے ساتھ بری ہونے کی لالچ میں دیر تک میں نے جاپ کیا اور پرارتھنا کی کہ گواہی ٹوٹ جائے، عدالت میں گیا تو اس عورت نے ایسی ڈٹ کر گواہی دی کہ جج سمجھ گیا کہ بات سچ ہے، مجھے غصہ آگیا یہ خیال بھی نہ رہا کہ عدالت ہے، میں غصہ میں اس عورت سے کہا کہ تجھے باہر نہیں نکلنا ہے کیا؟ جج نے سن لیا اور بہت برہم ہوا اور ضمانت کینسل کر کے جیل بھیجنے کا حکم کر دیا، دو مہینہ پھر جیل میں رہا، باباجی نے پھر ہائی کورٹ سے ضمانت کرائی، جیل سے گھر آیا تو پہلے کمرہ بند کر کے ہنومان کی مورتی پر جوتا گیلا کر کے بجایا، ہنومان چالیسا کو جلایا اور خوب گالیاں دیں، ماں نے جوتے کی آواز سنی تو باہر سے بہت چیخیں وہ سمجھ رہی تھیں کہ میں اپنی بیوی کو مار رہا ہوں مگر جب اس کو معلوم ہوا کہ وہ باہر ہے تو اس کو جان میں جان آئی، میں بیان نہیں کر سکتا کہ روز روز کے مقدموں کی تاریخ سے میں کتنا پریشان تھا، ہمارے علاقہ میں ایک ملاجی پھولوں کی ٹھیلی لگاتے تھے، میں نے ان سے بات کی کہ کوئی تعویذ والا بتاؤ میں بہت پریشان ہوں، انھوں نے کہا کہ کسی تعویذ والے کو میں نہ جانتا ہوں نہ مجھے اعتقاد ہے، ہاں تمہیں ایک چیز بتاتا ہوں تم روزانہ سو بار صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ لیا کرو، میں نے کہا بہت اچھا، میں پریشان تھا ہی اس لئے میں نے صبح وشام پانچ پانچ سو بار پڑھا اصل میں مالک کو مجھ پر دیا آ رہی تھی، پہلی ہی تاریخ میں میں بری ہو گیا، ایک سال میں گیارہ مقدمے میرے حق میں فیصل ہوئے میں ملاجی کے پاس آنے جانے لگا اور ان سے کہا کہ اور کچھ بتاؤ تا کہ سارے مقدموں سے میری جان بچے، انھوں نے خود کچھ بتانے کے بجائے مجھے ہندی زبان میں ایک کتاب ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' دی میں نے اس کو غور سے پڑھا دوزخ کی سزاؤں کو پڑھ کر

میرے دل میں ڈر بیٹھ گیا رات کو ڈراؤنے خواب بھی دکھائی دیتے مجھے بار بار خیال آتا کہ میں نے کتنے لوگوں کی زمینیں دبائیں، کتنے لوگوں کو مارا، میرا اب کیا ہوگا؟ مجھے اس کتاب نے بے چین کردیا، مقدموں سے زیادہ رات دن موت کا اور دوزخ کا خوف سوار رہتا، میں سوچتا اس سنسار کی عدالت کے انیس مقدموں سے زندگی خراب ہے تو اس مالک کے سامنے ان گنت مقدموں سے کیسے چھٹکارا ملے گا؟ میں نے ملا جی سے مشورہ کیا انھوں نے مسلمان ہوجانے کو کہا: میں نے اسلام کے بارے میں کسی کتاب کے لئے کہا تو انھوں نے ''اسلام کیا ہے؟'' لاکر دی میری سمجھ میں اسلام آگیا، اب میری سمجھ میں آیا کہ میرا فوج میں دل کیوں نہیں لگا، اگر میں فوج میں رہتا تو یہ ظلم، مار پیٹ نہ کرتا اور مرنے کا خیال بھی نہ آتا میرے مالک نے میری ہدایت کے لئے مجھے فوج سے بھگایا اور الٹ پلٹ کام کرائے۔

میں امام بخاری کے پاس جامع مسجد گیا، پہلے تو ان تک پہنچنا ہی مشکل ہے میں کسی طرح ترکیب سے پہنچ گیا امام صاحب نے کہا: اپنے یہاں کے ذمہ دار لوگوں کو لے کر آنا جو تمہیں جانتے ہوں میں دو چار روز کی کوشش سے دو مسلمانوں کو لے کر گیا تو وہ کہنے لگے شناختی کارڈ لاؤ، میں نے کہا آپ نے اسی وقت کیوں نہیں بتایا، بار بار کیوں پریشان کرتے ہیں، وہ ناراض ہوگئے اور بولے بات کرنے کی تمیز نہیں، میں کہا تمھیں تمیز نہیں مجھے تو ہے اور میں چلا آیا۔

سوال: پھر اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد ایک صاحب نے فتحپوری مسجد جانے کو کہا میں وہاں پہنچا تو انھوں نے کہا کہ مسلمان ہونے کے بعد تمہارا نکاح ختم ہوجائے گا، تمہیں اپنی بیوی کو چھوڑنا پڑے گا میں نے کہا وہ ۲۵ سال سے میرے ساتھ رہ رہی ہے ایسی بھلی عورت ہے کہ آج تک

مجھے اس سے شکایت نہیں ہوئی میں اس کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں؟ انھوں نے کہا پھر تمہیں کلمہ نہیں پڑھوایا جاسکتا اور نہ تم مسلمان ہو سکتے ہو، وہاں سے مایوس ہو کر میں نے تلاش جاری رکھی، ایک صاحب نے مجھے ایک مزار پر بھیج دیا، وہاں ایک میاں جی لمبے لمبے بال ڈھیر ساری مالائیں گلے میں ڈالے، ہرے رنگ کا لمبا کرتا اور بہت اونچی ٹوپی پہنے ہوئے تھے، میں ایک جاننے والے کو وہاں لے کر گیا تھا، انھوں نے کہا میں تمہیں کلمہ پڑھواتا ہوں، میرے قریب بیٹھو گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر ادب سے بٹھایا اپنے داہنے ہاتھ میں میرا بایاں انگوٹھا اور بائیں ہاتھ میں دایاں انگوٹھا لے لیا اور بولے مرید ہونے کی نیت کرو اور میرے پیروں پر ادب سے نگاہ رکھو، مجھے بچپن کا کھیل نظر آ گیا ہم ایک دوسرے کو اسی طرح گھمایا کرتے تھے، مجھے ہنسی آ گئی وہ غرائے کہ ہنس رہا ہے میں نے کہا مجھے بچپن کا ایک کھیل یاد آ گیا ہے، اگر میں بچوں کی طرح آپ کو سر کے اوپر گھما کر پھینک دوں تو؟ انھوں نے پھر دھمکایا، نہ جانے کیا کیا کہلوایا، قادریہ، غوثیہ، وغیرہ وغیرہ پھر بولے میرے پاؤں کے بیچ سر رکھو، میں نے منع کیا تو دھمکا کر بولے مرید ہو کر بات نہیں مانتا، میں نے سر ٹیکا اور جلدی سے اٹھالیا، وہ دوبارہ بولے ادب سے قدموں میں سر رکھو اور یہ سوچو کہ مجھ میں خدا کا نور ہے جس طرح خدا کو سجدہ کرتے ہیں اس طرح کرو، مجھے غصہ آ گیا میں نے اسلام کے بارے میں بہت کچھ پڑھ لیا تھا میں نے اس نالائق سے کہا کہ اگر میں تجھے اٹھا کر دے ماروں تو خدا میں ہوں گا، اس لئے کہ جو طاقتور ہوتا وہ خدا ہوتا ہے، میں نے دو چار گالیاں دیں اور چلا آیا۔

مجھے مسلمان ہونے کی بے چینی تھی اور موت کا کھٹکا تھا، میں نے ایک ملا جی سے ذکر کیا وہ مجھے ایک قاضی جی کے یہاں لے گئے قاضی جی نے کہا مسلمان تو ہم تمہیں کرلیں گے مگر دو ہزار روپے فیس ہوگی، میں نے کہا کہ میں مسلمانوں کا اسلام لینا نہیں چاہتا میں تو

حضرت محمد ﷺ صاحب والا اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں اگر حضرت محمد ﷺ صاحب نے کسی کو مسلمان کرنے کے لئے پیسے لئے ہوں تو آپ بھی لے لیں، جب انھوں نے کبھی ایک پیسہ نہیں لیا تو آپ کیسے پیسے مانگتے ہیں؟ دو ہزار کی بات کوئی بڑی نہیں تھی، مگر مجھے وشواس نہیں ہوا میں وہاں سے بھی واپس آ گیا۔

اگلے روز ایک مسجد کے سامنے سے جا رہا تھا تو ذرا صاف ستھرے کپڑوں میں ایک مولانا صاحب مسجد کی طرف جاتے دکھائی دیئے بعد میں ان کا تعارف ہوا ان کا نام مولانا عبدالسمیع قاسمی تھا، میں نے ان سے کہا مجھے اسلام کے بارے میں کچھ بات معلوم کرنی ہے پہلے وہ ٹھٹکے بعد میں وہ تیار ہو گئے میں نے ان سے کہا کہ اسلام کے بارے میں نے ۵۰ سے زیادہ کتابیں پڑھی ہیں، جب آپ ﷺ آخری حج کو گئے تو ان کے ساتھ سوا لاکھ ساتھی تھے، انھوں نے سب کو اکٹھا کر کے ان سے سوال کیا کہ میں نے اسلام تم سب تک پہنچا دیا؟ سب نے کہا کہ بالکل پہنچا چکے، حضرت محمد ﷺ نے کہا کہ اب جو یہاں سے غائب ہیں یہ اسلام تمہیں ان تک پہنچانا ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جن مسلمانوں تک اسلام پہنچ چکا ہے وہ دوسرے مسلمانوں تک پہنچائیں؟ مولانا قاسمی نے کہا کہ ہاں ضرور پہنچانا چاہئے میں نے کہا کہ مولانا صاحب آپ مجھے ایسے دو چار لوگوں سے ملوائیں جو دین کو دوسروں تک پہنچانے کا کام کر رہے ہیں، مولانا بولے ایسے لوگ بھی ہیں، میں نے کہا کہ یہ کام تو سارے مسلمانوں کو کرنا چاہئے مگر مجھے ایک مسلمان بھی نہیں ملا میں خود اسلام لانا چاہتا ہوں، چار بڑے مولویوں نے مجھے دھکے دے دئے، مولانا قاسمی نے کہا کہ آپ کو ایک آدمی کا پتہ بتاتا ہوں، آپ پھلت چلے جاؤ، میں نے ان کا پتہ اور فون نمبر مانگا، انھوں نے کہا فون نمبر میں ابھی معلوم کرتا ہوں، نانگلوئی کے کسی مولانا صاحب کو انھوں نے فون کیا اور مولانا کلیم صاحب کا موبائل نمبر مل گیا، انھوں نے فون

ملایا مولانا دلی سے پھلت جارہے تھے، مولانا قاسمی نے کہا کہ ہمارے ایک چودھری صاحب اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں، مولانا نے کہا ان کو آج شام تک پھلت بھیج دیں، میں نے کہا فون پر مجھ سے بات کروادو، انھوں نے فون مجھے دے دیا، میں بات کی مولانا نے کہا: آپ جب بھی آئیں ہمارے اتتھی بلکہ آدرنیہ اتتھی (معزز مہمان) ہوں گے، میں سیوا (خدمت) کے لئے ہر سمے حاضر ہوں میں نے کہا بہت بہت دھن واد (شکریہ) مجھے بڑا عجیب لگا پہلی بار ایک آدمی سو ڈیڑھ سو کلومیٹر دور میرا ایسا سواگت کررہا ہے۔

مجھے تو ایک ایک منٹ مشکل ہورہا تھا، میں اسی روز ۲۷ ستمبر کو دن چھپنے تک پھلت پہنچا مولانا صاحب نماز پڑھنے گئے تھے میں بیٹھک میں کرسی پر بیٹھ گیا، مولانا صاحب آئے تو میں نے ملاقات کی مولانا بہت خوشی سے ملے، ان کے یہاں باہر کے کچھ مہمان آئے ہوئے تھے جو اندر مکان کے اوپر والے کمرہ میں ٹھہرے ہوئے تھے، تھوڑی دیر میں مولانا نے مجھے بھی وہیں بلوالیا، مجھ سے پیار سے سوال کیا میرے لئے سیوا بتایئے میں نے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، مولانا صاحب نے کہا بہت مبارک ہو، جو سانس اندر چلا گیا اس کے باہر آنے کا اطمینان نہیں اور جو باہر نکل گیا اس کے اندر جانے کا بھروسہ نہیں، اصل میں تو ایمان دل کے وشواس (یقین) کا نام ہے، آپ نے ارادہ کرلیا، دل سے طے کرلیا کہ مجھے مسلمان بننا ہے تو یہ کافی ہے مگر اس سنسار میں ہم لوگ دل کے حال کو جان نہیں سکتے اس لئے زبان سے بھی کلمہ پڑھنا پڑتا ہے آپ جلدی سے وہ لائن جس کو کلمہ کہتے ہیں پڑھ لیجئے، میں نے کہا مجھے ایک بات پہلے بتایئے کہ مسلمان ہوکر کیا مجھے بیوی کو چھوڑنا پڑے گا، مولانا صاحب! آپ کیسے مسلمان ہوں گے جو آپ اپنے جیون ساتھی کو چھوڑیں گے، آپ چھوڑنے کی بات کرتے ہیں، اگر آپ سچے دل سے مسلمان ہیں تو آپ کو اپنی بیوی کو سورگ (جنت) تک ساتھ لے جانا پڑے گا بلکہ اس سارے سنسار کو

نرک سے بچا کر سورگ لے جانے کی کوشش کرنی ہوگی، مجھے خوشی ہوئی چلو یہ اچھے آدمی ملے ہیں، مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھایا، ہندی میں ارتھ بھی کہلوایا اور بتایا کہ تین باتوں کا آپ کو خیال کرنا ہے، ایک یہ کہ ایمان اس مالک کے لئے قبول کیا ہے، جو دلوں کا بھید جانتا ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ میں مسلمان ہوں لوگ مجھے نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں، مگر میرا مالک جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں یا نہیں اور اسلام وہ ہے جو دلوں کے بھید جاننے والے کو قبول ہو جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس دنیا میں بھی ایمان کی ضرورت ہے اور وہ آدمی جو ایک مالک کو چھوڑ کر دوسرے کے آگے جھکے کتے سے بھی زیادہ گیا گزرا، کہ کتا بھی بھوکا پیاسا اپنے مالک کے ایک در پر پڑا رہتا ہے، وہ آدمی کتے سے بھی بدتر ہے جو در در جھکے، مگر اصل ایمان کی ضرورت موت کے بعد پڑے گی جہاں ہمیشہ رہنا ہے تو موت تک اس ایمان کو بچا کر لے جانا ہے۔

تیسری سب سے ضروری بات یہ ہے کہ یہ ایمان ہماری آپ کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے پاس ہر اس انسان کی امانت ہے جس تک ہم پہنچا سکتے ہیں اب اگر مالک نے ہمیں راستہ دکھا دیا ہے تو ہمیں سارے خاندان، دوستوں اور جاننے والوں تک اس سچائی کو پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنی ہے میں نے کہا مولانا صاحب آپ سچ کہتے ہیں میں اصل میں خوف اور لالچ سے مسلمان ہو رہا ہوں، مرنے کے بعد کیا ہوگا، دوزخ کا کھٹکا اور جنت کی کنجی کتابوں میں میں نے جو کچھ پڑھا فلم کی طرح میرے دل و دماغ میں گھومتا رہتا ہے مجھے خیال ہوتا ہے کہ تو نے اتنے ظلم کئے ہیں موت کے بعد کیا ہوگا؟ اب میں آپ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اسلام میں مالک نے جن کاموں سے روکا ہے پوری جان لگا کر ان کاموں سے بچنے کی کوشش کروں گا، شاید میرے مالک کے سامنے جانے کا میرا

منہ ہو جائے میں نے مولانا صاحب کو بتایا کہ یہ بھی اچھا ہوا کہ میں نے اسلام کو پڑھ کر مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا، مسلمانوں کو دیکھ کر نہیں، آج کے مسلمانوں کو دیکھ کر کون مسلمان ہو سکتا ہے؟ میرے چاروں طرف بہت سے مسلمان رہتے ہیں، ہمارا ایک کرایہ دار غلام حیدر نام ہے، نماز بھی نہیں پڑھتا میں نے ان سے ایک بار کہا تم ہر مہینہ میرے ماں باپ کو کرایہ دیتے ہو اگر تم ان سے مسلمان ہونے کو کہو تو کیا خبر وہ مسلمان ہو جائیں اور اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو ہمارا پورا خاندان مسلمان ہو جائے گا، وہ بولے تمہارے بابا علاقہ کے پردھان ہیں اگر میں نے ان سے کہہ دیا تو ہمیں جینا مشکل کر دیں گے، میں نے کہا تم خدا سے نہیں ڈرتے میرے بابا سے ڈرتے ہو، اس لئے یہ کعبہ کا فوٹو ہٹا کر میرے بابا کا فوٹو لگاؤ اور روزانہ اس کا نام جاپ کر کے میرے بابا کو ڈنڈوت کرنا، میرے بابا نے کسی دن دیکھ لیا تو وہ تمہارا کرایہ معاف کر دیں گے، تمہارے مزے آجائیں گے، میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے کو سید بتاتے ہو خدا کے سامنے تمہیں بھی جانا ہوگا، میں مالک کے سامنے ہی لٹھ ماروں گا کہ انھوں نے سید ہو کر ایک دن بھی ہمیں ایمان لانے کو نہیں کہا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: میں نے مولانا صاحب سے اپنی روداد سنائی اور چار بڑے مولاناؤں کے پاس سے واپس آنے کی بات سنائی، مولانا نے مجھے بہت پیار سے سمجھایا کہ ان کا ایسا کرنا ٹھیک تھا اور مجھے تسلی دی۔

سوال: آپ کے کتنے بچے ہیں؟

جواب: دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں، بڑی لڑکی کی شادی میں نے کر دی ہے، ہمارا سماج اصل میں پٹھانوں سے بہت ملتا جلتا ہے، بہت شرم و حیا ہے، مردوں کا رہنا باہر اور عورتوں کا اندر، میں اپنی ماں کے سامنے اپنی بیوی سے آج تک بات نہیں کر سکتا ماں بیٹھی ہو گی تو

میں اس کو ہی کام بتاؤں گا، وہ کبھی کہتی بھی ہے کہ یہ تیری پانچ ہاتھ کی بہو ہے تو اس سے کیوں نہیں کہتا، میں کہتا ہوں ماں جب تو مرجائے گی تب اس سے کہوں گا، ہمارے یہاں ابھی تک لڑکی کو پڑھانے کا رواج نہیں ہے، پورے خاندان میں میں نے بغاوت کر کے بڑی لڑکی کو پڑھایا، ہائی اسکول پاس کیا تو اس نے کہا: پتاجی مجھے دو ہزار روپئے چاہئے، میں نے کہا بیٹی! دو ہزار کا کیا کروگی؟ اس نے کہا ایک ہزار کا موبائل مل رہا ہے، میں نے کہا موبائل کا کیا کروگی؟ اس نے کہا بات کیا کروں گی میں نے پوچھا اور ایک ہزار کا کیا کروگی اس نے کہا جنس لاؤں گی، میں نے اس سے کہا کہ دو ہزار کی جگہ پانچ ہزار دوں گا، مگر ۱۵ دن کے بعد، میں نے لڑکے والوں کو بلوایا جہاں رشتہ طے کر رکھا تھا اور کہا آٹھ دن میں پھیرے پھروالو تو لڑکی تمہاری، ورنہ میں کسی دوسری جگہ شادی کردوں گا، وہ تیار ہوگئے، بابا سے کہہ کر پنڈت بلوایا اور پھیرے پھروادئے، میں نے لڑکی کو ڈھائی ہزار روپئے دیئے اور کہا آدھے تو یہ لو اور آدھے اس دن دوں گا جس روز گود میں بٹھا کر رخصت کرنے کے لئے تجھے گاڑی میں ٹیکوں (بٹھاؤں) گا، آج ہائی اسکول کر کے موبائل اور جنس مانگ رہی ہے اگر انٹر کرلیا تو کسی بھنگی کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے آئے گی کہ پتاجی یہ تمہارا داماد ہے، میں نے عہد کرلیا کہ لڑکی کو پانچویں سے آگے ہرگز نہیں پڑھانا ہے، یہ بات میں نے مولانا صاحب سے بھی کہی تھی، انھوں نے کہا یہ سوچ ٹھیک نہیں ہے، اب تم مسلمان ہوگئے ہو، آپ کو اسلام کی ہر بات ماننا ہوگی، اسلام نے علم حاصل کرنے کو فرض کہا ہے اور لڑکا لڑکی دونوں کو پڑھانا ضروری ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسلامی ماحول اور تربیت میں، میں نے وعدہ کرلیا اب میرا پکا ارادہ ہے کہ اپنے ان تینوں بچوں کو اسلامی تعلیم کی جو سب سے بڑی ڈگری ہوگی اس تک پڑھاؤں گا، آگے مالک کے ہاتھ میں ہے، اب میں نے بالکل اسلامی اصولوں پر زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہے میں شراب کا بہت عادی تھا، حالانکہ جب

میں ہندو تھا ہمت کر کے دو مہینے تین مہینے تک کئی بار شراب چھوڑی اور دوستوں کو اپنے ہاتھوں سے پلائی مگر خود نہیں پی، مگر جب سے میں نے کلمہ پڑھا ہے اب زندگی بھر نہ پینی ہے اور نہ پلانی ہے اور نہ پینے والوں کے پاس بیٹھنا ہے، ۱۵ دن ہو گئے مجھے خیال بھی نہیں آیا اور مالک کا کرم ہے کہ کسی دوست نے بھی میرے سامنے نہیں پی، حالانکہ کسی کو معلوم بھی نہیں ہے کہ میں نے چھوڑ دی ہے، یا اسلام قبول کر لیا ہے۔

سوال: آپ نے یہ باتیں اپنی بیوی سے بتا دیں؟

جواب: میری بیوی میری ماں کی طرح بہت دھارمک اور بہت کٹر ہے جب مولانا صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ اس کو اپنے ساتھ جنت میں لے جانا ہے تو میں نے بتایا کہ وہ تو بہت کٹر ہندو ہے، جس روز گوشت کھا کر آتا ہوں گھر میں گھسنا مشکل کر دیتی ہے، نہ جانے اس کو کیسے خوشبو آ جاتی ہے، مولانا صاحب نے کہا کہ کٹر ہندو ہی پکی مسلمان ہوتی ہے، دھرم پر انسان اپنے مالک کو خوش کرنے کے لئے ہی پابندی کرتا ہے، اگر آپ اس کو سمجھا دیں کہ یہ راستہ غلط ہے اور سچا راستہ اسلام ہے تو اسلام پر بھی وہ بہت سختی سے عمل کرے گی، میں نے کھتولی میں مولانا صاحب کے بھانجے کے موبائل سے اس کو بتا دیا تھا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں، تو وہ بہت ناراض ہوئی، میں نے یہ کہہ کر بات بند کر دی کہ میں دوسرے کے موبائل سے فون کر رہا ہوں۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اگلے روز صبح کو میرے مقدمے کی تاریخ تھی، مجھے صبح وکیل سے بھی ملنا تھا، اس لئے رات کو مولانا صاحب نے اپنی گاڑی سے کھتولی پہنچا دیا، رات کو بارہ بج کر ۴۵ منٹ پر گھر پہنچا مہارانی جی غصے میں بھری تھیں، دھکے دینے لگی بار بار گالیاں دیں ۲۵ سال کا سارا ادب بھول گئی، کہنے لگی کہ تو دھرم بھرشٹ کر کے آیا ہے، تو میرا کیا لگتا ہے، بھاگ جا،

نہ جانے کیا کیا کہا صبح تک لڑائی ہوتی رہی، مولانا نے بیوی کو دعوت دینے کے لئے آخری ہتھیار کے طور پر ایک پوائنٹ بتا دیا تھا، صبح ہونے کو ہوئی میں اس ڈر سے کہ دن نکل گیا تو یہ سب کو بتا دے گی اسلئے میں نے آخری تیر کے طور پر اس کا استعمال کیا، میں نے اس سے کہا کہ تو اصلی ہندو ہے یا نقلی، اس نے کہا اصلی ہوں بالکل اصلی، میں نے کہا کہ اگر اصلی ہندو ہے اور میں اسلام کی چتا میں جل گیا ہوں تو تجھے بھی میرے ساتھ ستی ہو جانا چاہئے، اب تو مجھے چھوڑ کر یا دھکے دے کر بازاری بنے گی یا دوسرے کے پاس بیٹھے گی، بھگوان نے تجھے میرے ساتھ باندھا ہے، تو اگر اصلی ہے تو میرے ساتھ ستی ہو جانا چاہئے، تیر نشانے پر لگ گیا وہ چپ ہوگئی دیر تک ہچکیوں سے روتی رہی میں اس کے قریب گیا پیار کیا اور دکھ سکھ اور جیون مرن میں ساتھ دینے کے وعدوں کی دہائی دے کر مسلمان ہونے کے لئے کہا وہ تیار ہوگئی، ٹوٹا پھوٹا کلمہ پڑھوایا اور صبح فجر کی نماز ہم دونوں نے ایک ساتھ پڑھی، بیوی کے مسلمان ہونے کی اپنے مسلمان ہونے سے زیادہ مجھے خوشی ہوئی، مجھے مولانا صاحب کی ہر بات سچی لگنے لگی، انھوں نے ہی کہا تھا کہ بیوی کو چھوڑنے کی بات کیا مطلب؟ اس کو جنت تک ساتھ لے جانا ہے۔

سوال: اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ اسلام کی تعلیم کے لئے آپ نے کیا سوچا؟

جواب: ہمارے علاقہ میں ایک مولانا صاحب مسجد میں امام ہیں میں روزانہ رات کو ان کے پاس جا رہا ہوں، مجھے جماعت میں جانا ہے مگر مقدموں کی تاریخوں کی وجہ سے ابھی مجبور ہوں، میں نے اپنی بڑی لڑکی اور داماد کو بھی ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' اور '' آپ کی امانت پڑھنے کے لئے دی ہے۔

سوال: ارمغان کے واسطے سے آپ مسلمانوں سے کچھ کہنا چاہیں گے؟

جواب: مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ یہ دین جب امانت ہے جیسا کہ مولانا صاحب نے''

آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" میں لکھا ہے تو پھر اسے سارے سنسار تک پہنچانا چاہئے، آج کے دور میں اسلام پہنچانا بہت آسان ہے، میں لاکڑا جاٹ ہوں، جاٹ قوم کی سائیکالوجی اچھی طرح جانتا ہوں، جاٹ بہت لالچی ہوتا ہے اور لالچی سے زیادہ ڈرپوک ہوتا ہے، خصوصاً جیل اور سزا سے جتنا جاٹ ڈرتا ہے شاید دوسرا نہیں ڈرتا، احمد بھائی میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اگر "مرنے بعد کیا ہوگا" اور "دوزخ کا کھٹکا" ہندی انواد (ترجمہ) کرکے جاٹوں تک پہنچایا جائے اور قرآن مجید میں جنت و دوزخ کا جو ذکر ہے ان کو سنایا جائے تو جاٹ سارے کے سارے ضرور مسلمان ہو جائیں گے، اس سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ جب دین امانت ہے اور مالک کے سامنے حساب دینا ہے تو اس کا بھی حساب ہوگا کہ اس کو پہنچایا یا نہیں، اس لئے دین کو دوسروں تک پہنچانا نہ صرف یہ کہ دوسروں کے لئے ضروری ہے مرنے کے بعد کے جواب سے بچنے کے لئے خود مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے۔

سوال: آپ کی باتیں اتنی دلچسپ اور مزے کی ہیں کہ جی چاہتا ہے دیر تک کئے جاؤں، مگر بات لمبی ہوگئی ہے اس لئے باقی آئندہ انشاء اللہ، بہت بہت شکریہ، السلام علیکم، فی امان اللہ۔

جواب: آپ کا بھی شکریہ، وعلیکم السلام۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان نومبر ۲۰۰۴ء

۵۷ اسلام کی پاکی کا نظام قبول اسلام کا ذریعہ بنا

جناب ماسٹر محمد اسلام صاحب ﴿پرمود کمار﴾ سے ملاقات

میری اپنے بھائیوں سے درخواست ہے کہ پیارے نبی ﷺ آخری حج کے موقع پر سب سے وصیت کر کے گئے کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ یہ دین ہر غائب شخص تک پہنچا دیا جائے، ختم نبوت کے بعد یہ کار دعوت اسلام کی سب سے بڑی شان کے طور پر ہمیں ملا ہے اور اس کام میں غفلت اور ایمان کو لوگوں تک نہ پہنچانے کی وجہ سے ہمارے حضرت کے بقول ہر منٹ میں تین سو تیرہ ہمارے بھائی کفر اور شرک پر مرکر ہمیشہ کی آگ کا ایندھن بن رہے ہیں، یہ سب ہمارے بھائی ہیں اگر نہ جاننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ ہم سے دشمنی کرتے ہیں تو اس سے ان کا حق ختم نہیں ہوتا، ہماری ترقی اور نجات کا واحد راستہ دعوت ہے، ہمارے نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ اور آپ کی ایک پیار بھری وصیت اور آخری نصیحت اور خواہش کا ہم نے خیال نہ رکھا تو یہ بہت دکھ کی بات ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

سوال : السلام علیکم

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

سوال : آپ کی تعریف؟

جواب : میرا نام محمد اسلام ہے، دیوبند کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں، میرا پرانا نام پرمود کمار ہے ایک بہت مذہبی جاٹ گھرانے کا فرد ہوں، اب سے ساڑھے سات

سال قبل میں نے اسلام قبول کیا، الحمد للہ میں نے بارہویں کلاس تک تعلیم حاصل کی ہے۔

سوال: اپنے خاندان کے بارے میں بتائیں؟

جواب: میرے تین بھائی ایک بہن ہے، والدین حیات ہیں جب میری چھ سال کی عمر تھی میرے والد نے سنیاس لے لیا تھا وہ گنگا کے کنارے ایک بڑا مشہور آشرم چلاتے ہیں ، ہندو مذہب کے بڑے گیانی اور عالم ہیں، اس کے علاوہ خاندان میں چچا تاے اور پھر بھیا وغیرہ ہیں، ہمارا خاندان بڑا خاندان ہے۔

سوال: آپ نے کہا کہ آپ کے والد ہندو مذہب کے بڑے گیانی رہے ہیں کیا اب نہیں ہیں؟

جواب: الحمد للہ اب تو انھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا حال سنائیں؟

جواب: حقیقت یہ ہے کہ اسلام دین فطرت ہے جیسا کہ ہمارے حضرت فرماتے ہیں کہ جس طرح انسان کے پیٹ کو بھوک و پیاس لگتی ہے اور پانی اور کھانے کے بغیر آدمی بے چین رہتا ہے اسی طرح انسان کی روح اس کی آتما کو دین اسلام خصوصاً توحید خالص کی تلاش اور بے چینی رہتی ہے، مجھے بچپن ہی سے خیال آتا تھا کہ جس طرح مالک نے اس دنیا کو بنایا ہے اس تک کس طرح پہنچا جائے بہت سے دھرم گروؤں سے میں بات کرتا تھا مگر اطمینان نہ ہوتا تھا، ایک حافظ صاحب سے میرا رابطہ ہوا میں نے ان سے بھی اس طرح کے سوالات کئے انھوں نے اسلام کے بارے میں مجھے بتایا جو مجھے اچھا لگا، سب سے زیادہ اسلام کی پاکی کا نظم مجھے بے حد پسند آیا، مجھے خیال آتا تھا کہ پیشاب، پاخانہ ایسی گندی چیزیں ہیں کہ آدمی جہاں پر یہ ہوں وہاں کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا، جب یہ پیشاب انسان کے کپڑوں اور جسم کو لگے گا تو انسان کیسے (پوتر) پاک ہوسکتا ہے اور مالک تو بڑا

(ہوتر) پاک ہے وہ ناپاک انسان کو کیسے مل سکتا ہے، پاکی کی اس چاہت اور پسند کے ذریعے میرے اللہ نے میرے دل کو کفر وشرک سے پاک کردیا اور میں نے اسلام قبول کرلیا، حافظ صاحب مجھے پھلت حضرت کے پاس لائے، پھر میں نے چار مہینے، جماعت میں لگائے اور خوب محنت سے دین سیکھا پھر حضرت مولانا نے مجھے چانچک ضلع جمانگر بھیج دیا، وہاں مدرسے میں میں نے قرآن شریف، تجوید اور دینیات پڑھی اور بچوں کو پڑھایا، اس کے بعد دو سال سے پھلت میں ہوں۔

سوال: قبول اسلام کے بعد آپ کو کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: ایک آدمی جب اپنا سب کچھ چھوڑ کے نئے ماحول میں آتا ہے تو اس کو پریشانی تو ہوتی ہی ہے مجھے بھی اس سے واسطہ پڑا، کئی بار کئی کئی روز تک فاقہ کرنا پڑا میرے لئے سب سے تکلیف کی بات مسلمان بھائیوں کے سوالات اور ہر آدمی کا انٹرویو لینا تھا، مگر ان سب کے باوجود میں نے جس قیمتی ایمان کو قبول کیا تھا اس کے لئے یہ پریشانیاں کوئی زیادہ نہیں لگیں۔

سوال: سنا ہے آپ ایک بار غصے میں آکر کہیں چلے گئے تھے پھر آپ کے دوبارہ آنے کا کیا ذریعہ بنا

جواب: اپنی ناسمجھی اور کچھ لوگوں کے مسلسل سوالات سے تنگ آکر میں گڑگاؤں ایک عیسائی مشن میں چلا گیا تھا اصل میں میری غلطی یہ تھی کہ میں سمجھتا تھا کہ میں نے اسلام قبول کیا ہے تو میرے مسائل کا حل کرنا مسلمانوں کے ذمہ ہے اور قبول اسلام کو میں شیطان کے بہکاوے میں مسلمانوں پر احسان سمجھنے لگا تھا، مگر میرے اللہ کا کرم تھا کہ میرا عقیدہ ٹھیک رہا گو میں ظاہر میں عیسائی مشن سے جڑ گیا تھا وہاں کے حال کو دیکھ کر بھی مجھے اسلام کی قدر بڑھی اور سب سے زیادہ میرے حضرت کی ماں سے زیادہ ممتا اور شفقت بلکہ ان کی

روحانی توجہ مجھے مقناطیس کی طرح کھینچتی رہی، میں وہاں بے چین رہتا تھا اور پھر بلا اختیار مجھے پھلت آنا پڑا کھتولی آ کر میں نے حضرت کو فون کیا، حضرت نے پھلت بلایا، میں نے اپنا حلیہ بدل لیا تھا مجھے شرم آ رہی تھی مگر حضرت نے مسجد میں بلایا اور جامع مسجد میں گلے لگا کر خوب روئے اور مجھے سمجھایا، دوزخ کی آگ کا خوف دل میں بٹھایا اور مجھے کہا کہ تمہاری سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ ایمان کو تم مسلمانوں پر احسان سمجھ رہے ہو حضرت نے کہا کہ اگر ایک انسان کسی ڈوبتے آدمی کو یا آگ میں جلتے آدمی کو اس پر ترس کھا کر ڈوبنے یا آگ سے میں جلنے سے بچالے اور اس کو وہاں سے نکال لے اور ڈوبنے اور جلنے سے بچنے والا آدمی اس سے یہ کہے کہ تم نے میری جان بچائی اسلئے اب میرے سارے مسائل آپ کو حل کرنے ہیں میری روٹی کپڑے اور ساری ضروریات کا انتظام آپ کو کرنا ہے، تو اس آدمی کی کیسی غلط بات ہے، الحمدللہ مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور میں نے صلوٰۃ التوبہ پڑھی۔

سوال: اسلام میں آ کر آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

جواب: اسلام میں آ کر میں اللہ کا بڑا شکر ادا کرتا ہوں اور مجھے جب بھی اپنے ایمان کا خیال آتا ہے تو مجھے اپنے اللہ کے سامنے سجدے میں گرنے کو جی چاہتا ہے اور اس خیال سے کہ کہیں مجھے میرے اللہ نے ہدایت نہ دی ہوتی اور حضرت کے پیار و محبت کی وجہ سے میں عیسائی مشن سے نہ نکلتا اور اس میں میری موت آجاتی تو کیا ہوتا؟ اور میرا رواں کھڑا ہو جاتا ہے، جیسا دیکھئے اس وقت ہو رہا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

سوال: آپ نے فرمایا کہ آپ کے والد نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے ان کے قبول اسلام کا کچھ حال بھی سنائیے؟

جواب: ہمارے حضرت نے میرے خاندان کے بارے میں معلوم کیا جب میں نے ان سنیاس لینے اور آشرم کا حال بتایا تو انھوں نے مجھ سے ان کی ہدایت کے لئے دعا کو کہا، ہمارے حضرت کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر نو مسلموں کو کار دعوت پر نہ لگایا جائے تو ان کا پریشانیوں سے گھبرا کر مرتد ہونے کا خطرہ رہتا ہے انھوں نے مجھے والد صاحب کے پاس جانے کے لئے کہا اور مولانا عمران مظاہری کو میرے ساتھ بھیجا ہم آشرم پہنچے، تو میرے والد نے پہچان لیا مگر وہاں کے ماحول کی وجہ سے اظہار نہیں کیا ہم نے ان کے گرو کا حوالہ دیا جس کو بہانہ بنا کر شفقتِ پدری میں انھوں نے ہماری بہت خاطر کی چلتے وقت دونوں کو سوسو روپے بھی دئے اور پھر آنے کو کہا، ہم لوگ پھلت آئے تو حضرت نے کارگذاری سنی اور اس پر افسوس کیا کہ آپ نے دعوت کیوں نہیں دی اور دوبارہ جانے کو کہا اور پھلت کی دعوت دینے کو کہا، ہم دوبارہ گئے اور دعوت تو دینے کی ہمت نہ ہوئی پھلت کے لئے وعدہ لیا اور حضرت کی کتاب ''آپ کی امانت آپ کی سیوا میں'' دے کر آگئے، انھوں نے ایک ہفتے بعد آنے کا وعدہ کر لیا۔

ایک ہفتے بعد میں ان کو لینے گیا، شروع میں ماحول سے مانوس کرنے کے لئے ان کو چاپچک مدرسے میں رکھا دو روز بعد پھلت پہنچے، وہ آپ کی امانت کتاب سے بے حد متاثر تھے اور حضرت سے ملنے کو بے چین تھے، رات کو ایک بجے حضرت سفر سے آئے، صبح آٹھ بجے حضرت سے ملاقات کی، میرے والد کو حضرت نے دیر تک گلے لگایا، پھر تنہائی میں باتیں کیں اور تھوڑی دیر کے بعد خوشخبری ملی کہ میرے والد نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ہم لوگوں نے تفصیلات معلوم کیں، تو حضرت نے بتایا کہ میں نے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کی اور پھر ان سے کہا کہ آپ ماسٹر اسلام کے والد ہونے کی وجہ سے میرے بھی والد کی طرح ہیں، اگر مجھے معلوم ہو کہ آپ انجانے میں ایک ایسے راستہ پر جا رہے ہیں

جہاں آگ کا الاؤ جل رہا ہے اور آپ اس میں کسی وقت بھی گر کر جل جائیں گے تو میرا کیا حال ہوگا، انھوں نے کہا کہ آپ بڑے دکھ میں رہیں گے تو میں نے عرض کیا کہ جب مجھے یقین ہے کہ ایمان کے بغیر (مکتی) نجات نہیں اور موت کا کچھ پتا نہیں کون سا سانس آخری ہو تو مجھے کس قدر تکلیف ہوگی، انھوں نے کہا بے شک بہت تکلیف ہوگی، میں عرض کیا کہ بس آپ کے اختیار میں ہے یا تو ایمان قبول کر کے ہمیں چین دلا دیں یا اس طرح تڑپنا چھوڑ دیں، انھوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا، میں نے تو آپ کی امانت پڑھ کر طے کر لیا تھا کہ مجھے ایمان لانا ہے، مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ جب ان کی کتاب پڑھنے میں ایسا آنند (مزہ) اور پریم ملا ہے تو ان سے ملنے میں کیا آنند (مزہ) ہوگا۔

میں سمجھ گیا تھا کہ وہ کوئی مہان آتما ہے جو ایشور نے دھرتی والوں کے اودھار کے لئے بھیجی ہے، اب اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ مجھے مسلمان کر لیں اور میں بھی مسجد میں اللہ اللہ کروں، دوسری صورت یہ ہے کہ میرے ساتھ بہت سے لوگ میرے شاگرد ہیں جو مجھ سے اس لئے جڑے ہیں کہ ان کو شانتی کا سچا راستہ بتاؤں گا ان کا بھی حق ہے میں مسلمان ہو جاؤں مگر ابھی ظاہر نہ کروں اور وہاں جا کر اپنے لوگوں سے کہوں کہ گنگا کی ترائی میں ہماری صحت اچھی نہیں ہے اب ہم پہاڑوں کے پاس اچھی آب وہوا میں آشرم بنائیں گے، پھر ان کو بھی ساتھ لائیں اور ان کو سچائی بتائیں۔

آپ جیسا کہیں ویسا ہوگا، میں نے ان سے کہا یہ صورت بہت اچھی ہے، پہلے آپ کلمہ پڑھ لیں انھوں نے کلمہ پڑھا اور عبداللہ نام تجویز ہوا۔ الحمدللہ۔

سوال: پھر اس کے بعد ان کا کیا ہوا؟

جواب: حضرت کے درد نے ان کو شکار کر لیا، بار بار وہ حضرت کے گلے لگتے تھے، انھوں نے حضرت سے کہا کہ میں قرآن پڑھنا چاہتا ہوں، ہندی کا قرآن دلوا دیں، میں نے

قرآن پڑھا ہے مگر اس وقت میں نے مسلمانوں کا دھرم گرنتھ سمجھ کر پڑھا تھا، اب میں اس لئے پڑھنا چاہتا ہوں کہ میرے مالک مجھ سے کیا کہتے ہیں، اس کے بعد وہ آشرم چلے گئے اپنے دو چیلوں کے ساتھ وہاں پر کچھ دن جمنانگر کے مدرسہ میں رہے۔

ان کے دونوں چیلوں نے اسلام قبول کرلیا تھا، ایک چیلے کی بات آپ کو کیا بتاؤں کہ وہ ساڈھورہ میں ایک ہندو نائی کے یہاں اپنی جٹائیں (بال) کٹوانے کیلئے پہنچا، تو نائی نے کہا کہ کیا تمہارے سر میں جوں ہوگئی ہیں، اس نے کہا نہیں، نائی نے معلوم کیا تو پھر بال کیوں کٹوار ہے ہو اس نے بغیر جھجک کے کہا کہ اصل میں میں مسلمان ہوگیا ہوں اور شرک اور کفر کی ہر چیز کو میں ختم کرنا چاہتا ہوں اس لئے جٹائیں (بال) کٹوا رہا ہوں۔

افسوس ہے کہ ابھی میرے والد کے لئے کسی جگہ کا نظم نہیں ہوسکا، مگر الحمدللہ وہ بہت مضبوط ہیں اور بے چین ہیں، قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ذکر کرتے ہیں۔

سوال: جزاکم اللہ آپ نے اپنے خاندان کے لوگوں پر کام کیا اور اس کے کیسے اچھے اثرات ہوئے

جواب: میرے حضرت نے مجھے متوجہ کیا، شروع میں میرے گھر والے مجھ سے نفرت کرتے تھے، مگر جب میں نے ان کے لئے دل سے ہدایت کی دعا کی اور ہمدردی میں دعوت کی نیت کی تو حالات بدل گئے، اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی داعی کے ساتھ غیبی مدد آتی ہے اور اللہ راستے کھولتے ہیں ہم فضول میں ڈرتے ہیں اب سب رشتے داروں کے یہاں میرا آنا جانا ہے، وہ میرا بہت احترام کرتے ہیں، غور سے بات سنتے ہیں بلکہ ایک طرح کی عقیدت سے ملتے ہیں، اپنے دینوی مسائل میں دعا کو کہتے ہیں میں نے حضرت کی کتاب آپ کی امانت ان کو دی کچھ لوگ بہت قریب ہوگئے ہیں مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ ان میں سے بہت لوگ اسلام قبول کرلیں گے، ان میں بعض لوگ بہت پڑھے لکھے اور بڑے

عہدوں پر ہیں۔

سوال: آپ پھلت میں دن رات مسجد اور دعوت سے جڑے رہتے ہیں یہ جذبہ آپ میں کس طرح پیدا ہوا؟

جواب: میرے حضرت کا صدقہ ہے، انھوں نے ہمارے دل میں یہ بات بٹھائی کہ ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد دعوت اور دین کی خدمت ہے، روزگار اور دوسری چیزیں زندگی کی ضروریات ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ بزرگوں کی بستی پھلت ایک اسلامی بستی بن جائے، تاکہ لوگ یہاں آ کر ہی اسلام کو جان لیں اور قبول کریں۔

سوال: آپ مسلمانوں کے لئے کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میں حقیر آدمی پیغام تو کیا دے سکتا ہوں، بس میں اپنے بھائیوں سے درخواست کر سکتا ہوں، ایک درخواست یہ ہے کہ پیارے نبی ﷺ آخری حج کے موقع پر سب سے وصیت کر کے گئے کہ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ یہ دین ہر غائب شخص تک پہنچا دیا جائے۔

ختم نبوت کے بعد یہ کار دعوت اسلام کی سب سے بڑی شان کے طور پر ہمیں ملا ہے اور اس کام میں غفلت اور ایمان کو لوگوں تک نہ پہنچانے کی وجہ سے ہمارے حضرت کے بقول ہر منٹ میں تین سو تیرہ ہمارے بھائی کفر اور شرک پر مر کر ہمیشہ کی آگ کا ایندھن بن رہے ہیں، یہ سب ہمارے بھائی ہیں اگر نہ جاننے اور نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ ہم سے دشمنی کرتے ہیں تو اس سے ان کا حق ختم نہیں ہوتا، ہماری ترقی اور نجات کا واحد راستہ دعوت ہے، ہمارے نبی ﷺ سے عشق کا دعویٰ اور آپ کی ایک پیار بھری وصیت اور آخری نصیحت اور خواہش کا ہم نے خیال نہ رکھا یہ بہت دکھ کی بات ہے۔

دوسری درخواست یہ ہے انسان ایک سماجی جاندار ہے اسے جینے کے لئے ایک سماج کی ضرورت ہے، ایک نو مسلم کو اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کر کے اپنا گھر بار

سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے، اس کو بڑے سہارے اور گلے لگانے کی ضرورت ہوتی ہے جنگل بیابان میں وہ لوگوں اور مسلمان بھائیوں کا سہارا تکتا ہے ہر نئے آنے والے کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی ضرورت ہے وقتی طور پر کچھ مدد کر کے کچھ صدقہ خیرات دیکر اس کو بھکاری بنانا یا اس کی عادت بگاڑنا ٹھیک نہیں، اگر ایک مسلمان بھائی مدینے کی مواخاۃ کا نمونا بن کر ایک مہاجر بھائی کی فکر کو اوڑھ لے اس کو قرض دے کر یا شرکت کر کے اس کو پیروں پر کھڑا کرانے کی کوشش کرے تو اس کے خاندان کو دعوت دینا آسان ہو جائے تو اس کو تسلی بھی ہو گی اس کے لئے کچھ روز ہمارے حضرت کے ساتھ آکر محبت اور مامتا سیکھنی چاہئے

سوال : بہت بہت شکریہ جزاکم اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مستفاد از ماہ نامہ ارمغان فروری ۲۰۰۳ء

۵۸ کلمہ کے جاپ نے مجھے مسلمان بنادیا

جناب عبدالرحمٰن صاحب (رگھوبیر سنگھ) سے ملاقات

میں اس تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں اگر میرے اللہ مجھے ہدایت نہ دیتے تو کفر پر میری موت ہوتی، اچانک پھر مجھے غم سا ہوجاتا ہے کہ کہیں میری شامت اعمال کی وجہ سے مجھ سے اسلام کی نعمت چھین نہ لی جائے اس لئے کہ اصل ایمان تو خاتمہ کا ہے، میں اس تصور سے کانپ کر اکثر سجدے میں گر جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ آپ تو سخیوں کے سخی ہیں، آپ کے نبیؐ نے ہمیں بتایا کہ کسی کو چیز دے کر یا ہدیہ دے کر واپس لینے والا ایسا ہے جیسا الٹی کر کے چاٹنے والا، آپ تو کریموں کے کریم ہیں، آپ نے میری خواہش کے بغیر مجھ کو ہدایت دی ہے، میرا خاتمہ بھی ایمان پر کیجئے، مجھے امید ہے کہ میرے اللہ میرا خاتمہ ایمان پر فرمائیں گے انشاء اللہ، آپ بھی دعا کیجئے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اواہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؟

عبدالرحمٰن : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عبدالرحمٰن بھائی خیریت سے ہیں؟ ارمغان کے لئے کچھ بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔

جواب : الحمدللہ میں خیریت سے ہوں، احمد بھائی ضرور کیجیے میری خوش قسمتی ہوگی۔

سوال: اپنا مختصر تعارف کرائیں؟

جواب: میرا پرانا نام رگھوبیر سنگھ تھا میں قصبہ کھتولی کے ایک کمہار مزدور گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں گھر کے لوگ سادگی میں مجھے رگھو کہا کرتے تھے ۱۹۷۱ء میں اللہ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی اس وقت میری عمر اکیس سال رہی ہوگی میرے والد دیپ چند جی کا انتقال ہوگیا ہے، اب میرے تین بھائی اور دو بہنیں حیات ہیں والدہ کا میری شادی کے سال انتقال ہوگیا تھا، اس وقت میں کھتولی میں جنرل مرچنٹ کی دکان کرتا ہوں درمیان میں میں نے نائی کی دکان بھی کی تھی شرعی قباحتوں کی وجہ سے اب میں نے وہ چھوڑ دی ہے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کا واقعہ سنائیے؟

جواب: میرے قبول اسلام کا واقعہ ایک لطیفہ ہے ہوا یہ کہ ۱۹ سال کی عمر میں میری شادی ہوگئی میری بیوی بہت خوبصورت تھیں، ان کا میکہ بھی ہمارے خاندان سے ذرا اونچا تھا، ان کے والد ایک اچھے کسان تھے اور کچھ کاروبار بھی کرتے تھے ہمارے گھر غربت کی حالت میں اس کا دل نہ لگا، میں دسویں کلاس فیل تھا وہ مجھ سے پڑھی ہوئی بھی زیادہ تھی، اس نے انٹرمیڈیٹ پاس کر رکھا تھا، وہ مجھے بہت پسند آئی اور مجھے اس سے محبت ہوگئی، ایک مرتبہ اس کے میکہ والے اس کو لینے کے لئے آئے وہ گھر چلی گئی، کچھ زمانے کے بعد میں اس کو لینے کے لئے گیا اس نے آنے سے انکار کردیا مجھے بہت صدمہ ہوا، پھر میرے والد اس کو لینے کے لئے گئے مگر ان لوگوں نے اس کو نہیں بھیجا، رشتہ داروں اور ذمہ داروں سے سفارشیں کرائیں مگر انہوں نے صاف انکار کردیا۔

ساری ظاہری کوششیں بے کار ہوجانے کے بعد سیانوں اور ملاؤں سے ٹوٹکے، گنڈے اور تعویذ کرانے شروع کئے مگر کام بننے کی کوئی صورت نہ نکلی، میں اس کو بہت یاد کرتا میرا دل ہر کام سے اچاٹ ہوگیا اور نیم پاگل سی حالت میں بے چین رہتا، میرے

والد کو کسی نے بتایا کہ جمعہ کی رات ہفتہ کی صبح تک اکبر خاں والی مسجد میں مسلمانوں کا بڑا اجتماع ہوتا ہے وہاں بہت سے مولانا لوگ آتے ہیں آپ وہاں جاؤ، میرے والد صاحب سنیچر کی صبح کو وہاں پہنچے، لوگوں نے بتایا کہ مسجد کے باہر بیٹھ جاؤ جب پروگرام ختم ہوگا کسی مولانا سے ملوادیں گے، ایک ملا جی مسجد سے باہر تہبری کی ٹھیلی لگاتے تھے میرے والد صاحب ان کے پاس گئے اور اپنا دکھ بتایا، انہوں نے کہا کہ ہم کھتولی والے سارے کاموں میں پھلت والوں کے پاس جاتے ہیں وہ نوجوان کھڑے ہوئے تقریر کررہے ہیں، وہ پھلت کے رہنے والے ہیں وہ اگرچہ دیکھنے میں مولوی نہیں لگ رہے ہیں مگر پھلت کے ہیں اور پھلت کے لوگ بہت پہنچے ہوئے ہیں جب وہ نکلیں تو بس ان سے چپٹ جانا، وہ منع کریں گے اگر انہوں نے تیرا کام کردیا تو بس تیرا کام بن جائے گا۔

سوال: وہ نوجوان کون صاحب تھے؟

جواب: بتارہا ہوں، اصل میں وہ آپ کے والد صاحب تھے، اس وقت مشن اسکول میں گیارہویں کلاس میں پڑھتے تھے اسکول کی ڈریس میں اجتماع میں شریک ہوتے تھے گو وہ جماعت سے لگے ہوئے تھے اور بہت اچھی تقریر کرتے تھے مگر لوگ اس وقت ان کو مولوی صاحب کہنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے، ہفتہ واری اجتماع میں جوڑنے والی یا صبح چھ نمبر والی بات اکثر وہی کرتے تھے اشراق سے فارغ ہوکر وہ باہر نکلے، بستہ ساتھ تھا اسکول کی طرف رخ تھا، میرے والد ان کے پیچھے آواز لگاتے دوڑے، مولی صاحب! مولی صاحب! وہ مولوی صاحب ہوتے یا اپنے کو مولوی سمجھتے، تو سنتے، میرے والد نے دوڑ کر ان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور بولے اجی ایسی بھی کیا بات ہے اتنا آواز دے رہا ہوں سنتے بھی نہیں۔

آپ کے والد بولے: آپ تو مولوی صاحب مولوی صاحب آواز دے

رہے تھے، میں مولوی صاحب کہاں ہوں؟ میرے والد بولے یہ تو مجھے ملا جی تہری والوں نے خوب بتا دیا ہے کہ پھلت والے اپنے کو بہت چھپاتے ہیں، آپ کو میرا کام کرنا پڑے گا، انہوں نے معلوم کیا کہ آپ کا کیا کام ہے؟ میرے والد صاحب نے کہا: لڑکے کی بیوی نہیں آتی لڑکا غم میں مرا جا رہا ہے کچھ کام بھی نہیں کرتا؟ ایسا تعویذ دے دو کہ بہو آ جائے، وہ بولے بھائی ملا جی نے آپ سے مذاق کیا ہے، میرے تو پر دادا نے بھی کبھی تعویذ نہیں بنایا، میرے والد صاحب کو ملا جی نے بتایا تھا کہ وہ انکار کریں گے تم ہرگز نہ ماننا آپ کے والد کے انکار سے ان کو اور بھی یقین ہو گیا کہ چھپے ہوئے آدمی ہیں، ہر ایک کا کام نہیں کرتے ہیں اس لئے انہوں نے اصرار کیا، بولے: آپ مجھے تو نہیں بہکا سکتے ہیں، مجھے اصلیت سب پتہ ہے، میں آپ کے ساتھ رہوں گا اور جب تک میرا کام نہیں ہوگا میں ہرگز ٹلوں گا نہیں۔

مولوی صاحب بتایا کرتے ہیں کہ بہت سمجھانے اور معذرت کرنے کے باوجود جب وہ نہیں مانے تو انہوں نے جان چھڑانے کے لئے اگلے سنیچر کا وعدہ کر کے اپنی جان بچائی، ان کا خیال یہ تھا کہ کسی جاننے والے سے تعویذ لا کر دے دوں گا اس زمانہ میں پھلت میں حضرت شیخ الحدیثؒ کے ایک مرید حافظ عبداللطیف صاحب مدرسہ میں پڑھاتے تھے وہ یہ کام جانتے تھے، خیال تھا کہ ان سے تعویذ بنوا کر لا دوں گا میرے والد نے اگلے سنیچر کے وعدہ پر ان کو چھوڑ دیا اگلے ہفتہ ان کو یاد نہیں رہا ہفتہ واری پروگرام میں صبح کے چھ نمبروں پر بات ان کو کرنی تھی۔

مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ ذرا دن کی روشنی ہوئی، بات کرتے کرتے تقریر کے دوران جوتوں والے برآمدہ کی طرف گردن گھمائی تو میرے والد پر نگاہ پڑی وہ مجھے لیکر صبح صبح یہاں پہنچ گئے تھے کہاروں کی صبح بھی جلدی ہوتی ہے، پچھلے ہفتہ کا اصرار یاد

آیا تعویذ لانا یاد نہیں رہا تھا، بات کا توازن بگڑ گیا کسی طرح اپنے کو سنبھال کر بات پوری کی، اشراق کے لئے نیت باندھی حضرت شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کا کسی کنجری کو اس کی فیس دے کر مصلیٰ پر نماز کے لئے کھڑا کر کے اس کے لئے دعاء کرنے والا واقعہ یاد آیا، کہ الٰہی! مصلیٰ تک تو میں نے پہنچا دیا، دل کو پھیرنا آپ کا کام ہے۔

اپنی بات میں یہی واقعہ سنایا تھا اسی کی برکت سے نماز میں جان بچانے کی ترکیب سوجھی دو رکعت پڑھ کر انہوں نے میرے والد کو بلایا اور کہا اپنے بیٹے کو مسجد کے غسل خانہ میں بھیج کر اشنان (غسل) کرنے کو کہو، انہوں نے مجھے نہانے کو کہا نماز پڑھ کر وہ مجھے مسجد کے باہر والے حجرہ میں لے گئے اور تین بار کلمہ طیبہ پڑھوایا اس کے معنی بتائے اور مجھے کہا بس ایک مالک سب کچھ کرنے والا ہے اگر تم یہ کلمہ دل میں بٹھالیا تو وہ مالک تمہاری بہو کو بغیر بلائے بھیج دیگا اور مجھے ایک کاغذ پر ہندی میں کلمہ طیبہ لکھ کر دیا کہ ہر وقت سچے دل سے اس کا جاپ کرتے رہو باہر آ کر میرے والد سے کہا کہ میں نے ان کو ایک منتر بتادیا ہے یہ اس کا جاپ کریں گے مالک ضرور آپ لوگوں کی سن لے گا۔

مولانا صاحب بتاتے تھے کہ اس کے بعد مسجد میں جا کر انہوں نے دو رکعت اور نفل پڑھی اور خوب دل سے دعا کی کہ الٰہی! زبان سے تو میں نے کہلوا دیا دل میں آپ اتار سکتے ہیں، ہم دونوں مطمئن ہو کر گھر لوٹے، چوتھے دن میرے سسر میری بیوی کو لیکر میرے گھر آئے؟ خوشی خوشی ان کو چھوڑ کر چلے گئے، مجھے اس منتر پر بہت اعتقاد ہو گیا اور میں خوب اس کا جاپ کرتا اور کبھی زور زور سے مزے لیکر پڑھنے لگتا تھا، کبھی کبھی مزے میں مجھے وجد آجاتا، اگلے سنیچر کو میرے والد دو کلو لڈو لیکر پھر پہنچے اس سنیچر کو آپ کے والد صاحب نہیں آئے، وہ مایوس ہو کر لوٹے اور تیسرے سنیچر کو پھر گئے، اجتماع سے فارغ ہو کر آپ کے والد صاحب مسجد سے نکلے تو میرے والد نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا اور وہ لڈو پیش

کئے انہوں نے لڈو واپس کر دیے کہ اس میں میرا کچھ کام نہیں مالک نے آپ کی سن لی میرے والد نے کہا ایک بات یہ پوچھنی ہے کہ میرا بیٹا ہر وقت آپ کے جس منتر کا جاپ کرتا رہتا ہے اس سے کچھ نقصان تو نہیں ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ بہت اچھا ہے اس کو بہت فائدہ ہوگا۔

میں ہر وقت کلمہ پڑھتا رہا ایک دن مزہ مزہ میں زور زور سے میں اس کلمہ کو پڑھتا جا رہا تھا پھلت کے ایک ملاجی جو بڑھئی کا کام کرتے تھے غلام حسین ان کا نام ہے وہ ہمارے محلّہ میں کواڑ کھڑکیاں بنانے آتے تھے انہوں نے سن لیا وہ ہمیں اچھی طرح جانتے تھے، انہوں نے سنا تو بولے ارے رگھو! یہ تو کیا پڑھ رہا ہے؟ میں نے کہا کہ یہ منتر ہے، پھلت والے مولوی صاحب نے بتایا تھا، اسی سے تو میری بیوی آئی ہے، انہوں نے کہا کہ یہ تو اسلام کا کلمہ ہے یہ کلمہ پڑھ کر ہی تو آدمی مسلمان ہوتا ہے، میں نے کہا کیا میں مسلمان ہوگیا انہوں نے کہا کہ اگر سچے دل سے تو نے پڑھا ہے تو مسلمان ہو ہی جائے گا، میں نے کہا کہ میں تو سچے دل اور وشواس سے ہی پڑھتا ہوں ایسا تو آپ بھی نہ پڑھتے ہوں گے، پھر تو تو مسلمان ہوگیا، میں نے کہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے کہا اب تمہیں اپنا مسلمان نام رکھنا چاہئے اور نماز یاد کر کے پانچ وقت کی نماز پڑھنی چاہئے، میں نے پوچھا کہ کیا نام رکھوں؟ انہوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن رکھ لو میں نے کہا نماز مجھے کون سکھائے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں سکھا دوں گا، میں نے کہا بہت اچھا، وہ روز رات کو مجھے وقت دیتے، دن چھپنے کے بعد وہ مجھے نماز سکھاتے، پندرہ بیس روز میں مجھے خاصی نماز آگئی، انہوں نے مجھے ہندی میں ایک دو کتابیں لا کر دیں، جنت کی کنجی اور دوزخ کا کھٹکا تو مجھے آج تک یاد ہے۔

میں چھپ چھپ کر نماز پڑھنے لگا میں نے وہ کتابیں اپنی بیوی کو پڑھائیں اور ان کو اپنے مسلمان ہونے کا حال بتایا اور ان کو قسم دے کر کہا کہ ابھی ہندو بیوی شوہر کے

ساتھ اس کی چتا میں جل جاتی ہے تجھے بھی میرے مذہب میں آجانا چاہئے وہ تیار ہوگئی ملاجی غلام حسین نے اس کو بھی کلمہ پڑھوادیا اس کا نام فاطمہ رکھ دیا اب ہم ایک دوسرے کی پہرہ داری کر کے کبھی کبھی نمبروار گھر میں بھی نماز پڑھ لیتے تھے، ایک روز میرے والد نے مجھے نماز پڑھتے دیکھ لیا مجھے ڈانٹنے لگے مجھے بھی غصہ آگیا اور میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، آپ سے جو ہو، وہ کرلو، انہوں نے بھائیوں کے ساتھ مل کر مجھے بہت مارا اور میں گھر سے بھاگ گیا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد میں تیس روز گھر سے باہر رہا میں دہلی چلا گیا اور خیال تھا کہ بس یہاں کوئی روزگار دیکھ لونگا میرے والد صاحب پانچ چھ لوگوں کو لے کر پھلت پہنچے اور آپ کے والد صاحب سے میرا پتہ مانگا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا مگر ان کو یقین نہ آیا، وہ کہتے رہے آپ نے اس پر جادو کر کے اس کو مسلمان کیا اور ہمارا لڑکا آپ کے پیٹ میں (علم میں) ہے اگر پرسوں تک وہ نہ آیا تو ہم تھانے میں رپورٹ کردینگے آپ کے والد بہت پریشان ہوئے ان کو سمجھایا کہ میری تو آج تک ملاقات بھی نہیں ہوئی میں نے آپ کے ساتھ بھلائی کی آپ اس کا یہ بدلہ دے رہے ہیں؟ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ مسلمان ہوگیا ہے مگر انہوں نے ایک نہ سنی اور بدتمیزی سے دھمکی دے کر واپس آگئے۔

سوال: پھر کیا ہوا؟

جواب: نہ جانے کیوں میرا دل دلی میں بہت گھبرایا، میرے دل میں شدید تقاضہ ہوا کہ پھلت جاؤں اور آپ کے والد صاحب سے ملوں رات گذارنا مشکل ہوگیا مجبوراً اسٹیشن پہنچا رات کو ایک گاڑی کھتولی جاتی تھی اس سے کھتولی پہنچا اور صبح صبح پیدل پھلت پہنچا مولانا صاحب مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے میں نے سارا ماجرہ سنایا انہوں نے بتایا کہ میں

تو بہت پریشان تھا ہمارے گھر والے بھی تھانہ پولیس سے بہت بچتے ہیں بہت دعا کر رہا تھا اللہ کا شکر ہے آپ آگئے میں نے ان سے کہا آپ مجھے کھتولی لے چلیں میرا ہاتھ پکڑ کر میرے والد کے ہاتھ میں دے دیں کہ آپ کا بیٹا یہ ہے، اب آپ چھوڑیں یا بند کر کے رکھیں میں ذمہ دار نہیں رہوں گا اور اس سے بھی معلوم کر لو کہ میں اس سے کبھی ملا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ تمہیں بہت ماریں گے، میں نے کہا میں خود سنبھال لونگا، وہ مجھے لے کر گئے اور میرے پتا جی کے ہاتھ میں میرا ہاتھ دے کر کہہ آئے کہ آئندہ میں ذمہ دار نہیں اور اس سے پوچھ لو یہ کبھی مجھ سے ملا تھا؟ میں نے کچھ روز معاملہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے گھر میں رہنا شروع کیا۔

ہمارے محلہ کے قریب میں کچھ مسلمان بکری کا کام کرتے تھے، جو پونہ میں رہتے تھے، میں نے حکمت کے ساتھ والد صاحب کو اس پر راضی کیا کہ میں بھی ان کے ساتھ وہاں جاؤنگا اور کچھ کاروبار کرونگا میں پونہ چلا گیا اور پھر اپنی بیوی کو بھی لے گیا وہاں جا کر مجھے وطن بہت یاد آیا میں نے کچھ پیسے کمائے اور کھتولی کے ایک مسلم محلہ میں ایک مکان بنالیا، جماعت میں وقت لگاتا رہا الحمد للہ دین سے بہت اچھا تعلق ہو گیا مہاراشٹر کے ایک جماعت کے ساتھ میرا مظفرنگر کا رخ بنا مجھے اصرار کر کے جماعت کا امیر بنا دیا گیا ہم پھلت پہنچے میں نے اذان بھی عربی لہجہ میں سیکھ لی تھی، ظہر کی اذان کہی، مولانا صاحب سے ملنے کے لئے گھر پہنچا اس وقت تک آپ کے والد بھی مولانا صاحب بن گئے تھے، میں ان سے چمٹ گیا وہ مجھے نہیں پہچان سکے جب میں نے بتایا کہ میں کھتولی والا آپ کا رگھو ہوں تو وہ مجھے نئے حلیے میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے جب معلوم ہوا کہ ظہر کی اذان میں نے کہی ہے تو انہوں نے مجھے گلے لگایا اور بہت خوش ہوئے، جماعت کا یہ وقت جو میرے اپنے علاقے میں لگا، مجھے بہت اچھا لگا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: اس کے بعد مولانا صاحب کے مشورہ سے میں کھتولی آ کر رہنے لگا اور اپنے گھر والوں کو کھتولی سے خرچ بھیجتا تھا، تقریباً دس سال سے میں کھتولی میں رہ رہا ہوں، مگر میرے گھر والوں کو یہ علم ہے کہ میں پونا میں رہتا ہوں، پہلے میں نے نائی کی دکان کھول لی تھی مگر مسلمانوں کی ڈاڑھی مونڈنا مجھے عجیب لگتا تھا، اس لئے کہ نبی کی سنت پر استرہ چلانا مجھے ناگوار تھا، پھر میں نے جنرل مرچنٹ کی دوکان کھول لی الحمدللہ اچھی چل رہی ہے۔

سوال: سنا ہے آپ نے ایک مکتب بھی تو قائم کیا ہے؟

جواب: ہماری سسرال میں خاصے مسلمان رہتے ہیں میرے دو سالوں کو اللہ نے میری کوشش سے ہدایت دیدی ہے، وہاں پر کوئی تعلیم کا نظم نہیں تھا، میں نے مولانا صاحب سے مشورہ کیا انہوں نے کہا کہ مرنے کے بعد کے لئے کوئی صدقہ جاریہ ضرور بنانا چاہئے، الحمدللہ وہاں ایک مکتب قائم کیا گیا جو پہلے مسجد میں چلتا تھا اب گاؤں والوں نے زمین دیدی ہے، چار کمرے بھی تعمیر ہو گئے ہیں پانچ مدرس کام کر رہے ہیں، اللہ کا شکر ہے، بہت اچھا کام چل رہا ہے۔

سوال: آپ کے کتنے بچے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟

جواب: میرے پانچ بچے ہیں، تین لڑکے محمد عثمان، محمد علی اور محمد حسن، دو بیٹیاں ہیں عائشہ اور زینب، الحمدللہ سب دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، بڑا لڑکا بہت اچھا حافظ ہو گیا ہے، گجرات کے ایک مدرسہ میں پڑھ رہا ہے، محمد علی کے ۱۶ پارے ہو گئے ہیں، الحمدللہ محمد حسن کے تین پارے حفظ ہو گئے ہیں، وہ سب سے زیادہ ذہین ہے، عائشہ اور زینب دونوں نے قرآن شریف پڑھ لیا ہے ان کا بھی حفظ شروع ہو گیا ہے، میں نے شب قدر اور جماعت میں دعا کی تھی کہ اے اللہ میرے سارے بچوں کو حافظ عالم اور دین کا داعی بنا دیجئے اور

صحابہ کے انداز کا مسلمان بنا دیجئے، مجھے امید ہے کہ میرے اللہ جو مجھے اندھیرے سے نکال کر ہدایت کی طرف لائے ہیں وہ میری فریاد ضرور سنیں گے۔

سوال: اسلام سے پہلے کی زندگی کے بارے میں آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: میں اس تصور سے بھی کانپ جاتا ہوں، اگر میرے اللہ مجھے ہدایت نہ دیتے تو کفر پر میری موت ہوتی، اچانک پھر مجھے غم سا ہو جاتا ہے کہ کہیں میری شامت اعمال کی وجہ سے مجھ سے اسلام کی نعمت چھین نہ لی جائے، اس لئے کہ اصل ایمان تو خاتمہ کا ہے، میں اس تصور سے کانپ کر اکثر سجدے میں گر جاتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ آپ تو سخیوں کے سخی ہیں، آپ کے نبی نے ہمیں بتایا کہ کسی کو چیز دے کر یا ہدیہ دے کر واپس لینے والا ایسا ہے جیسا الٹی کر کے چاٹنے والا، آپ تو کریموں کے کریم ہیں، آپ نے میری خواہش کے بغیر مجھ کو ہدایت دی ہے، میرا خاتمہ بھی ایمان پر کیجئے، مجھے امید ہے کہ میرے اللہ میرا خاتمہ ایمان پر فرمائیں گے انشاء اللہ، آپ بھی دعا کیجئے۔

سوال: ضرور انشاء اللہ۔ بہت بہت شکریہ۔ السلام علیکم

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان اگست ۲۰۰۴ء

۵۹ فطرتاً دنیا کے انسان مسلمان ہے

جناب محمد صادق ایڈوکیٹ (حیدر ملک) سے ملاقات

میرا دل چاہتا ہے کہ مسلمان اگر سیاسی الو سیدھا کرنے والے اور ان کے پھانسے میں آکر جذباتی نا سمجھ غیر مسلموں سے متاثر ہو کر ایکشن (انفعال) کا راستہ چھوڑ کر اگر صرف غیر مسلموں میں اندر کے مسلمانوں کو تلاش کر کے ان کو ابھاریں تو شیطان اور باطل کے سارے حربے مکڑی کا جالا بن جائیں، کتنے اندر کے مسلمان اپنے ایمان کو اندر لے کر مرجاتے ہیں، میرا دل جانتا ہے کہ گاندھی جی اندر سے مسلمان تھے، جواہر لال نہرو اندر سے مسلمان تھے، سبھاش چندر بوس اندر سے مسلمان تھے کھتولی کے پنڈت سندر لال اندر سے مسلمان تھے، بس مسلمانوں نے ان کا حق ادا نہیں کیا، آج بھی بعض لوگوں کی تقریریں سنیں، بل کلنٹن اندر سے مسلمان ہیں، نیلسن منڈیلا اندر سے مسلمان ہیں، پرنس چارلس اندر سے مسلمان ہیں، خود ہمارے ملک میں کتنے ہندو بھائی ہیں جو ظاہر داری کو نبھا رہے ہیں، کاش بس ایک طرف ہو کر اس کوشش میں سارے مسلمان جٹ جائیں کہ غیر مسلموں میں اندر سے مسلمان باہر سے اقرار کرلیں تو نہ صرف ہمارے ملک بلکہ ساری دنیا کا نقشہ دوسرا ہوگا۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد صادق : وعلیکم اسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : وکیل صاحب بہت اچھا ہوا آپ تشریف لے آئے، ابی اس بار رمضان میں

بار بار آپ کا ذکر خیر کرتے رہے، کئی بار تقریر میں آپ کا ذکر کیا، مجھے خیال ہوا کہ ارمغان میں اس بار آپ کا انٹرویو چھپے؟

جواب: آپ ہی حضرت کے بیٹے مولوی احمد صاحب اباہ ہیں

سوال: جی ہاں! میرا نام ہی احمد اواہ ہے، یہ لفظ اواہ ہے، اباہ نہیں ہے؟

جواب: اوّاہ کا ارتھ (معنی) کیا ہے؟

سوال: اوّاہ کے معنی ہیں مخلوق پر حد درجہ شفقت ورحمت رکھنے والا، قرآن مجید میں ایک بہت بڑے رسول حضرت ابراہیمؑ کے لئے استعمال ہوا ہے: اِنَّ اِبْـرَاهِیْـمَ لَـحَلِیْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِیْـبٌ (سورہ ہود: ۷۵) "بلاشبہ ابراہیم تو بہت برداشت کرنے والے مخلوق اور انسانوں کے حد درجہ ہمدرد اور اللہ کی طرف جھکنے والے تھے" انہی کے نام پر ہمارے ابی کے پیر صاحب، حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے میرا نام رکھا تھا، وکیل صاحب! اصل میں ہمارے یہاں پھلت سے ایک اردو میگزین ماہانہ نکلتی ہے، اس کا نام ہے 'ارمغان' اس میں اسلام لانے والے خوش قسمت نومسلموں کے انٹرویو چھاپے جاتے ہیں، اس کے لئے ابی نے آپ سے انٹرویو لینے کے لئے آپ کو زحمت دی۔

جواب: ارمگھان کا ارتھ (معنی) کیا ہے؟

سوال: یہ لفظ ارمغان ہے، ارمگھان نہیں ہے (حلق سے)

جواب: میں اردو نہیں جانتا، اور گاؤڑی زبان ہے ہماری۔

سوال: نہیں وکیل صاحب، آپ تو اردو نہیں جانتے بعض پڑھے لکھے بلکہ مولوی صاحبان کو دیکھا ارمغان کے معنی گفٹ gift بھینٹ، تحفہ، ہدیہ، اصل میں اللہ کا شکر ہے کہ یہ میگزین انسانیت کے لئے ایک تحفہ ہی ثابت ہو رہا ہے، آپ سے ابی نے بتادیا ہوگا۔

جواب: ہاں مولانا صاحب کا فون آیا تھا کہ تھوڑی دیر کے لئے آجائیں آپ سے احمد اواہ

ایک انٹرویو لینا چاہتے ہیں، میرا دل بھی بہت ملنے کو چاہ رہا تھا، مجھے ملے ہوئے ایک ہفتہ ہوگیا تھا، ایک دو روز مولانا صاحب سے ملے ہوئے ہو جاتے ہیں، بے چینی ہو جاتی ہے یہاں آکر معلوم ہوا کہ مولانا صاحب سفر پر گئے ہوئے ہیں، کیا آج آجائیں گے؟

سوال: شام تک آجائیں گے، ہوسکتا ہے رات کو دیر بھی ہو جائے۔

جواب: شام تک رکوں گا، دل بہت ملنے کو چاہ رہا ہے، اگر شام تک نہ آئے تو رات میں آجائیں گے، پھر کل صبح آکر ملوں گا۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف (پریچے) کرائیے؟

جواب: میں ۱۵/ اگست ۱۹۵۲ء کو دورالہ کے قریب ننگلہ گاؤں میں ایک جاٹ فیملی میں پیدا ہوا میرے پتا جی (والد صاحب) سرکاری اسکول میں ہیڈ ماسٹر، مشہور سوتنتر تا سینانی (مجاہد آزادی) تھے، ماسٹر ہزاری لال ان کا نام تھا، بہت اچھی اردو جانتے تھے، انھوں نے پرانے زمانے میں اردو سے بی اے کیا تھا، قرآن شریف انھوں نے ایک مولانا صاحب سے پڑھا تھا وہ بتایا کرتے تھے کہ ان کے والد نے ان کو دیوبند بھی پڑھنے کے لئے بھیجا تھا، ہمارے پردادا ماسٹر پریم چند تو آدھے مسلمان تھے، اور وہ ۱۸۵۷ء میں دیوبند والوں کے ساتھ انگریزوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے، انگریزوں نے ان کے گولی ماری تھی، ان کو مولانا قاسم جو دیوبند مدرسہ کی نیو رکھنے والے تھے مولوی پریم چند کہتے تھے، ان کے بیٹے بابو شیام لال بھی انگریزوں سے جنگ کرتے رہے اور وہ بھی جنگ آزادی میں شہید ہوئے، میرے پتا جی ان کے اکیلے بیٹے تھے، گاندھی جی نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا، اور انھوں نے گاندھی جی کے ساتھ ودیشوں کے سفر بھی کئے، انگلینڈ اور افریقہ بھی گئے تھے، ان کے بہت دنوں تک کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی، بعد میں ایک پہنچے ہوئے فقیر نے دعا دی، میری ماتا جی کے یہاں ۵۰/ سال کی عمر میں، میں پیدا ہوا، میرے والد صاحب پر

گاندھی جی کا بہت اثر تھا، وہ گاندھی جی کو آدھے سے زیادہ مسلمان سمجھتے تھے، بلکہ کبھی کبھی تو کہتے تھے گاندھی جی اندر سے مسلمان تھے وہ بتاتے تھے کہ صبح اُٹھ کر گاندھی جی غسل کرتے تھے، سب سے پہلے قرآن مجید پڑھتے تھے وہ قرآن مجید انھوں نے میرٹھ کے ایک حکیم صاحب سے رائے پوروالے حضرت جی کے پاس بھجوایا تھا، اس پر انھوں نے جگہ جگہ کچھ لکھ رکھا تھا، میرے پتا جی کہتے تھے، گاندھی جی کو گاندھی بنانے والے دیوبند کے مولوی محمود تھے، جنھوں نے ریشمی رومال اندولن کیا تھا، میرے بچپن میں میرے والد کا انتقال ہو گیا، میرے رشتہ کے چچا نے میری پرورش کی، اس کی وجہ سے میں اردو نہ پڑھ سکا، میری ماں بتاتی تھی کہ میرے والد صاحب نے نصیحت کی تھی کہ مجھے دیوبند بڑے مدرسہ میں پڑھایا جائے، مگر خاندان والے میرے والد کے انتقال کے بعد اس پر راضی نہ ہوئے، دوورالہ سے ہائی اسکول اور انٹر کرنے کے بعد میں نے میرٹھ کالج سے بی اے اور بعد میں ایل ایل بی کیا اور میرٹھ کچہری میں وکالت کرنے لگا، تقریباً دس سال تک میں نے پریکٹس کی، مگر مجھے وکالت سے اندر سے مناسبت نہ تھی، جھوٹی جھوٹی گواہی، دھوکہ، غلط دعوے، سچے مقدمہ کے لئے بھی جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا تھا میں بہت دنوں تک اپنی انترآتما (ضمیر) سے لڑتا رہا، اور روزگار کی وجہ سے وکالت کرتا رہا، مگر دل میں ہمیشہ یہ بات آتی تھی کہ روزی تو آدمی کو پاک رکھنی چاہئے، گندی اور جھوٹ کی روزی سے جیون بھی کالا ہوگا اور آتما (روح) بھی کالی ہوگی، اس لئے ۱۹۹۵ء میں میں نے وکالت چھوڑ دی، بس کھیتی کرتا ہوں، چھوٹی موٹی ایک دو تجارت بھی شروع کی ہے مالک کا کرم ہے کہ دو روٹی آرام سے مل رہی ہیں۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کا حال بیان کریں؟

جواب: مولوی احمد صاحب سچی بات یہ ہے، کہ میں بائی نیچر فطرتاً مسلمان ہی پیدا ہوا

تھا۔

سوال : یہ تو بالکل سچی بات ہے، آپ ہی نہیں بلکہ ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتاً مسلمان ہی پیدا ہوتا ہے، سچے نبی کا ارشاد ہے: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ. ترجمہ: ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔

جواب : میرا حال یہ تھا کہ اگر میرے والد کچھ دن زندہ رہتے تو شاید میں دیو بند مدرسہ میں استاذ ہوتا، شاید میں آپ کا استاذ بنتا آپ نے دیو بند سے ہی مولویت کی ہے۔

سوال : نہیں! میں نے دیو بند والوں کا ایک اور بڑا مدرسہ ہے لکھنؤ میں، ندوہ وہاں سے پڑھا ہے۔

جواب : ندوہ، مولانا علی میاں جی کا مدرسہ، جو لکھنؤ میں ہے وہاں گیا ہوں، مولانا علی میاں جی بھی جو ندوہ مسجد کے برابر میں رہتے تھے، وہ تو ہمارے دیش کے بڑے گورو (قابل فخر) تھے، عرب دیش کے سب عالم ان کو اپنا بڑا مانتے تھے، ہمارے مولانا کلیم جی ان کے خاص مرید ہیں۔

سوال : جی جی وہی ندوہ ہے۔

جواب : آپ نے سچ کہا کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے، تبھی تو ہمارے یہاں ہندؤوں میں بچپن میں کوئی مرجائے تو اس کو دبایا جاتا ہے، مالک کی شان آگ سے کیسے بچاتے ہیں، مگر مولانا احمد میں تو اسلامی نیچر پر بڑا بھی ہوا تھا، مجھے ہندو دھرم سے مناسبت نہیں تھی، میرا پریوار حالانکہ آریہ سماجی ہے اور آریہ سماج میں مورتی پوجا کی مخالفت تو اسلام سے بھی زیادہ ہوتی ہے، مگر مجھے آریہ سماج بھی بھول بھلیاں میں بھٹکنے کے علاوہ کچھ نہیں دکھائی دیتا، وکالت کے زمانہ میں مجھے دھرم پڑھنے کا بہت شوق تھا مگر وکالت چھوڑنے کے بعد تو

مجھے کچھ کام نہیں تھا بس پڑھنے کے علاوہ، آریہ سماج اور دوسرے دھرموں کو میں نے بہت پڑھا، میں یہ سمجھا کے سوامی دیانند سرسوتی بلکہ ان کے گرو سوامی وویکانند نے جو کچھ سدھار کیا ہے وہ اسلام کے اثر سے ہے، مگر وہ اسلام سے چڑتے ہیں، حالانکہ وویکانند جی تو کچھ دن مسلمان رہ بھی چکے ہیں، مجھے بہت ہی بلبلاہٹ سی ہوتی ہے، اگر مولانا کلیم جی سوامی وویکانند جی سے مل لیتے تو ان کو آریہ سماج بنانے کی ضرورت نہ ہوتی بلکہ اسلام ان کے مسئلہ کا حل تھا، میری بدقسمتی یہ ہے کہ میں آس پاس کے ماحول میں رہنے کی وجہ سے اسلام کو سب سے کم پڑھ سکا، اس کے باوجود کہیں مسجد میں نماز ہوتی، میں وہاں سے گزرتا تو میں کھڑا ہو جاتا، بڑی حسرت سے دیکھتا رہتا، مالک سے شکایت کرتا، مالک! آپ سب کو پیدا کرنے والے ہیں، آپ نے مجھے اندر سے تو مسلمان بنایا اور پیدا ایک ہندو جاٹ پریوار میں کر دیا، ایسا بیسیوں بار ہوا ہوگا، میں دو بار عید کی نماز دیکھنے جامع مسجد دہلی تک گیا، ایک بار تو رات کو پہنچا اور صبح تک جامع مسجد پر انتظار کرتا رہا، مسجد میں پڑے ہوئے انسانوں کے سمندر کو دیکھ کر مجھ سے رہا نہ گیا اور ساتھ میں، میں بھی سجدہ میں پڑ گیا، مجھے بہت رونا بھی آیا، اس دن مالک سے میں نے بہت شکایت کی۔

سوال: ماشاء اللہ، اللہ نے آپ کی شکایت سن لی اور آپ کی مراد الحمد للہ پوری ہوئی، پھر مسلمان آپ کیسے ہوئے، بتائیے؟

جواب: جی بتا رہا ہوں، فروری میں اسی سال موبائل پر ایک فون آیا، میں نے ریسیو کیا، تو آپ کے ابی کا فون تھا، انھوں نے کہا: السلام علیکم، میں نے کہا وعلیکم، انھوں نے کہا: مولانا راشد صاحب میں نے کہا: یہ فون نمبر غلط ہے، یہ راشد کا فون نا ہے، انھوں نے کہا: معاف کیجیے، فون بند ہو گیا، اصل میں مولانا صاحب کے ایک ساتھی مولانا راشد ہیں جو رتھوڑا میں ایک مدرسہ چلاتے ہیں، ان کا فون نمبر مولانا صاحب نے ایک غلط نمبر کے ساتھ فون میں

فیڈ کرلیا تھا، اس کے بعد ان کا صحیح نمبر بھی فیڈ کرلیا، مگر میرا نمبر ڈیلیٹ نہیں کیا اور پہلے نمبر پر میرا فیڈ رہا، ڈیڑھ مہینے کے بعد پھر اچانک فون آیا: السلام علیکم میں نے جواب دینے کے بجائے کہا: بھائی تو نمبر ٹھیک کرلے نا، بار بار کیوں پریشان کرے ہے، مولانا صاحب نے پھر معافی مانگی، اگست میں پھر فون آیا، پھر السلام علیکم، میں نے اس بار ذرا سخت لہجہ میں کہا: تو نمبر ٹھیک کیوں نہیں کرلیتا بار بار تھا کاڑ (پریشان) کرے ہے، مولانا صاحب نے پھر معذرت کی اور فون بند کردیا، میری قسمت اور اللہ کا کرم تھا کہ مولانا صاحب نے اس بار فون نمبر ڈیلیٹ کیا، مگر میرے مالک کو مجھ پر پیار آرہا، مولانا راشد کا اصل نمبر ڈیلیٹ ہوگیا ،اور میرا نمبر اب بھی رہ گیا، اس سال رمضان میں ۱۴؍ستمبر کو مولانا صاحب کا پھر فون آیا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے سخت لہجہ میں کہا: بھیا یہ نمبر غلط ہے، تجھے کب تک بتاؤں، کیا تو میری جان ہی لے گا، مولانا صاحب نے ہنس کر کہا، بھائی صاحب، آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ یہ نمبر غلط ہے، میرے بھائی کا ہے، میں نے کہا یہ نمبر بھائی میرا ہے، تیرے بھائی کا نہیں ہے، مولانا صاحب نے کہا یہ آپ کا نمبر ہے نا؟ میں نے کہا: ہاں میرا نمبر ہے، مولانا صاحب نے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: ستیندر ملک، مولانا صاحب نے کہا: ہاں بھائی ستیندر ملک آپ سے ہی تو بات کرنی ہے، آپ ہی تو میرے بھائی ہیں، آپ مجھے نہیں جانتے؟ میں نے کہا نہیں میں تو آپ کو نہیں جانتا، مولانا صاحب نے کہا کہ آپ اور ہم سب ایک ماتا پتا کی سنتان ایک ماں باپ کی اولاد نہیں ہیں کیا، میں نے کہا: ہاں، مولانا صاحب نے کہا: تو ایک ماں باپ کی سنتان کو ہی تو بھائی کہتے ہیں، آپ اپنے خونی رشتے کے بھائی کو نہیں پہچانتے؟ آپ کی عمر کیا ہے؟ میں نے کہا ۵۶؍سال ہے، مولانا صاحب نے کہا: آپ تو میرے بڑے بھائی ہیں اور خونی رشتے کے سگے بھائی؟ چھوٹے بھائی کی خیر خبر تو آپ لیتے نہیں، چھوٹا بھائی سلام بھی کرتا ہے تو آپ ہر دفعہ ڈانٹ

دیتے ہیں، ورنہ بڑے بھائی پر میرا حق تھا کہ آپ ہر روز خیر خبر لیتے، گھر آکر حال چال پوچھتے، چال چلن پر نظر رکھتے، پر پورا گھر بار دیکھتے، مولانا صاحب نے معلوم کیا کہ آپ کہاں رہتے ہیں، میں نے کہا دورالہ کے پاس نگلہ میں، مولانا صاحب بولے: اتنے پاس آپ رہتے ہیں سچے بھائی تو دور دیشوں سے آتے ہیں، بہت سے بھائی پاکستان میں رہتے ہیں، پاکستان میں ویزہ وغیرہ ملنا کتنا مشکل ہے، مگر لوگ دور کے رشتہ داروں کی خیریت لینے آتے ہیں، آپ میرے اتنے قریب کی پڑوسی اور خونی رشتہ کے بھائی ہیں، آج تک ایک بار بھی خیر خبر لینے نہیں آئے اور اگر میں سلام کرتا ہوں تو ہر بار الٹا ڈانٹ دیتے ہیں، مولانا صاحب نے کچھ ایسے پیار سے بات کی مجھے واقعی بہت شرمندگی ہوئی، میں نے کہا: بھائی آپ کہاں رہتے ہوں؟ مولانا نے بتایا پھلت کھتولی کے پاس، میں نے کہا: وہاں تو ہم ایک بار بھینس خریدنے گئے تھے، میں نے کہا بھائی صاحب میں آپ سے آج ہی ملنے آجاؤں؟ واقعی میری غلطی ہے، مجھے اپنے بھائی کے پاس آنا چاہئے، مولانا نے کہا: آج تو میں سفر پر جا رہا ہوں، میں نے کہا: تو کل آجاؤں؟ مولانا صاحب نے کہا کل بھی رات تک واپسی ہوگی، آپ پرسوں آجائیں، ۱۶؍ستمبر کو دس بجے بات طے ہوگئی، میں نے مولانا کا نام معلوم کیا، بولے کہ گاؤں میں داخل ہوتے ہی مدرسہ ہے، وہاں کلیم نام پوچھ لیجیے، ۱۶؍ستمبر کو میں کھتولی بس سے آیا، کھتولی سے جگاڑ میں پھلت کے لئے بیٹھ گیا، جگاڑ والے سے معلوم کیا کہ بھائی یہاں مدرسہ ہے کلیم صاحب سے ملنا ہے، جگاڑ والے نے کہا اچھا آپ کو حضرت سے ملنا ہے، میں نے کہا: کلیم نام بتایا ہے، اس نے کہا: وہی حضرت ہیں، اس نے معلوم کیا کہ آپ مسلمان ہونے آئے ہیں کیا؟ میں نے ہنس کر کہا کہ اگر وہ کریں گے تو ہو بھی جائیں گے، جگاڑ سے اتر کر پھلت مولانا صاحب کے گھر پہنچے، مولانا صاحب یہاں سامنے کرسی پر کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے، کھڑے ہو کر ملے،

جب میں نے اپنا نام بتایا ستیندر ملک ایڈوکیٹ ،تو پھر گلے لگایا، بہت ہی محبت سے سواگت (استقبال) کیا، بار بار بولے میرے بڑے بھائی صاحب، بہت بہت شکریہ، بھائی صاحب آپ چھوٹے بھائی کی خیر خبر لینے آ ہی گئے، رمضان کے باوجود چائے ناشتہ کا انتظام کروایا، چائے پر بیٹھ کر بات شروع ہوئی اور چائے کے ساتھ ساتھ اسلام بھی بتلاتے رہے اور چائے ختم نہیں ہوئی کہ میں کلمہ پڑھ کر مسلمان تھا، میرا نام محمد صادق رکھا، کھتولی تک اپنی گاڑی سے رخصت کرایا ''آپ کی امانت اور'' اور ''مرنے کے بعد کیا ہوگا؟'' کتاب بھی دی، میں نے کئی باران کتابوں کو پڑھا، اپنی بیوی سے اپنے مسلمان ہونے کی بات بتائی، پہلے تو وہ بہت روئی، میں نے اس سے کہا میرے پاس دو کتابیں ہیں پہلے ان کتابوں کو تم تین بار پڑھ لو، اگر تم کہوگی تو میں واپس ہندو ہو جاؤں تو میں تیار ہوں، میری بیوی نے آپ کی امانت ایک بار پڑھی اور پھر مرنے کے بعد کیا ہوگا پڑھ رہی تھی، میرے پاس آئی اور کہنے لگی مجھے بھی مسلمان بنوادو، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا، ہمارے دونوں بچے مسلمان ہوگئے ہیں تینوں کو میں نے پھلت آکر کلمہ پڑھوایا، میری بیوی کا نام فاطمہ بیٹی کا نام آمنہ اور بیٹے کا محمد احمد رکھا گیا، الحمدللہ ہمارا پورا پریوار مسلمان ہے۔

سوال: خاندان والوں کو بھی آپ کے اسلام کا علم ہوگیا؟

جواب: خاندان والے ہمارے سخت دشمن ہوگئے وہ پہلے سے بھی بڑے سخت رہے ہیں، انھوں نے گاؤں والوں کی پنچایت کی، مگر میں وکیل بھی ہوں، اس لئے میں نے آئی جی، ایس ایس پی کے یہاں درخواست دیدی، شروع میں تو بہت شور ہوا، مگر اب بات دب گئی ہے، میں نے ایک گھر دہلی میں بنا بھی لیا تھا، دونوں بچے دہلی میں پڑھ رہے ہیں، میں نے مولانا صاحب کے مشورہ سے ہی گھر خاندان والوں سے ذرا دور رہنے کا اپنا پلان بنایا ہے۔

سوال: اسلام میں آکر آپ کو کیسا لگ رہا ہے؟

جواب: اسلام میں آکر مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کوئی گھر سے بھٹکا اپنے گھر واپس آجائے، میں نے جیسے جیسے اسلام کو پڑھ رہا ہوں مجھے ماتا پتا (ماں باپ) دادا، پردادا کی یاد تڑپاتی ہے میرے اندر ایک عجیب سی جنونی کیفیت ہو جاتی ہے، نہ جانے اتنے مسلمانوں کے بیچ بلکہ مولویوں کے بیچ وہ رہے، حتی کہ مولویوں کے ساتھ شاملی میں شہید بھی ہوئے، وہ ان کو انگریزوں سے تو لڑاتے رہے، دیش کو آزاد کرانے کے لئے ابھارتے رہے مگر خود ان کو شرک سے آزاد کرانے کے لئے فکر نہیں ہوئی، بڑوں کو مرنے کے بعد برا کہنا اچھا نہیں مگر احمد بھائی، آپ میرے حال کو سمجھ نہیں سکتے، مجھے تو وہ سب ظالم لگتے ہیں جنھوں نے اپنے ایسے وفاداروں کو ایمان کے لئے نہیں کہا، وہ مجھ سے سو گنا زیادہ اسلام کے قریب تھے، ان کو معلوم ہی نہیں تھا اسلام قبول کرے بغیر (دھڑ دھڑی لیتے ہوئے، انتہائی کرب میں) نہ جانے وہ انسان بھی تھے کہ نہیں، مسلمان تو بہت دور کی بات ہوتی ہے۔

سوال: آپ یہ ہی کیوں سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہوئے، کیا خبر کسی نے ان کو کلمہ پڑھوا دیا ہو، یا پھر موت کے وقت فرشتوں نے انھیں کلمہ پڑھوا دیا ہو؟

جواب: مولوی احمد صاحب، میں بچہ نہیں ہوں، میں نے اپنے بچپن میں اپنے پتا جی کو چتا میں جلایا ہے اور بے دردی سے جلتے دیکھا ہے، جو باپ اپنے بیٹے کو دیوبند مدرسے میں پڑھانے کی وصیت کرے، اس کا اس طرح خود ہندو رہ کر چتا میں جلنا مولانا لوگوں کا اور مسلمانوں کا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

سوال: آپ جس طرح کا حال ان کا کہہ رہے ہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ نے ان کو ضرور ایمان دیا ہوگا، یہاں کی آگ سے وہاں کی آگ کا کوئی رشتہ نہیں۔

جواب: عید کی رات مجھے اس خیال میں نیند نہیں آئی اور میں بہت تڑپتا رہا اور دل میں آتا تھا کہ سارے مسلمانوں کو کوسوں، رات کو پھر وضو کیا، نماز کے لئے ٹوٹی پھوٹی نیت باندھی

اور دیر تک روتا رہا صبح کو آنکھ لگی میں نے اپنے دادا اور پتا جی کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے بیٹا صادق اللہ سارے انسانوں کے رب ہیں، مسلمانوں کے نہیں، اللہ ہم سے خوش ہیں اور ہم بھی مسلمان ہیں، کچھ تسلی ہوئی مگر خواب تو خواب ہے۔

سوال: ماشاءاللہ آپ پھلت آتے رہتے ہیں، کچھ دین کو سیکھنے کا پروگرام نہیں بنایا؟

جواب: نومبر میں جماعت میں جارہا ہوں، دو تین روز مجھے فون پر بات نہ ہو تو میں بے چین ہو جاتا ہوں، میں نے مولانا صاحب سے کہا اللہ کریم ہے کہ اس نے آپ کے ڈیلیٹ کرنے کے باوجود اپنی فہرست سے میرا نمبر ڈیلیٹ نہیں کیا، میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے سارے جاننے والوں کے نمبر آپ کے فون میں فیڈ کردوں تاکہ سب کو ہدایت ہو جائے، مولانا صاحب نے کہا: آپ نے اچھا کیا توجہ دلائی، میرے فون میں بہت سے ڈاکٹروں اور غیر مسلم بھائیوں کے فون نمبر فیڈ ہیں، مجھے فکر ہوئی کہ یہ سب میدان محشر میں میں میرا گلا پکڑیں گے کہ ہمارے فون نمبر بھی ان کے فون میں تھے، پھر بھی ہماری فکر نہیں کی، جن لوگوں کے فون نمبر ہم اپنے موبائیل میں فیڈ کرتے ہیں ان سے ہمارے معاملات یا دوستی کا تعلق ہونا تو طے ہے اور اللہ کے نبی کا فرمان ہے کہ اللہ کی جنت ان لوگوں پر حرام کردی گئی، جو لوگوں سے معاملات اور لین دین تو کرتے ہیں اور ان کو دین نہیں پہنچاتے، ظاہر ہے یہ ہمارا موبائیل فون اللہ کے یہاں ہمارے ان لوگوں سے تعلق کی گواہی دیں گے، مجھے بہت فکر ہوئی کہ کم از کم فون والوں تک بات تو پہنچادی جائے، مولانا صاحب نے بتایا کہ اس کے بعد سے میں نے سب سے بات شروع کردی، الحمدللہ دو لوگوں نے، ایک ڈاکٹر اور دہلی کے وکیل صاحب نے کلمہ پڑھ لیا ہے، ان دونوں اور باقی لوگوں کو اگر اللہ نے ہدایت دی تو ان کی ہدایت کا ثواب آپ کو ملے گا۔

سوال: ارمغان کے قارئین کیلئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: میرے جیسے نہ جانے کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو اندر سے مسلمان ہیں، اور جب سچے نبی نے بتایا کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے تو ایک مسلمان کو اس پر یقین کرنا چاہیے جس طرح کسی مذہب پر کوئی آدمی ہے وہ اپنے گھر سے بھولا بسرا یا بھٹک گیا ہے اس کو اپنے گھر لانا اس کے ساتھ کیسی بھلائی ہے، جو مسلمان ہو گیا تو گویا آپ نے اس کے گھر پہنچا دیا، مولانا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے دعوت کی الف با بھی نہیں آتی اس روز آپ آئے تو کوئی جاننے والا تھا نہیں، مجھے بہت فکر ہوئی کہ مجھے کچھ آتا نہیں مگر آپ آگئے تھے تو بات کرنی ہی تھی آپ معمولی سی دعوت پر مسلمان ہو گئے اصل میں آپ مسلمان ہوئے نہیں بلکہ مسلمان تو تھے ہی بس آپ نے باہر سے اظہار کر دیا، مسلمان صرف اندر کے مسلمانوں کو تلاش کر کے جن کی دوسرے مذہب میں رہنے کے باوجود فطرت اسلام ہی ہے، ان سے ظاہری طور پر اسلام کا اقرار کرا لیں تو ہندوستان میں بہت جلد مسلمانوں کی کثرت ہو جائے گی، میں بہت ذمہ داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ ہندوؤں میں اندر سے خود فطری مسلمانوں کی تعداد خاندانی مسلمانوں سے زیادہ ہے، بس مسلمان ان کو پہچان کر ان کو ظاہر کر لیں تو ملک کا نقشہ دوسرا ہو گا۔

سوال: بہت خوب، واقعی آپ نے بڑے پتہ کی بات کی ہے۔ بہت بہت شکریہ!

جواب: آپ کا بہت بہت شکریہ! آپ نے موقع دیا، اچھا السلام علیکم

سوال: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: مولوی احمد! میرا دل چاہتا ہے کہ مسلمان اگر سیاسی الو سیدھا کرنے والے اور ان کے جھانسے میں آکر جذباتی نا سمجھ غیر مسلموں سے متاثر ہو کر ایکشن (انفعال) کا راستہ چھوڑ کر اگر صرف غیر مسلموں میں اندر کے مسلمانوں کو تلاش کر کے ان کو ابھاریں تو شیطان اور باطل کے سارے حربے مکڑی کا جالا بن جائیں، کتنے اندر کے مسلمان اپنے

ایمان کو اندر لے کر مر جاتے ہیں، میرا دل جانتا ہے کہ گاندھی جی اندر سے مسلمان تھے، جواہر لال نہرو اندر سے مسلمان تھے، سبھاش چندر بوس اندر سے مسلمان تھے کھتولی کے پنڈت سندر لال اندر سے مسلمان تھے، بس مسلمانوں نے ان کا حق ادا نہیں کیا، آج بھی بعض لوگوں کی تقریریں سنیں، بل کلنٹن اندر سے مسلمان ہیں، نیلسن منڈیلا اندر سے مسلمان ہیں،، پرنس چارلس اندر سے مسلمان ہیں، خود ہمارے ملک میں کتنے ہندو بھائی ہیں جو ظاہر داری کو نبھا رہے ہیں، کاش بس ایک طرف ہو کر اس کوشش میں سارے مسلمان جٹ جائیں کہ غیر مسلموں میں اندر سے مسلمان، باہر سے اقرار کرلیں تو نہ صرف ہمارے ملک بلکہ ساری دنیا کا نقشہ دوسرا ہوگا۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، نومبر ۲۰۰۸ء

۶۰ خواب میں حضرت عیسیٰ ؑ نے اسلام کی دعوت دی

محترمہ عائشہ باجی صاحبہ ﴿مہاجرہ﴾ سے ایک ملاقات

مجھے ایک عیسائی لڑکی نے بائبل دی، مذہب سے بچپن سے مجھے لگاؤ تھا، اصل میں سچے نبی کا سچا ارشاد ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، بعض لوگ ایسی فطرت کے ہوتے ہیں کہ ان پر ماحول کا اثر دوسروں کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے شاید میری فطرت ایسی ہی تھی، مجھے شرک کے ان بکھیڑوں میں گھٹن محسوس ہوتی تھی اور دل میں بار بار گھر چھوڑنے کا تقاضہ ہوتا تھا، اپنے خاندان کے مذہب سے میرا دل مطمئن نہ تھا مجھے یہ ڈھونگ اور بے تکا سا لگتا تھا، جیسے بس بے جان کوئی ڈرامہ ہو، اس لئے اندر سے جیسے مجھے حق کی پیاس لگی تھی میں نے بائبل پڑھی مگر اس میں تین میں ایک اور ایک میں تین کی بھول بھلیاں میرے ذہن کی الجھن بنی رہی، میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مذہب تو اسلام ہے۔

اسماء ذات الفوزین

اسماء ذات الفوزین : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عائشہ باجی : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : عائشہ باجی کتنی حیرت کی بات ہے کہ ارمغان میں کتنے لوگوں کی کارگزاری چھپی ہے مگر آج تک آپ سے انٹرویو نہیں لیا، میں نے کئی بار ابی سے کہا کہ عائشہ باجی کا

انٹرویو ضرور چھپنا چاہئے؟

جواب: مجھے خود خیال ہوتا تھا میں نے عمر کے ابو سے کئی بار کہا کہ حضرت جی سے کہو اس خیر میں ہمارا بھی نام آجائے، کیا خبر یہی ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے، حضرت نے کئی بار فون پر کہا بھی مگر ہر کام کا ایک وقت ہوتا ہے اس لئے پچھلے مہینہ حضرت نے حکم دیا کہ یہیں گھر آکر انٹرویو دینا ہے اگلے ماہ وہی چھپنا ہے اللہ کا شکر ہے کہ اس کا وقت آگیا۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میرا تعلق ہریانہ کے پانی پت ضلع سے ہے، آپ کے علم میں ہے کہ ہندوستان کی علمی، سیاسی، سماجی، ادبی اور روحانی ہر طرح کی تاریخ میں پانی پت کو ملک میں بنیادی حیثیت حاصل ہے، وہاں کا ایک گاؤں جو دریائے جمنا کے قریب ہتھوالا ہے وہاں کے شرما برہمن خاندان میں پیدا ہوئی، میرا گھر بہت مذہبی تھا میرے چار بھائی ہیں اور تین بہنیں مجھ سے بڑی ہیں اور میں سب سے چھوٹی ہوں، ہماری بستی میں چند گھر مسلمانوں کے رہتے ہیں، بے چارے مزدور یعنی دنیاوی لحاظ سے بھی کمزور ہیں اور دینی لحاظ سے اور بھی کمزور، بہت سے لوگوں کو تو شاید یہ بھی معلوم نہیں کہ اسلام کیا ہوتا ہے بلکہ بعض ان میں ایسے ہیں جو نام کے بھی مسلمان نہیں، یعنی ہندوؤں جیسے یا ملتے جلتے نام ان کے اور ان کے بچوں کے ہیں، میں نے اسکول میں داخلہ لیا تو میرے ساتھ دو تین لڑکیاں مسلمانوں کی پڑھتی تھیں، ان میں سے ایک کی والدہ یوپی کی تھی جس کی وجہ سے ان کو کچھ دینی شدھ بدھ تھی، ورنہ اکثر لڑکیوں کو بالکل معلوم نہیں تھا کہ کلمہ بھی کیا ہوتا ہے، پرائمری کے بعد میرے بڑے بھائی مجھے لدھیانہ لے گئے اور وہیں پر داخلہ کرا دیا اور وہیں پر میں نے پہلے ہائی اسکول کیا پھر الحمد للہ بارہویں کلاس پاس کی، اللہ کو مجھے دوسرا امتحان دلوانا تھا بس لدھیانہ جانا ہی میری زندگی کا رخ بدلنے کا ذریعہ بنا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتایئے؟

جواب: جیسا کہ میں نے بتایا کہ میرے بڑے بھائی راجندر شرما لدھیانہ میں رہتے تھے وہ مجھے لدھیانہ لے گئے وہاں ایک مشن اسکول میں میرا داخلہ ہو گیا وہاں مجھے ایک عیسائی لڑکی نے بائبل دی، مذہب سے بچپن سے مجھے لگاؤ تھا، اصل میں سچے نبی ﷺ کا سچا ارشاد ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، بعض لوگ ایسی فطرت کے ہوتے ہیں کہ ان پر ماحول کا اثر دوسروں کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے شاید میری فطرت ایسی تھی، اپنے خاندان کے مذہب سے میرا دل مطمئن نہ تھا مجھے یہ ڈھونگ اور بے تکا سا لگتا، جیسے بس بے جان کوئی ڈرامہ ہو، اس لئے اندر سے جیسے مجھے حق کی پیاس لگی تھی میں نے بائبل پڑھی مگر اس میں تین میں ایک اور ایک میں تین کی بھول بھلیاں میری ذہن کی الجھن بنی رہی، میں نے خواب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میرا مذہب تو اسلام ہے یہ میرے لائے ہوئے مذہب کی بگڑی ہوئی شکل ہے، میری آنکھ کھلی تو مجھے اسلام پڑھنے کا شوق پیدا ہوا، مگر لدھیانہ میں میرے لئے اسلامی لٹریچر ملنا بہت مشکل تھا، ایک بار میں اسکول سے جا رہی تھی ایک مسجد میں چھوٹا سا تبلیغی جلسہ ہو رہا تھا باہر کچھ چائے اور ٹوپی مسواک والوں نے دو دکانیں لگا رکھی تھیں وہیں کچھ ہندی اور اردو کی اسلامی کتابیں بھی تھیں میں نے کچھ کتابیں خریدیں، ان میں ہمارے نبی کی سیرت پاک بھی تھی، اب تو مجھے یاد بھی نہیں رہا کہ کس کی لکھی ہوئی تھی میں نے اسے پڑھا تو مجھے لگا کہ میری پیاس مجھے مل گئی اور مجھے اسلام کو مزید جاننے کا شوق پیدا ہوا، اللہ نے فضل فرمایا کہیں نہ کہیں سے مجھ کو کچھ پڑھنے کو ملتا رہا اور میں نے لدھیانہ میں ہی فیصلہ کر لیا کہ مجھے مسلمان ہونا ہے، معلومات کی تو معلوم ہوا کہ یہ کام جامع مسجد دہلی کے شاہی امام کراتے ہیں، چھٹیوں میں میرا گھر آنا ہوا تو مجھے

شرک کے ان کے بکھیڑوں میں گھٹن محسوس ہوئی، دل میں بار بار گھر کو چھوڑنے کا تقاضہ ہوا، میں نے ایک مسلمان گھرانہ سے تعلق پیدا کیا اور ان سے یوپی سے برقعہ منگوایا اور ایک دن سحری کے وقت گھر سے نکل پڑی، جنگل کے راستہ پیدل جمنا تک پہنچی اور جمنا کو پار کرنے کے لئے جمنا میں گھس گئی، میرے گلے تک پانی آ رہا تھا کئی بار خیال آیا کہ شاید میں ڈوب جاؤں گی، مجھے کسی نے بتایا تھا کہ زیادہ سے زیادہ کمر تک پانی آتا ہے مگر اس روز رات میں بارش ہوئی تھی اس کی وجہ سے پانی بڑھ گیا میں دل ہی دل میں اللہ کو یاد کرتی رہی میرے اللہ دیکھ رہے ہیں، اگر میں ڈوب کر مری تو پھر یہ موت میری آپ کی محبت میں، آپ کی تلاش میں ہوگی، اسماء بہن نہ جانے مجھے کہاں سے حوصلہ اور ہمت ملی تھی، اللہ کا شکر ہے کہ جمنا پار کی، جمنا پار کرکے میں نے دہلی جانے کا راستہ معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ بڑوت جاکر دہلی جانا ہوگا، ایک مسلمان بھائی مجھے ملا اس نے کہا کہ وہاں پر مسلمان ہونے کے لئے دو جاننے والے گواہ لے جانے ہوں گے ورنہ یہ کام وہاں نہیں ہوسکے گا، میں نے کہا تو پھر میں کیا کروں، مجھے ضرور مسلمان ہونا ہے، اس نے کہا کہ اچھا یہ ہے کہ تم دیوبند چلی جاؤ، میں نے کہا کہ میں اکیلی کس طرح دیوبند جاؤں اس کو مجھ پر ترس آیا کہا: بہن دیوبند تک میں ہی پہنچادوں گا، مگر ہم دونوں ذرا دور دور بس میں بیٹھیں گے اگر کوئی رشتہ دار مل جائے تو یہ مت بتانا کہ میں اس کے ساتھ جارہی ہوں، میں نے کہا ٹھیک ہے وہ مجھے پہلے کیرانہ، وہاں سے شاملی اور پھر نانوتہ سے دیوبند لے گیا، دو بجے کے بعد ہم دیوبند پہنچے، مدرسہ میں گئے مگر وہاں سب نے منع کردیا، ایک مولانا ملے انھوں نے کہا ان کو صدر دروازہ کے سامنے مولانا اسلم عطر والوں کے پاس لے جاؤ، وہاں یہ کام ہوجائے گا، وہ مولانا اسلم کے یہاں لے گئے انھوں نے ہمیں کھانا کھلایا بہت تسلی دی اور حضرت (مولانا محمد کلیم صاحب) سے پھلت بات کی حضرت نے کہا کہ کلمہ تو فوراً پڑھوا دیجئے اور ایک دو روز بعد

پھلت بھیج دیجئے، مجھے کلمہ پڑھوایا اور میرا نام عائشہ رکھ دیا، دو یا تین روز کے بعد مجھے پھلت بھیج دیا، پھلت میں کچھ روز وہاں رہی، وہاں پر نماز وغیرہ سیکھنا شروع کی پھر پڑھائی اور دین سیکھنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ نے مالیر کوٹلہ شاکرہ باجی کے یہاں بھیج دیا، وہاں میں نے قرآن مجید اور دینیات پڑھی، شاکرہ باجی بڑی نیک خاتون ہیں، انھوں نے مجھے بہت محبت سے رکھا، قرآن مجید وغیرہ مکمل کر کے میں واپس پھلت اور دیوبند آئی اور حضرت جی نے میری شادی دہلی کے ایک نوجوان حبیب الرحمٰن سے کر دی۔

سوال: آپ کو اس نئے ماحول میں عجیب سا نہیں لگا؟ والدین کے بغیر شادی آپ کو کیسی لگی؟

جواب: حضرت نے اور پھر مولانا اسلم صاحب اور دونوں کے گھر والوں نے میرے ساتھ بہت محبت کا معاملہ کیا اور جس بڑی چیز ایمان کے لئے میں گھر سے نکلی تھی اس کے مل جانے اور اس نے نتیجہ میں آخرت کی کامیابی نے مجھے کوئی احساس نہیں ہونے دیا، کبھی خیال جاتا بھی تھا تو میں اپنے دل کو سمجھا لیتی تھی۔

سوال: آپ کے سسرال والوں نے شادی کس طرح کی؟

جواب: میرے شوہر الحمدللہ حضرت سے بیعت ہیں، ان کی والدہ ایک نیک خاتون ہیں، بالکل سنت کے مطابق سادگی سے میری شادی کی اور الحمدللہ مجھے اس طرح کوئی غربت اور اجنبیت نہیں محسوس ہونے دی۔

سوال: آپ کے شوہر کیا کرتے ہیں؟

جواب: وہ ایکسپورٹ کا کام کرتے ہیں مگر ان پر بہت حالات آئے ہیں، اس طرح تو شاید جس طرح ہمارے ساتھ حالات آئے ہیں، بہت کم لوگوں کے ساتھ آتے ہوں گے مگر میرے اللہ ہمیں ہمت دیدیتے ہیں اور میرے شوہر کا دعوتی شوق اور روز روز کی خبریں

ان حالات میں ہمارے لئے حوصلہ کا ذریعہ بنتی ہیں۔

سوال: آپ کے گھر والوں نے آپ کو تلاش نہیں کیا؟

جواب: شروع میں بہت تلاش کیا، تھانے میں رپورٹ بھی لکھوائی، گاؤں کے بعض لوگوں کو پریشان بھی کیا، میں چلتے وقت ایک خط لکھ کر آئی تھی کہ میں نہ کسی لڑکے کی وجہ سے جارہی ہوں نہ کوئی مجھے ساتھ لے جارہا ہے نہ میں خودکشی کرنے جارہی ہوں، مجھے حق کی تلاش تھی وہ مجھے مل گیا، اس کو پانے اور اپنے خدا کی ہونے جارہی ہوں، میری تلاش کرنا فضول ہے، اگر میرے اللہ نے چاہا تو میں خود رابطہ کروں گی لیکن اس کے باوجود بھی انھوں نے بہت تلاش کیا میرے والد کا انتقال تو میرے سامنے ہی ہوگیا تھا، میں کسی طرح گھر کی خیر خیریت لیتی رہتی تھی مجھے معلوم ہوا کہ میری ماں بہت بیمار ہے اور بستر مرگ پر ہیں مجھے بہت یاد آئی اور فکر ہوئی کہ وہ شرک پر نہ مرجائے، میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ کتنے لوگوں کو آپ نے کلمہ پڑھوایا میری ماں کلمہ کے بغیر مرجائیں گی تو ایسے داعی سے شادی کرنے سے مجھے کیا خاک فائدہ ہوگا، وہ جذبہ میں آگئے اور بولے آج ہی چلتے ہیں، ہماری امی (ساس اماں) بولی میں تم لوگوں کو اکیلے جانے نہیں دوں گی میں بھی ساتھ چلوں گی، ہم لوگ گھر سے چلے بچے بھی ساتھ تھے، میں نے اپنی ساس اماں اور شوہر سے کہا کہ آپ یہاں ایک مسلمان کے گھر ٹھہریں، میں بچوں کے ساتھ جاتی ہوں، اگر تین بجے تک ہم واپس آگئے تو آپ سمجھنا کہ ہم زندہ ہیں، ورنہ آپ چلے جانا یہ سوچ کر کہ ہم چاروں کو ماردیا گیا، میری ساس اماں مصلیٰ پر بیٹھ گئیں، میں برقعہ میں جب گھر پہنچی تو لوگ حیران رہ گئے، میری ماں مجھ سے چمٹ چمٹ کر خوب روئی، مجھے انھوں نے نہیں چھوڑا چار بج گئے، میری ساس اماں بہت گھبرا گئی اور میں نے اپنے شوہر اور سسرال کی بہت تعریف کی تو انھوں نے ملنے کی خواہش ظاہر کی، میں نے کہا اب تو مجھے جلدی جانا ہے دو تین روز کے بعد ہم آئیں

گے، میں اپنے شوہر کو لے کر گئی میں نے اور انھوں نے والدہ کو سمجھایا، الحمدللہ انھوں نے سب گھر والوں کو بھیج کر اکیلے میں بات کی اور کلمہ پڑھا اور کہا کہ میں سچے دل سے کلمہ پڑھ رہی ہوں اور مجھے اپنے زیور میں سے کئی تولہ سونا دیا، میرے شوہر اور مجھے اور بچوں کو کپڑے دیئے۔

سوال : اس کے بعد بھی آپ لوگ وہاں گئے؟

جواب : ان کی زندگی میں دو بار اور گئے مگر میرے دو بھائی بلکہ ان کی بیویاں ہمارے جانے سے بہت ناراض تھیں، خصوصاً ماں کے ہر دفعہ کچھ دینے سے، اس لئے ہمارے لئے مشکل ہونے لگی، پھر ایک مہینہ کے بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا، الحمدللہ ان کا کلمہ پڑھنے کے بعد انتقال ہوا۔

سوال : باقی گھر والوں کا کیا رویہ ہے؟

جواب : میری دو بہنیں اور دو بھائی تو محبت اور تعلق رکھتے ہیں، ہم ان کے لئے دعا کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کو ہدایت عطا فرمائیں، اصل میں گھر والے تو اتنے مخالف نہیں ہیں جن کو معلوم ہوا وہ لوگ ان پر دباؤ بناتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ڈرتے ہیں، بھائی صاحب نے کہا کہ جب تم کو ملنا ہو تو ہمیں بلا لیا کرو تمہارے یہاں آنے سے ہمیں مشکل ہوتی ہے۔

سوال : آپ کے شوہر مجیب بھائی تو بڑے داعی ہیں، ابی ان کا بہت ذکر کرتے ہیں کیا وہ آپ کو بھی دعوت میں شریک کرتے ہیں؟

جواب : الحمدللہ، اللہ نے ان کو تو بہت نوازا ہے، نہ جانے کتنے لوگ بڑے اہم اہم ان کی دعوت پر مشرف باسلام ہو چکے ہیں، وہ کہتے ہیں: ہمارے حضرت کہتے ہیں کہ داعی کو حساب رکھنا چاہئے کہ کم از کم ایک دن میں ایک آدمی کو اس کی دعوت پر مسلمان ہونا ہی چاہئے، اسماء بہن کبھی تو مہینوں تک ان کا حساب پورا ہوتا رہتا ہے، آج کل تو ایک یومیہ

سے زیادہ ان کے ہاتھوں مسلمان ہورہے ہیں، کبھی کبھی کام رک سا جاتا ہے تو بہت پریشان ہوتے رہتے ہیں، کبھی کبھی بس روتے رہتے ہیں کہ میرے کسی گناہ کی وجہ اللہ نے راستہ بند کردیا، حضرت سے ملنے جاتے ہیں، کبھی کبھی فون بھی نہیں مل پاتا، پچھلے دنوں دو مہینے تک حضرت سے نہ ملاقات ہوئی نہ فون ملا، دعوت کا کام بھی سست ہوگیا بس گھر ماتم کدہ تھا جب دیکھو رورہے ہیں، میں بہت سمجھاتی، ہوسکتا ہے حضرت سفر پر ہوں، کہتے نہیں حضرت ناراض ہیں، اللہ کا شکر ہے فون مل گیا حضرت نے فرمایا کہ تم میرے کماؤ پوت ہو تم سے کیوں ناراض ہونے لگا، بس فون پر بات کرکے آئے جیسے عید ہوگئی ہو اور پھر کام پر لگ گئے بس تو کوئی صبح کو کلمہ پڑھ رہا ہے کوئی شام کو، مجھے بھی خیال ہوا کہ ان کی بات ہی سچی ہے، حضرت سے ملے حضرت نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے داعی کی حفاظت کے لئے یہ نظم ہوتا ہے کہ کبھی داعی یہ نہ سمجھنے لگے کہ ہماری وجہ سے کام ہورہا ہے، جب اللہ چاہے اور جس کو چاہے ہدایت ہوتی ہے یہ یقین ضروری ہے اور داعی کا رونا بھی اللہ کو بہت پیارا لگتا ہے اس لئے کبھی اللہ راستے کھولتے ہیں اور کبھی روکتے ہیں۔

سوال: آپ کے بچے کیا پڑھ رہے ہیں؟

جواب: میرے دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں، الحمدللہ چاروں پڑھ رہے ہیں ان شاء اللہ چاروں کو حافظ و عالم بنانے کی نیت ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے ارمان پورے فرمائے اور ان چاروں کو داعی بنائے۔

سوال: ابی بتارہے تھے کہ آپ پر بہت حالات آتے رہتے ہیں، آپ کو کیسا لگتا ہے؟

جواب: کاروباری اور ہمارے گھر میں بیماری وغیرہ کے مسائل آتے ہیں تو اکثر صحابہؓ کی قربانیاں یاد آجاتی ہیں کہ ہم نے تو ایمان کے لئے کچھ بھی قربانی نہیں دی اور ذرا ہمت کم سی ہوتی ہے تو کوئی اچھا خواب آجاتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی خواب میں زیارت

الحمدللہ بہت ہوتی ہے اور مہینوں اس کا مزہ اور خوشی رہتی ہے، پچھلے ہفتے مجھے الحمدللہ بڑی اچھی حالت میں زیارت ہوئی، عمر کے ابو کہتے ہیں بہت وقت تک تمہارا چہرہ بھی کھلا رہتا ہے۔

سوال: قارئین ارمغان کے لئے کوئی پیغام بھی دینا چاہیں گی؟

جواب: سچائی اور حق کے لئے آدمی کو قربانی دینی پڑتی ہے، آدمی عزم کرے اور سچائی اور حق جو انسان کا حق ہے اس کے لئے پُر عزم ہو جائے تو اس کو پانا انسان کے لئے مشکل نہیں، میں ایسے حالات میں گھر سے نکلی تھی بس حق پر اللہ نے اعتماد کی طاقت سے میری مدد فرمائی اور مجھے ہمت دی اور الحمدللہ میں اپنی مراد کو پہنچی، اللہ تعالیٰ بس موت تک اس پر استقامت نصیب فرمائے کہ اصل مسئلہ تو ابھی باقی ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ عائشہ باجی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اگست ۲۰۰۹ء

۶۱ محبت کے آگے جج اسلام قبول کرنے پر مجبور ہوا

جناب قاضی محمد شریح صاحب ﴿میرٹھ﴾ سے ملاقات

حضرت فرماتے ہیں اور کتنی سچی بات فرماتے ہیں کہ یہ ملک اہل محبت کا ملک ہے، محبت یہاں کے لوگوں کی کمزوری ہے سچی ہمدردی اور محبت کے سامنے یہ قوم پاؤں نہیں جما پاتی، فوراً مائل ہو جاتی ہے، اس قوم کی اس خوبی کا فائدہ اٹھا کر ہم لوگ کچھ ناسمجھ لوگوں کی گندی سیاسی فرقہ پرستی سے متاثر ہونے کے بجائے ان کو اپنا خونی رشتہ کا بھائی سمجھ کر اگر محبت سے دعوت دیں تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ یہ قوم ٹھکرائے، یہاں دعوت کا کام کرنے کے لئے زیادہ بحث و مباحثہ اور عقلی دلائل اور اس کی صلاحیت کی ضرورت نہیں بلکہ صرف محبت اور جرأت کی ضرورت ہے اور جرأت سے زیادہ محبت کی، شرط یہ ہے کہ محبت وہ جو اندر سے ابلے اور دل تک پہنچ جائے، جب ایک کم پڑھے لکھے، سیدھے دیہاتی نوجوان کے دو بلکہ ڈیڑھ آنسو مجھے ہمیشہ کے کفر شرک سے نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں، اگر رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کی طرح راتوں کو اللہ کے حضور رونا اور سینہ کا ہانڈی کی طرح کھولنا ہمیں نصیب ہو جائے تو یہ ملک سو فیصد اسلام کا زبردست مرکز بن سکتا ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

قاضی محمد شریح : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، مولانا احمد صاحب

سوال: قاضی محمد شریح صاحب! ماشاء اللہ ابی نے ابھی بتایا کہ ابی نے آپ کا نام قاضی محمد شریح رکھا ہے؟

جواب: ہاں مولانا احمد صاحب! ابھی میں نے بہت اچھی طرح اعلان تو نہیں کیا مگر حضرت جی نے میرا نام قاضی محمد شریح رکھا ہے، نام ذرا مشکل ہے مگر جب حضرت نے تاریخ بتائی تو مجھے اچھا لگا اور دل میں آیا کہ اللہ تعالیٰ نام کی برکت سے اگر قاضی شریح کا کروڑواں حصہ بھی مجھے ان کی خوبی دیدے تو میرا بیڑہ پار ہو جائے گا۔

سوال: اصل میں ابی کا کہنا ہے کہ مسلمانوں بلکہ اس پوری دنیا کے انسانوں کی خیر و ترقی اس میں ہے کہ یہ پیچھے ہٹ کر چودہ سو سال پہلے کے زمانے سے وابستہ ہو جائیں، اس زمانہ اور اس کے مزاج سے دنیا کے دور ہو جانے کی وجہ سے ساری تباہی آرہی ہے، اس لئے ابی لوگوں کے مدرسوں کے نام، دفتروں کے نام خیر القرون سے ملا کر رکھنے پر زور دیتے ہیں، مدرسہ صفۃ الاسلام، دار ارقم، دار ابی ایوب وغیرہ قاضی شریح ہمارے نبی ﷺ کے چوتھے خلیفہ کے زمانے میں بڑے مشہور قاضی تھے۔

جواب: ہاں انھوں نے وہ قصہ سنایا تھا کہ حضرت علیؓ کے مقابلہ میں ایک یہودی کے حق میں انھوں نے زرہ کے مقدمہ میں شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے فیصلہ سنایا تھا اور اس انصاف پر وہ یہودی مسلمان ہو گیا تھا۔

سوال: جی بالکل وہی واقعہ ان کا مشہور ہے اور بھی ان کے انصاف اور عدل کے بہت سے واقعات ہیں، قاضی صاحب آپ کو ابی نے بتایا ہوگا کہ مجھے آپ سے ارمغان کے لئے انٹرویو لینا ہے؟

جواب: جی ابھی بتایا ہے، میں نے عرض بھی کیا کہ بار بار اجازت کے باوجود آپ نے مجھے اپنے قبول اسلام کا اعلان کرنے سے منع کیا ہے اور ایسے میں میرا انٹرویو چھپنا کیا مناسب ہوگا، حضرت جی نے فرمایا کہ مقصد تو نصیحت اور دعوتی جذبہ پیدا کرنا ہے، آپ اپنا

اجمالی تعارف کرادیں، اصل میں رمضان کا مہینہ ہے اور آپ آگئے ہیں، اس برکت والے مہینہ میں آپ کا ہی حال چھپ جائے تو یہ بہتر ہے۔

سوال: آپ اپنا خاندانی تعارف کرائیے؟

جواب: میں ہریانہ کے ایک جاٹ خاندان میں ۲۳ مئی ۱۹۶۳ء کو پیدا ہوا، روہتک سے میں نے بارہویں کلاس اور پھر بی ایس سی کیا اور بعد میں میرے والد نے جو چنڈی گڑھ میں جج تھے میری لائن بدلنے کا فیصلہ کیا اور ایل ایل بی کرنے کو کہا، میں نے ایل ایل بی کیا اور چنڈی گڑھ سے وکالت شروع کردی اور پھر اللہ نے یہ کیا PCS پہلی بار میں کوالی فائی کیا، آج کل ایک ضلعی عدالت میں CIA ڈی جے ہوں، انشاء اللہ بہت جلد ڈسٹرکٹ جج بننے کی امید ہے، میری ایک بہن DSP ہیں، ان کے شوہر ADM ہیں، ہمارا خاندان اللہ کا شکر ہے کہ پڑھا لکھا خاندان ہے، ہمارے خاندان میں اردو کا رواج رہا ہے، میرے دادا اُردو کے بہت اچھے شاعر تھے، مخدوم اپنا تخلص لکھتے ہیں وہ مخدوم پانی پتی کے عقیدت مندوں میں تھے۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں بتائیے؟

جواب: میں ہریانہ میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ کورٹ میں جج کے عہدہ پر فائز تھا ہمارے خاندان میں انسانی قدروں کی بڑی اہمیت تھی، گھر میں بوڑھی عورتیں اور بڑے، مہاپرشوں، صوفیوں اور اچھے لوگوں کے قصے سناتے تھے، میرے والد خود بہت ایمان دار افسر تھے، میں نے پریم چند کی کہانیاں پڑھی تھیں، میں نے پنچ پرمیشور کہانی بھی پڑھی تھی، اس کہانی سے میرے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ فیصلہ کی گدی پر آدمی خدا کا نائب بن کر بیٹھتا ہے اس کو سارے انسانوں کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہئے اور انصاف کرنا چاہئے، اللہ کا شکر ہے کہ میں اس کا خیال کرتا ہوں اور عدالت میں اپنی طرف سے انصاف کرنے کی کوشش کرتا ہوں، جب آدمی نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی لوگوں کے دلوں میں عزت اور محبت پیدا کردیتے ہیں، میں جہاں بھی رہا لوگ میری ایمان داری کی وجہ سے میری بہت قدر کرتے

تھے بلکہ میں نے دیکھا ہے کہ بے ایمان اور رشوت لینے والے بھی میری عزت کرتے بلکہ میں نے تو دیکھا کہ میرے افسر بھی میری ہمیشہ کی ایمان داری کی وجہ سے بہت عزت کرتے ہیں، پانچ سال پہلے کی بات ہے ایک روز صبح مارننگ واک (چہل قدمی) کرر ہا تھا، مولانا صاحب کا ایک شاگرد جو بہت شریف اور محبت بھرا نوجوان ہے میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے شہر میں آئے ہیں یہ بڑی خوشی کی بات ہے، سب لوگ آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ سے محبت کرتے ہیں، میں آپ سے کافی روز سے بات کرنا چاہ رہا ہوں آپ مجھے دس منٹ کا وقت دید یجیے، میں نے کہا ابھی میرے ساتھ چلئے ایک کپ چائے پی لیجیے، اس نے کہا کہ ہمارے حضرت یہ کہتے ہیں قرآن نے کہا ہے کہ جب کسی سے ملنے جانا ہو تو اپارٹمنٹ لے کر جاؤ، میں نے کہا میں ٹائم دے رہا ہوں، میرے پاس ابھی وقت ہے، وہ خوش ہوا میرے ساتھ میرے گھر آیا اور بولا: مجھے یہ فکر ہے جج صاحب آپ اتنے ایمان دار اور بھلے افسر ہیں آپ کو ایک دن مرنے کے بعد بڑی عدالت میں مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے گا اور آپ پر غداری کا مقدمہ چلے گا، میں نے حیرت سے پوچھا مجھ پر غداری کا مقدمہ چلے گا؟ بولے جی، جس دیش میں آدمی رہتا ہو وہاں کے حاکم اور مالک کو نہ مانے اور وہاں کے سن ودھان (Constitution) کو نہ مانے وہ باغی اور غدار ہے، اس پوری سرشٹی (کائنات) کا حاکم و مالک ایک اللہ ہے اور اس کا فائنل دستور سنو دھان قرآن مجید ہے، جو اللہ کو اور قرآن کو نہ مانے وہ تو باغی اور غدار ہے، میں نے کہا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ مجھ پر یہ مقدمہ چلے گا؟ اس نے بڑے درد اور حیرت سے کہا کہ میں اتنا پڑھا لکھا تو ہوں نہیں کہ آپ کو ترک (دلائل) سے سمجھا دوں مگر جب آنکھ کھلے گی جس کو آپ مرنا اور آنکھ بند ہونا کہتے ہیں ہم اسے آنکھ کھلنا کہتے ہیں تو بات ہماری ہی سچی ہوگی، مگر جج صاحب اس وقت آپ کو فیصلہ کا اختیار نہیں رہے گا تو مجبوراً آپ کو ہمیشہ کی نرک کی جیل میں جلنا پڑے گا، یہ کہہ کر اس کی آنکھوں سے محبت اور ترس سے دو آنسو نکلے، جن

میں سے ایک تو زمین میں ٹپک گیا اور دوسرا پلکوں میں اٹک گیا، مولانا احمد صاحب بے لوث محبت اور ہمدردی میں اس کے وہ دو آنسو میرے گلے کا پھندہ بن گئے، میرے دل میں آیا کہ میرا ایسے ہمدرد کی بات میں ضرور سچائی ہے اور اس کی ماننے میں میرے لئے بھلائی ہے، میں نے کہا مجھے کیا کرنا چاہئے، اس نے کہا آج پہلی تاریخ ہے ہمارے حضرت سونی پت آتے ہیں، آپ کو کلمہ پڑھوا کر مسلمان بنا دیں گے، میں نے کہا کس وقت چلنا ہے؟ اس نے کہا دس بجے یہاں سے چلیں گے گیارہ بجے تک پہنچ جائیں گے، حضرت گیارہ ساڑھے گیارہ بجے تک آ جائیں گے، دس بجے ہم دونوں چلے، گیارہ بجے سونی پت پہنچے، اتفاق سے مولانا کو اس روز کوئی کام تھا جس کی وجہ سے ڈیڑھ بجے سونی پت پہنچے، گاڑی کی آواز آئی، میں کمرے سے نکلا، مولانا صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے کہا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں، حضرت صاحب نے کہا: ایمان اندر کے یقین کا نام ہے، آپ نے ارادہ کر لیا بس ہو گیا، ہم بھی اس ثواب میں شریک ہو جائیں اس کے لئے کلمہ پڑھ لیجئے، یہ کلمہ آخری اور مکمل دستور قرآن کو، نبی کے طریقہ پر عمل کرنے اور اس کو ماننے کا حلف ہے، جو ہر آدمی کو عہدہ سنبھالتے وقت لینا ہوتا ہے، حضرت نے مجھے کلمہ پڑھوایا اور اردو میں ترجمہ بھی کہلوایا پھر مجھ سے معلوم کیا کہ آپ نے اتنا بڑا فیصلہ لیا ہے، آپ نے اسلام کو پڑھا اور سمجھا بھی ہے؟ میں نے کہا میں نے ایل ایل بی میں مسلم پرسنل لا جو کچھ پڑھا ہے بس اس کے علاوہ ایک لفظ نہیں پڑھا، مسلمانوں سے زیادہ رابطہ بھی نہیں رہا بلکہ نام کیلئے بھی مسلمانوں سے رابطہ نہیں رہا، ہریانہ میں مسلمان ہیں بھی نا کے برابر، حضرت نے پوچھا پھر اتنا بڑا فیصلہ آپ نے کس بات پر لیا؟ میں نے کہا آپ کا یہ مرید میرے پاس آیا اور محبت سے مجھ سے کہا: آپ اتنے ایماندار افسر ہیں، مگر آپ پر ایک بڑی عدالت میں غداری کا مقدمہ چلے گا اور جب میں نے اس سے ثبوت مانگا تو جواب میں محبت سے اس کی آنکھوں سے دو آنسو نکل گئے، ایک زمین میں گر گیا اور ایک پلکوں میں اٹک گیا، حضرت صاحب مجھے آج

معلوم ہوا کہ ہتھکڑی پڑ کر مجرم کیسے بے بس ہو جاتا ہے، یہ محبت بھرے دو آنسو میرے گلے کا پھندہ بن گئے، میرے دل نے کہا ایسے محبت بھرے آدمی کی بات ماننے میں بھلائی ہے، ایسا خیر خواہ جھوٹا نہیں ہو سکتا، حضرت نے میرا نام قاضی محمد شریح رکھا اور پورا قصہ قاضی شریح کا سنایا، مجھے بار بار مبارک باد دی اور اسلام پڑھنے کے لئے کہا، کتابوں کی ایک فہرست بنائی اور ایک مولانا کے ذمہ لگایا کہ وہ دہلی سے یہ کتابیں مجھے منگا کر دیں۔

سوال: اس کے بعد آپ نے وہ کتابیں پڑھیں؟

جواب: سب سے پہلے میں نے "آپ کی امانت آپ کی سیوا میں" پڑھی، اس کتاب نے مجھے اپنے فیصلہ پر بڑا اعتماد پیدا کیا کہ بے سوچے سمجھے میں نے کتنا سوچا سمجھا فیصلہ لیا بلکہ سچی بات یہ ہے کہ میرے اللہ نے مجھے کتنا سوچ سمجھ کر لینے والا فیصلہ، بے سوچے سمجھے لینے پر مجبور کیا، اس کے بعد میں نے "مرنے کے بعد کیا ہوگا؟" پڑھی اس کتاب نے یوم آخرت خصوصاً حشر کی عدالت کو دل و دماغ پر ایسا طاری کیا کہ اب عدالت میں جج کی کرسی پر ہوتا ہوں اور میرا ذہن اللہ کی عدالت میں حساب دیتے وقت مجرموں کے کٹہرے میں اپنے کو کھڑا پاتا ہے، بعض مرتبہ اس خوف میں بہت زیادہ بدحال ہو جاتا ہوں اس کے بعد الحمدللہ ایک کے بعد ایک کئی سو کتابیں پڑھ چکا ہوں۔

سوال: آپ نے گھر والوں کو ابھی تک نہیں بتایا؟

جواب: پانچ سال ہونے والے ہیں میں خود بہت پریشان ہوں مگر جب بھی حضرت سے بات ہوتی ہے تو حضرت کہتے ہیں کہ ابھی کچھ روز بعد اعلان کیجئے، الحمدللہ میری اہلیہ تو مسلمان ہو گئی ہیں اور میرے دونوں بچے بھی، ہم چاروں تو نماز روزہ گھر میں پابندی سے ادا کرتے ہیں، آج حضرت نے فرمایا کہ اب انشاء اللہ رمضان کے بعد اعلان کروائیں گے، میرے دل میں بار بار غیرت کی وجہ سے بہت جذبہ ہوتا ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے بھی تو حضور ﷺ کے منع کرنے کے باوجود اعلان کر دیا تھا، مگر پھر اندر سے کوئی سمجھاتا ہے کہ ایک آدمی کو

اپنا رہبر بنالیا ہے تو پھر اپنی چلانے کے بجائے اس کی ماننے میں عافیت ہے، بعض دوسرے معاملات میں میں نے تجربہ بھی کیا کہ حضرت کی مرضی ماننے میں بڑی بھلائی ملی۔

سوال: نماز وغیرہ آپ کہاں پڑھتے ہیں اور جمعہ کی نماز کا کیا کرتے ہیں؟

جواب: عام اعلان میں نے نہیں کیا ہے ورنہ بہت سے مسلمانوں کو الحمدللہ ہمارے اسلام کا علم ہے، میں جمعہ کی نماز جہاں رہتا ہوں اس سے دور کسی شہر گاؤں یا قصبہ میں جہاں جمعہ ہوتا ہو تلاش کر لیتا ہوں الحمدللہ جمعہ پابندی سے پڑھتا ہوں، یوں بھی جماعت میں میں نے تین روز الحمدللہ اب تک سات مرتبہ لگائے ہیں مگر دور جا کر۔

سوال: آپ کو اسلام میں آکر کیسا لگا؟

جواب: ہریانہ میں ۱۹۴۷ء کے بعد اسلام اور مسلمان تو ایسے ہی ہیں، اس لئے رسم و رواج کے لحاظ سے اسلام سے ہمیں مناسبت کم ہی تھی، اگرچہ اردو تہذیب اور گھر میں نان وتیج کا رواج تھا، مگر چونکہ عقیدہ اور پورے ضابطہ کے لحاظ سے اسلام بالکل نیچرل مذہب ہے مجھے بالکل بھی اجنبی نہیں لگا، بلکہ ایسا لگا کہ میری چیز تھی حضرت صاحب کتنی سچی بات کہتے ہیں، سونی پت میں ان کی تقریر میں نے سنی، اسلام دین فطرت ہے، پیاسے انسان کو جس طرح بھی آپ اس کے ہونٹوں کے پاس پانی لائیں گے تو جس طرح وہ اس کو قبول کرے گا اسی طرح انسانی فطرت، دین فطرت کی پیاسی ہے، اس کو دین فطرت اجنبی نہیں لگتا، شرط یہ ہے کہ اس کے ہونٹوں تک لگا دیا جائے۔

سوال: ابی نے آپ کو دعوت پر نہیں لگایا، گھر والوں اور خاندان والوں پر کام کے لئے نہیں کہا؟

جواب: ہاں الحمدللہ کہا ہے، میں کام بھی کر رہا ہوں، الحمدللہ میری ایک بوا (پھوپی) اور ان کے شوہر مسلمان ہو گئے ہیں، میرے چچا کے ایک بیٹے مسلمان ہو گئے ہیں، میرے چھ نوکر مسلمان ہو کر اعلان کر چکے ہیں، دو نے تو مسلمان لڑکیوں سے شادی بھی کر لی ہے۔

سوال: ماشاءاللہ! اچھا ارمغان کے لئے آپ کوئی پیغام دیں گے؟

جواب: حضرت فرماتے ہیں اور کتنی سچی بات فرماتے ہیں کہ یہ ملک اہل محبت کا ملک ہے، محبت یہاں کے لوگوں کی کم زوری ہے سچی ہمدردی اور محبت کے سامنے یہ قوم پاؤں نہیں جما پاتی، فوراً مائل ہو جاتی ہے، اس قوم کی اس خوبی کا فائدہ اٹھا کر ہم لوگ کچھ نا سمجھ لوگوں کی گندی سیاسی فرقہ پرستی سے متاثر ہونے کے بجائے ان کو اپنا خونی رشتہ کا بھائی سمجھ کر اگر محبت سے دعوت دیں تو ایسا ہو نہیں سکتا کہ یہ قوم ٹھکرائے، یہاں دعوت کا کام کرنے کے لئے زیادہ بحث و مباحثہ اور عقلی دلائل اور اس کی صلاحیت کی ضرورت نہیں بلکہ صرف محبت اور جرأت کی ضرورت ہے اور جرأت سے زیادہ محبت کی، شرط یہ ہے کہ محبت وہ جو اندر سے ابلے اور دل تک پہنچ جائے، جب ایک کم پڑھے لکھے، سیدھے دیہاتی نوجوان کے دو بلکہ ڈیڑھ آنسو مجھے ہمیشہ کے کفر شرک سے نجات کا ذریعہ بن سکتے ہیں اگر رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کی طرح راتوں کو اللہ کے حضور رونا اور سینہ کا ہانڈی کی طرح کھولنا ہمیں نصیب ہو جائے تو یہ ملک صد فیصد اسلام کا زبردست مرکز بن سکتا ہے۔

سوال: بہت بہت شکریہ قاضی صاحب

جواب: بہت بہت شکریہ تو آپ کا کہ آپ نے مجھے اس مبارک کام میں شریک کر لیا، انشاء اللہ رمضان میں پھلت میں ملاقات ہوگی۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، ستمبر ۲۰۰۹ء

۶۲ خونخوار فوجی مسلمان ہوا اور داعی بنا

جناب محمد عمر صاحب (آدیش) سے ایک ملاقات

میں بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے وہ اس کی قدر کریں اور چونکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر کچے پکے گھر میں اسلام داخل ہوگا ہی تو اس کے لئے دعا اور کوشش کریں، دوسری ضروری بات تو مسلم بھائیوں سے ارمغان کے واسطے سے یہ کہنی ہے کہ اگر آدمی اپنے ایمان پر پکا ہے تو کتنی ہی مشکلیں آئیں مشکلیں خود کافور ہو جاتی ہیں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد آتی ہے، دوسرے دعوت کے لئے کوشش کرنے والوں کے لئے بھی اللہ کی مدد کا وعدہ ہے۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

احمد اوّاہ : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

محمد عمر : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال: عمر بھائی گزشتہ سال میں نے آپ سے جو انٹرویو لیا تھا وہ آپ کے منع کرنے کی وجہ سے شائع نہیں کیا جاسکا اور اب وہ انٹرویو میرے پاس صحیح حالت میں نہیں ہے، میری خواہش ہے کہ آپ کا انٹرویو ضرور شائع کیا جائے اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو دوبارہ آپ سے کچھ باتیں کر لی جائیں۔

جواب: ہاں احمد بھائی کیوں نہیں، میں تو انٹرویو شائع ہونے کا انتظار کر رہا تھا، اس وقت

انٹرویو شائع کرنا مناسب نہیں تھا، الحمدللہ اب حالات سازگار ہیں اس لئے اسے شائع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: پہلے آپ اپنا تعارف کرائیں؟

جواب: میرا پہلا نام آدیش تھا، میں ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں ننگی کا رہنے والا ہوں، میں نے ننگی ہی میں جنتا انٹر کالج سے ہائی اسکول کیا ہے اور اب مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ میں عالمیت کررہا ہوں۔

سوال: آپ کو اسلام کی طرف کیسے رغبت ہوئی اور کیا چیز آپ کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بنی؟

جواب: بچپن سے ہی مجھے اسلام کی بہت سی چیزیں اچھی لگتی تھیں، خاص طور پر پردہ کا نظام مجھے بہت پسند آیا، یہ چیز مجھے دوسرے مذاہب میں نظر نہیں آئی اور دوسری چیز جس کی وجہ سے میں نے اسلام قبول کیا، میرا ایک خواب تھا میں بچپن سے ہی اپنا نام آدیش لکھتا تھا، یہ مجھے بہت پسند تھا شاید اس لئے ہی آپ ﷺ مجھے خواب میں نظر آئے، آپ نے مجھ سے فرمارہے ہیں کہ کلمہ پڑھ لو اور یہاں سے چلو، پھر مجھے ایک بہت اچھا کنواں دکھائی دیا جو میرے گاؤں میں ہی تھا، یہ آواز اس کنویں میں سے بھی سنائی دی، میں نے یہ بات اپنے مسلمان دوست کو بتائی تو وہ کہنے لگا کہ تو چاہے جو بھی کرلے مسلمان ضرور ہو کر رہے گا، اس کے کچھ ہی دن بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام سے سرفراز فرمایا۔

سوال: آپ اپنے قبول اسلام کا پورا واقعہ سنائیں؟

جواب: احمد بھائی مجھے بچپن سے ہی مورتی پوجا سے نفرت تھی میں اپنی والدہ کو بھی اس سے روکتا تھا، گھر میں کوئی بھی میرے سامنے پوجا نہیں کرسکتا تھا، سب لوگ مجھ سے چھپ کر ہی پوجا کرتے تھے، ایک مرتبہ میں نے گھر کے تمام بھگوانوں کے پوسٹر پھاڑ کر جب

میں رکھ لئے اور ان کے فریم کو اپنے بھائی سے کنویں میں پھینکنے کو کہا، اس وقت میری والدہ سوئی ہوئی تھیں، میں نے ان تصویروں کو آگ لگادی، آگ لگنے کے بعد جب ان کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں ہوا تو مجھے پورا یقین ہوگیا کہ یہ سب بیکار ہیں اس کے بعد جب میری ماں کو یہ سب بات معلوم ہوئی کہ میں نے تمام بھگوانوں کو جلا دیا ہے تو اس نے مجھ سے بلا کر پوچھ تاچھ کی کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ میں نے اپنی ماں کو سمجھایا کہ جب یہ اپنی حفاظت خود نہیں کر سکتے تو میری اور آپ کی کیسے کر سکتے ہیں، اس پر میری ماں نے مجھے بہت مارا اور کہنے لگیں کہ تو مسلمان ہوگیا ہے، میں نے کہا کہ میں کوئی مسلمان نہیں ہوا ہوں، مجھے معلوم نہیں کہ کون صحیح ہے، ہندو کہتے ہیں کہ مسلمان غلط ہیں اور مسلمان کہتے ہیں کہ ہندو غلط ہیں، میں جب تک اچھی طرح تحقیق نہیں کر لیتا کہ کون صحیح ہے تب تک نہ میں مسلمان اور نہ ہندو، پھر کچھ دن بعد مجھے یہ خواب نظر آیا جس پر میرے دوست نے کہا تھا کہ تو چاہے جو بھی کرلے مسلمان ضرور ہو کر رہے گا، میرا رجحان اسلام کی طرف پہلے سے ہی تھا، مزید اس خواب نے میری دلچسپی اسلام کی طرف اور بڑھادی اس کے بعد ہی میں نے پڑھائی چھوڑ دی اور سہارنپور کام سیکھنے کے لئے گیا، وہاں ایک سید صاحب کی دکان میں کام سیکھا کرتا تھا اور ان سے اسلام کے بارے میں کچھ باتیں بھی ہوا کرتی تھیں، جس کی وجہ سے ان کو معلوم ہوگیا تھا کہ میں اسلام کو پسند کرتا ہوں اور قبول بھی کرنا چاہتا ہوں، ایک دن سید صاحب کے سالے دکان پر تشریف لائے، ان کو معلوم تھا کہ میں ہندو ہوں لیکن سید صاحب نے ان کو بتایا کہ میرا رجحان اسلام کی طرف ہے، پھر انھوں نے مجھ سے بات کی، میں نے صاف صاف بتادیا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں، اگلے ہی دن وہ صاحب مجھے لے کر دیوبند مولانا اسلم صاحب کے پاس آئے، مولانا نے مجھے کلمہ پڑھایا اور میرا نام محمد عمر رکھا۔

سوال: اس کے بعد کیا ہوا؟

جواب: کلمہ پڑھنے کے بعد مجھے مولانا اسلم صاحب نے نماز وغیرہ سیکھنے کے لئے پھلت بھیج دیا، یہاں میں نے بہت جلد نماز اور بہت سی دعائیں سیکھ لیں، اس کے تقریباً سوا مہینے کے بعد میرا گھر جانا ہوا، گھر والوں نے معلوم کیا کہ کہاں کام کرر ہے ہو، میں نے بتایا کہ میں دہلی میں کام سیکھ رہا ہوں، دو چار دن گھر رہنے کے بعد میں واپس آنے لگا تو گھر والوں نے دہلی کا کوئی فون نمبر اور ایڈریس مانگا میں نے کہا کہ میرا بیگ دہلی میں ہی رہ گیا ہے، اسی میں فون نمبر اور ایڈریس وغیرہ ہے، میں وہاں پہنچ کر فون سے نمبر اور ایڈریس دے دوں گا، گھر سے نکلتے وقت مجھے خرچ کے لئے گھر والوں نے -/۵۰۰ روپے بھی دیئے، کئی روز تک میری خیر خبر نہ ملنے پر گھر والوں نے میری تلاش جاری کردی، جب میرا ان کو کوئی سراغ نہیں ملا تو انھوں نے اسلام کی طرف میرا رجحان ہونے کی وجہ سے ہمارے گاؤں کے رہنے والے ظہور صاحب جن کے پاس میرا آنا جانا تھا پر میرے اغوا (اپہرن) کا الزام لگا دیا اور ان پر تمام گاؤں والوں نے دباؤ ڈالا، بیچاروں نے مجبور ہوکر یہ کہہ دیا کہ آٹھ دن میں تمہارا لڑکا مل جائے گا، یہ بات سنی تھی کہ ان کو یقین ہوگیا کہ میں ان ہی کے پاس ہوں، وہ پریشان ہوکر میرے پاس آئے اور مجھے لے کر قاضی رشید مسعود ایم پی کے یہاں لے گئے، ایم پی صاحب نے ہمیں تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے سب ٹھیک ہوجائے گا، میں قاضی جی کے یہاں تین چار دن تک رہا، ظہور صاحب کو میرے اپہرن کے الزام میں جیل بھی جانا پڑا، ان کی ضمانت تو ہوگئی تھی لیکن مقدمہ شروع ہوگیا تھا مجھے ان کو بچانے کے لئے بیان دینا تھا، بیان دینے کے لئے ایم پی صاحب نے مجھے پولیس والوں کے ساتھ بھیجا اور ان کو یہ نصیحت کی میرے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی جائے، جو میں چاہتا ہوں وہی ہونا چاہئے اور کسی قسم کی کوئی سختی میرے ساتھ نہ کی جائے، پولیس

والے مجھے لے کر دیو بند جا رہے تھے کہ نانوتہ میں میرے گھر والے مل گئے، انھوں نے مجھے روک کر بہت سمجھایا میں ان کو بے دھڑک اور سخت لہجے میں جواب دے رہا تھا، ایس او (S.O) نے یہ دیکھ کر کہ میں جواب دے رہا ہوں اور ان کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوں، سمجھایا کہ بھائی یہ تیرے ماں باپ ہیں، تجھے کرنی تو اپنے من کی ہے، ان کا دل رکھنے کو ان کی بات بھی مان لے، میں نے ایس او کے کہنے سے کپڑے یعنی پینٹ شرٹ جو وہ اس وقت خرید کر لائے تھے، لے لئے اور کولڈ ڈرنک بھی پی لی، لیکن کھانا نہیں کھایا، گھر والے مجھ سے کہنے لگے کپڑے بھی بدل لے، میں نے کہا کہ اس وقت نہیں، صبح میں بدل لوں گا، میرا یہ کہنا تھا کہ گھر والوں نے گاؤں میں یہ بات اڑا دی کہ میں نعوذ باللہ مرتد ہو گیا ہوں اور میں نے داڑھی وغیرہ کٹوا دی ہے، اس بات سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے اور وہ گھبرا گئے کہ کہیں میں ظہور صاحب کے خلاف بیان نہ دے دوں۔

احمد بھائی جب ہم دیو بند پہنچے تو وہاں مجھے پانچ گھنٹے تک آفیسر نے پریشان کیا، کبھی ایک تو کبھی دوسرا، مجھ سے پوچھ تاچھ کرتا، یہ سلسلہ پانچ گھنٹے تک چلتا رہا، اخیر میں مجھ سے تمام آفیسر نے جو چار پانچ تھے کہا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے ان کو جواب دیا کہ میں اپنی مرضی سے مسلمان ہو گیا ہوں کسی کا مجھ پر کوئی دباؤ یا لالچ نہیں ہے اور اب میں اسلام کے بارے میں پڑھنا چاہتا ہوں، مجھے آپ کسی مدرسہ میں بھجوا دیجئے، انھوں نے میری یہ بات مان لی اور مجھے مدرسہ چھوڑنے کے لئے جا رہے تھے کہ راستہ میں پولیس والوں نے گاڑی روک دی، سامنے سے ایک بجرنگ دل کا آدمی آیا اس کے ہاتھ میں ترشول تھا، دیکھتے ہی دیکھتے وہاں تقریباً تین سو آدمی جمع ہو گئے وہ مجھے گاڑی سے اتارنے لگے میں نے گاڑی کے پائپ کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ مجھے گاڑی سے کھینچ ہی رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آ گئی، ایک دوسری پولیس والوں کی گاڑی آ کر رکی، گاڑی کے رکتے ہی

وہ سب بھاگ گئے، پھر یہ پولیس والے مجھے مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ لے کر آئے، اگلے دن بجرنگ دل والوں نے قریب کے تمام گاؤں والوں کو اکٹھا کر کے ظہور صاحب اور گاؤں کے تمام مسلمانوں پر چڑھائی کر دی اور ظہور صاحب کے کھیتوں کو نقصان پہنچایا، تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ پورے گاؤں کو فورس نے گھیر لیا اور فوج نے بہت سختی کی اور لاٹھی چارج بھی کر دیا، پبلک منتشر ہو گئی اس کے بعد بھی کئی دن تک کو فیو لگا رہا، احمد بھائی اس وقت جب آپ نے میرا انٹرویو لیا تھا اس وقت حالات ٹھیک نہیں تھے، بڑی مشکل سے کچھ معاملہ ٹھنڈا ہوا تھا میں نے مصلحتاً کہ نئی نئی بات ہے کبھی ماحول دوبارہ گرم ہو جائے، انٹرویو شائع کرنے کو منع کر دیا تھا، الحمدللہ آج کل حالات ٹھیک چل رہے ہیں۔

سوال: اسلام لانے کے بعد اور کن کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: احمد بھائی گھر میں جو سہولتیں ہوتی ہیں وہ گھر سے دور جانے کے بعد ختم ہو جاتی ہیں، بس اس طرح کی کچھ چھوٹی موٹی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

سوال: ہاں واقعی عمر بھائی یہ بات تو ہے کہ گھر سے دور رہ کر کچھ سہولتیں ختم ہو جاتی ہیں لیکن آپ نے ان سہولتوں کے بدلے اتنی بڑی نعمت پائی ہے کہ دنیا کی تمام سہولتیں دے کر بھی مل جائے تو بھی سستی ہے اور سچے مسلمان تو آپ ہی ہیں کہ آپ نے حق سامنے آجانے کے بعد اسے قبول کر لیا، ہمارا کیا ہے ہمیں تو اسلام ورثے میں ملا ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان گھرانے میں پیدا فرما کر اسلام پر باقی رکھا، اچھا گھر والوں اور ظہور صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے کیا؟

جواب: نہیں احمد بھائی، گھر والوں سے تو اس کے بعد ایک بھی بار ملاقات نہیں ہوئی، البتہ ظہور صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے، انھوں نے مجھے بیٹا بنا لیا ہے وہ مجھ سے ملنے مدرسے آتے رہتے ہیں اور مجھ سے اپنے بچوں کی ہی طرح محبت کرتے ہیں اور ان کے

بچے بہن بھائی کی طرح رہتے ہیں اور دو بہنوں کی شادی بھی ہوگئی ہے، چھٹی گزارنے میں ان کے یہاں ہی جاتا ہوں۔

سوال: اسلام قبول کرنے کے بعد آپ نے کیسا محسوس کیا؟

جواب: بہت زیادہ سکون محسوس کیا، قبول اسلام کے بعد مجھے سکون قلب مل گیا۔

سوال: عالمیت کے بعد کیا ارادہ ہے؟

جواب: عالمیت کے بعد دعوت کا کام کرنا ہے، میں عالمیت کرہی اسی لئے رہا ہوں کہ اسلام کو ٹھیک سے جاننے کے بعد اپنے غیر مسلم بھائیوں کو اس کی طرف دعوت دوں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچاؤں، آپ سے اور تمام قارئین ارمغان سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کام کے لئے قبول فرمالے۔

سوال: آمین۔ قارئین ارمغان کو کچھ پیغام دینا چاہیں گے؟

جواب: میں بس اتنا کہنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے وہ اس کی قدر کریں اور چونکہ نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر کچے پکے گھر میں اسلام داخل ہوگا ہی تو اس کے لئے دعا اور کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ہر گھر میں اسلام پہنچانے میں آپ کا ہم دونوں کا بھی کچھ حصہ شامل فرمائے اور میرے اور آپ کے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو بھی اس کار خیر کے لئے مکمل طور پر قبول فرمائے۔

دوسری ضروری بات تو مسلم بھائیوں سے بھی ارمغان کے واسطہ سے یہ کہنی ہے کہ اگر آدمی اپنے ایمان پر پکا ہے تو کتنی ہی مشکلیں آئیں مشکلیں خود کافور ہوجاتی ہیں اور اللہ پر بھروسہ کرنے والے کے ساتھ اللہ کی مدد آتی ہے، دوسرے دعوت کے لئے کوشش کرنے والوں کے لئے بھی اللہ کی مدد کا وعدہ ہے، ظہور صاحب کی اتنی مخالفت ہوئی مگر کوئی ان کا بال بیکا نہ کرسکا، ان کے کھیتوں کو لوگوں نے نقصان پہنچایا، ان کا کہنا ہے کہ اگلے سال

ان کی فصل دوگنی ہوگئی، وہ مجھ سے کہتے ہیں کہ عمر میاں سچی بات یہ کہ تم نے ہمیں سچا مسلمان بنادیا، ہم لوگ رسمی مسلمان تھے، تمہیں بیٹا بنانے کی وجہ سے اللہ پر اور اللہ کی مدد پر ہمیں پکا ایمان حاصل ہوا، اب ہم ہر مشکل میں صرف اللہ کو کارساز مانتے ہیں، پہلے یہ بات نہ تھی۔

سوال: سنا ہے آپ نے ختنہ بھی کرائی ہے؟

جواب: ہاں احمد بھائی، ایک تو مجھے یہ خیال تھا کہ ایک سنت چھوٹی ہوئی ہے دوسرے مجھے ڈر بھی رہتا تھا کہ کہیں سفر حضر میں میری موت آجائے تو ہندو سمجھ کر مجھے جلادیں اور ان دونوں باتوں سے زیادہ بات یہ تھی کہ پیشاب کے بعد قطرہ رکا رہنے کا ہر وقت خیال رہتا تھا اور یہ خیال ہوتا تھا کہ شاید میں پاک نہیں ہوا اور جب پاکی نہیں تو نماز روزہ سب بے کار ہے، اس لئے میں مولانا صاحب سے اس کے لئے بہت اصرار کرتا تھا، مدرسہ کی ششماہی چھٹیاں ہوئیں تو میں پھلت آگیا، مولانا صاحب نے مجھے سردھنہ بھیج کر میری ختنہ کرادی، الحمدللہ کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور اب بہت اطمینان ہوگیا ہے۔

سوال: شکریہ جزاکم اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

جواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، مئی ۲۰۰۷ء

۶۳ خواب میں حضور ﷺ نے کلمہ پڑھنے کے لئے کہا

ڈاکٹر محمد اسعد صاحب ﴿راجکمار﴾ سے ایک ملاقات

میرا خیال ہے کہ ہم مسلمانوں کا باہر کا کوئی دشمن نہیں ہے اسلام سے دوری ہماری سب سے بڑی دشمن ہے بلکہ اسلام سے دور رہ کر ہم ساری انسانیت سے دشمنی کررہے ہیں، اس لئے کہ ایمان واسلام انسانیت کی سب سے بڑی ضرورت ہے وہ مسلمانوں کو اسلام سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو دیکھ کر اسلام کے نام سے گھبراتے ہیں، اپنی سب سے بڑی ضرورت اور اپنی نجات کے راستے سے وہ ہماری وجہ سے دور ہیں میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے لئے نہیں تو ساری انسانیت پر رحم کھا کر ان کو اسلام کا تعارف کرانے کے لئے کم از کم ظاہری طور پر مسلمان بن جانا چاہیے، خدا کے لئے اس دردناک پہلو کی طرف توجہ کریں۔

مولانا احمد اوّاہ ندوی

ڈاکٹر محمد اسعد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

احمد اوّاہ : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سوال : ڈاکٹر صاحب آپ بہت اچھے موقع پر تشریف لائے، مجھے آپ جیسے کسی خوش قسمت کی تلاش تھی بلکہ گویا آپ کی ہی تلاش تھی۔

جواب : کیوں بھیا احمد ایسی کیا ضرورت تھی؟ آپ تو اب ماشاء اللہ بڑے ہوگئے ہیں

سوال: اصل میں کچھ زمانے سے ہمارے یہاں ارمغان میگزین میں نومسلموں کے انٹر ویو کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس ماہ ابی کی خواہش تھی کہ فوجی کے کسی ساتھی کا انٹرویو چھپ جائے، اچھا ہوا آپ آگئے۔

جواب: مگر ابی تو نومسلم کی اصطلاح کو اچھا نہیں سمجھتے اور میرا بھی یہ خیال ہے کہ اس لفظ سے نقصان ہوتا ہے، عام طور پر مسلمانوں میں اس کی الگ ہی حیثیت رہتی ہے اور اسلام قبول کرنے والا بھی عرصہ تک بہت سی غلط فہمیوں میں رہتا ہے، ان میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ اپنی ساری ذمہ داری مسلمانوں کے ذمہ سمجھتا ہے جو اس کے لئے بہت خطرناک ہے اس لئے میں اپنے کو نومسلم نہیں کہتا بلکہ نومسلم سمجھتا بھی نہیں ہوں اور جب سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے کہ ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ اسے یہودی، مجوسی اور نصرانی بنا دیتے ہیں، میں اپنے کو پیدائشی مسلمان سمجھتا ہوں الحمدللہ، بہر حال آپ پھر بھی بتایئے میرے لائق کیا خدمت ہے؟

سوال: واقعی آپ کی بات ٹھیک ہے ہندو گھر میں پیدا ہونے کی وجہ سے کچھ روز اسلام سے ظاہری طور پر آپ بھٹکے رہے، ورنہ آپ کے پیدائشی مسلمان ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے جب نبی صادق ﷺ کا ارشاد بھی صاف ہے صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قارئین ارمغان کے لئے کچھ سوال کرنا چاہتا ہوں دعوت کا کام کرنے والوں کو فائدہ ہو۔

جواب: ضرور کیجئے میرے لئے خوشی کی بات ہوگی۔

سوال: اپنا مختصر تعارف کرائیے؟

جواب: اب الحمدللہ میرا نام اسعد ہے میری پیدائش موضع سرور پور جواب ضلع باغپت میں ہے کے ہندو جاٹ زمیندار گھرانے میں ہوئی میرا نام میرے والد محترم نے راجکمار

رکھا تھا، میری پرائمری تعلیم گاؤں میں ہوئی، بعد میں بڑوت سے انٹر، سائنس میں اور بائیو لوجی سے کیا اور الہ آباد سے آیورویدک کا ڈگری کورس بی، اے ایم، ایس کیا۔

سوال: اپنے قبول اسلام کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب: میرے قبول اسلام کا واقعہ اللہ کی صفت ہادی کا کرشمہ ہے، بی اے، ایم ایس کے ہاؤس جاب کے بعد میں نے تین اپریل ۱۹۹۳ء کو پھلت آ کر مولانا کلیم صاحب کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا پھر جماعت میں وقت لگایا اور اب میں مظفر نگر میں پریکٹس کر رہا ہوں، گاؤں میں میڈیکل پریکٹس شروع کی لیکن اللہ کو اور کچھ منظور تھا میری کلینک چل نہیں سکی حالانکہ تین سال تک پابندی کے ساتھ میں نے کلینک کی، میرے ایک رشتہ دار نے مجھے مشورہ دیا کہ کاندھلہ کے پاس ایلم گاؤں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے تم وہاں کلینک کرلو، اپنی دوکان دینے کی بھی پیش کش کی، میں نے اپنے والد صاحب سے مشورہ کیا، ان کی رائے ہوگئی اور میں نے وہاں کلینک کرلی، ایک سال تک وہاں بھی پابندی سے بیٹھنے کے بعد میری کلینک نہیں چلی ایلم گاؤں میں ان دنوں سنسر پال عرف فوجی کا آتنک (دہشت) پھیلا ہوا تھا چاروں طرف فوجی کے گینگ کی دہشت تھی خود ایلم گاؤں چھاؤنی بنا ہوا تھا پی، اے، سی لگی ہوئی تھی، مگر روز معلوم ہوتا تھا کہ فوجی آیا اس کو ماردیا اور کسی کو گولیوں سے بھون دیا، ملک کے اکثر اخباروں میں فوجی کی خبریں آتی تھیں پولیس نے اس کو زندہ یا مردہ لانے پر دو لاکھ روپے انعام طے کیا تھا میری بھی اس سے دور کی رشتہ داری تھی کلینک سے مایوس ہو کر مجھے بھی اس کے ساتھ رہنے کی سوجھی، کسی طرح میری ان سے ملاقات ہوگئی فوجی قاتل اور ڈاکو کی صورت میں میں نے ان کے اندر ایک بڑے انسان کو دیکھا پہلی ملاقات نے مجھے ان کا گرویدہ بنا دیا اور میں نے ان کے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرلیا۔

سوال: آپ ایک شریف گھرانے کے فرد تھے آپ نے ایک دم ایسا فیصلہ کیسے کرلیا ان

کے اندر کیا خوبی دیکھی کہ اس قدر گرویدہ ہو گئے؟

جواب: ان کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے آپ کو ان کی داستان سنی پڑے گی، اصل میں وہ بہت شریف گھرانے کے ایک سجیلے نوجوان تھے ایسی وجاہت کے نوجوان کہ جہاں سے وہ گزرتے آدمی ان کو دیکھنے کے لئے مجبور ہو جاتا، ان کو فوج میں ملازمت مل گئی وہ بہت جذباتی اور مضبوط عزم کے آدمی تھے، وہ جس افسر کے ماتحت تھے اس کے بارے میں انہوں نے سنا کہ اس نے رشوت لے کر دشمن جاسوسوں کو راز دیئے ہیں وہ تحقیق میں لگ گئے اور بات سچ ہونے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا کہ ایسے غدار کو جینے کا حق نہیں، مجھے اس کو مارنا ہے، انہوں نے اپنے ارادہ کو پورا کیا اور اپنے افسر کو گولی مار کر فوج سے بھاگ آئے اپنے گھر وہ نہیں جا سکتے تھے اس لئے جنگلوں میں در بدر پھرتے تھے پولیس ان کی تلاش میں تھی اس دوران وہ بڈھانہ میں ایک قاری صاحب کے یہاں کبھی کبھی رات گزارا کرتے تھے قاری صاحب کو وہ اپنا ساؤ (محسن) سمجھتے تھے قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ مقدمہ فوجی عدالت میں گیا اور عدالت نے ان کو بری کر دیا اسی دوران بابری مسجد کی شہادت کا معاملہ ملک میں گرم ہوا، ان کے گاؤں میں کچھ مسلمان رہتے تھے ایک روز فوجی کے پاس آئے اور کہنے لگے بھائی فوجی ہمیں معاف کر دو ہم گاؤں چھوڑ کر جا رہے ہیں، فوجی نے وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ پردھان جی کے گھر والے مسجد ڈھانے کو کہہ رہے ہیں اور جب ہماری مسجد ہی نہ رہے گی تو ہمارا اس گاؤں میں رہنا بے کار ہے، فوجی نے جواب دیا جب تک میں زندہ ہوں تمہاری مسجد کو کوئی نہیں گرا سکتا تم آرام سے گاؤں میں رہو ان لوگوں نے پردھان سے کہہ دیا کہ فوجی نے کہا ہے میرے رہتے ہوئے کوئی مسجد نہیں گرا سکتا، موجودہ پردھان سے فوجی کے خاندان کی چلتی تھی پردھان نے کہا ایسے فوجی سیکڑوں بھی ہوں گے پھر بھی ہمیں ۶ ردسمبر کو مسجد ڈھانے سے کوئی روک نہیں سکتا، یہ لوگ

بھی بے وقوف تھے انہوں نے آ کر فوجی سے یہ بات بھی کہہ دی، اس نے رائفل اٹھائی پردھان اس کے ایک بیٹے اور ایک بھتیجے کو گولی ماری اور مسجد کے سامنے گھسیٹ کر لا کر ڈال دیا اور مسلمانوں سے بولا یہی تھے تمہاری مسجد کو ڈھانے والے اب تو تمہیں کوئی ڈر نہیں؟ اب تم آرام سے رہو اس خاندان کے بچے ہوئے لوگوں نے کسی گینگ سے تعلق قائم کیا اور فوجی کے گھرانے پر رات کو ڈاکہ ڈلوا دیا سامان لوٹنے کے علاوہ عورتوں کی بے عزتی کی فوجی کے بھابی اور چچی کی عزت لوٹ کر ان کو مارا اور ان کی چھاتیاں کاٹ ڈالیں فوجی گھر نہیں تھے ان کو معلوم ہوا بھابی اور چچی کی لاش دیکھ کر ان کا حال خراب ہو گیا انہوں نے ان لاشوں کی سوگندھ (قسم) کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا ان کے گھر والوں کا روزانہ ایک آدمی ماروں گا پھر گینگ بنایا اور روزانہ ایک آدمی قتل کیا شاید ۱۶۵ ر لوگوں کو قتل کیا پورے صوبہ کی پولیس پریشان تھی مگر فوجی پر قبضہ کرنا مشکل تھا، مگر وہ عجیب ڈاکو تھے ڈاکہ ڈالتے تھے لوگوں سے مہینے وصول کرتے تھے مگر اس میں سے نہ خود پیسہ استعمال کرتے تھے نہ ساتھیوں کو کھانے دیتے تھے غریبوں کی مدد کرتے تھے اور بیواؤں اور یتیموں کی شادیاں کراتے، عجیب بات یہ ہے کہ غریب لوگ اکثر مسلمان تھے اس لئے زیادہ تر وہ مسلمانوں کی مدد کرتے تھے، اسی دوران اللہ کی رحمت کو جوش آیا بڈھانہ میں قاری صاحب کے حجرہ میں وہ رکے ہوئے تھے مولانا کلیم صاحب ہریانہ کے ایک سفر سے صبح صبح واپس ہو رہے تھے ان کو قاری صاحب سے کچھ کام تھا وہ مسجد میں آ گئے قاری صاحب بہت خوش ہوئے ان کو دیکھ کر فوجی کو ذرا تکلف ہوا مگر قاری صاحب نے کہا کہ میں آپ کا کون ہوں؟ انہوں نے کہا آپ میرے ساؤ (محسن) ہیں، قاری صاحب نے کہا یہ میرے ساؤ ہیں مجھے آپ کو ان سے ملانا تھا مولانا صاحب سے وہ ان کا تعارف بڑوت سے بڈھانہ تک کے ایک سفر کے دوران کرا چکے تھے، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ مسجد کی حفاظت کے سلسلہ میں ڈاکو بننے کی

حالت نے ان کو بہت متاثر کیا اور وہ بڈھانہ تک فوجی کے ہدایت کے لئے دعائیں مانگتے رہے کہ یا اللہ آپ کے گھر کی حفاظت نے اس کو یہاں تک پہنچا دیا اس لئے اس کو ہدایت ضرور دے دیجئے، مولانا صاحب بھی ان سے ملنے کے مشتاق تھے مل کر خوش ہوئے، مولانا نے فوجی سے کہا: پورے علاقہ میں یہ قتل عام تم نے کیوں پھیلا رکھا ہے، فوجی نے کہا میں نے سوچا ہے موت تو میری قریب ہے تھوڑا سا نام ہی کر جاؤں، مولانا صاحب نے کہا موت کو قریب سمجھتے ہو تو وہاں کی کچھ تیاری بھی کر رکھی ہے؟ یہاں کی پولیس اور عدالت سے تو بچ سکتے ہو وہاں کی عدالت سے بچنا ممکن نہیں، فوجی نے کہا موت کے بعد کس نے دیکھا؟ مولانا صاحب نے کہا جس نے دیکھا ہے اس نے بتایا ہے، وہاں کا مسئلہ بڑا نازک ہے وہاں کی تیاری کی فکر کرو، فوجی نے کہا کہ لارے کی بات تو میں سمجھتا نہیں جب میرے ساؤ کے ساؤ ہو تو بتاؤ آپ کیا چاہتے ہو؟ مولانا صاحب نے فرمایا کہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ، فوجی نے فوراً کہا پڑھاؤ، آپ کے ابی بتایا کرتے ہیں، میں نے سوچا کہ مذاق میں کہہ رہا ہے وہ اس وقت تک اس کے عزم سے واقف نہیں تھے مگر انہوں نے اس کو کلمہ پڑھایا اس نے کلمہ پڑھا اور بولا جی میں مسلمان بن گیا اب موت کے بعد میرے لئے سزا ختم ہوگئی؟ مولانا صاحب نے کہا ہاں انشاء اللہ دن نکل رہا تھا اس نے اپنے ہتھیار اٹھائے اور چلنے لگا، مولانا صاحب نے پوچھا کہاں جانا ہے؟ فوجی نے بتایا ہمارے مخالف ایک مخبر نے ہمارے ایک ساتھی کی غلط مخبری کر کے پولیس سے ہاتھ پاؤں تڑوا دیئے ہیں، آج حسین پور کے ایک باغ میں اس کا کام کرنا ہے، مولانا صاحب نے کہا اب اس کا کوئی مطلب نہیں، اب تم کسی کا قتل نہیں کر سکتے، فوجی نے کہا آپ نے یہ تو نہیں کہا تھا مولانا صاحب نے کہا کلمہ میں پہلا لفظ لا پڑھایا تھا جس کے معنی ہیں نا، یعنی اللہ کی ہر نافرمانی قتل، ظلم، کفر اور ہر برائی یہ نا ہے، فوجی نے کہا یہ ہتھیار تو بھینٹ مانگتے ہیں مولانا

صاحب نے کہا اگر بھینٹ مانگتے ہیں تو آج مجھے قتل کردو کل قاری صاحب کو قتل کر دینا،
فوجی صاحب نے کہا کہ میں کوئی باؤلا ہوں؟ مولانا صاحب نے کہا اس طرح تم روز قتل
کرتے ہو تو کیا تم راؤلے (عقلمند) ہو؟ فوجی نے کہا اچھا تو نا ہے؟ مولانا صاحب نے کہا
بالکل نا ہے، فوجی نے کہا اگر نا ہے تو پھر آج کے بعد فوجی قتل اور ڈاکا کچھ بھی نہیں کرے گا۔

فوجی وہاں سے چلا گیا اس نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اس میں ۹ر غیر مسلم
تھے اور ۳۱ر مسلمان تھے اس کو نہ جانے کیوں ۴۰ر کی گنتی کا کچھ اعتقاد تھا اپنے مسلمان
ہونے کی خبر دی اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھ پر جان سے کھیلنے والے سارے ساتھی
مسلمان ہو جائیں دوسرے روز فوجی کو گرفتار کر لیا گیا دیش کے سارے بڑے اخباروں
نے فوجی کی گرفتاری کو سرخیوں میں چھاپا تہاڑ جیل میں انہوں نے تین مہینے گزارے یوپی
پولیس نے معذرت کر دی تھی کہ فوجی چار بار جیل سے فرار ہو چکا ہے اگر اب فرار ہوا تو ہم
اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

سوال: اپنے اسلام قبول کرنے کی بات تو آپ نے بتائی نہیں؟

جواب: جیل میں ان کے ایک بھائی ملائی کرنے گئے انہوں نے سگریٹ کے کاغذ پر ایک
خط مولانا صاحب کے نام لکھ کر میرے پاس بھیجا اور پیغام بھیجا کہ ڈاکٹر راجکمار سے کہنا اگر
فوجی سے محبت ہے تو پھلت جا کر مولانا صاحب کے پاس کلمہ پڑھ لے اور جماعت میں
چلا جائے اور میرا یہ خط مولانا صاحب کو دے دے اور میرا اسلام سو بار کہے، وہ مجھ سے بہت
محبت کرتے تھے میں وہ خط لے کر پھلت آیا ۳ر اپریل ۹۳ء کو ۱۲ر بجے کے قریب میں
پھلت پہنچا مولانا کو وہ خط دیا وہ خط ارمغان میں چھپا ہے آج تک اس کا فوٹو میرے پرس
میں رکھا رہتا ہے، یہ ہے (خط نکالتے ہوئے) خط کا مضمون یہ ہے۔

پر یہ مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو تو سویم آتما سے پتا لگ گیا ہوگا تہاڑ جیل میں ہوں موت کے منھ میں ہوں، جیل کی اس تنگ زندگی میں ایمان کے بعد بادشاہت کا مزہ آرہا ہے دو اَنتم (آخری) اچھائیں ہیں ایک یہ کہ میرے سب ساتھی جو میرے ساتھ سدا جان سے کھیلتے رہے کلمہ پڑھ لیں اور مسلمان ہو جائے اور دوسری یہ کہ آپ ایک بار مل لیں ایمان سلامت ہے، آپ کے احسان کا بدلہ اپنی کھال کی جوتیاں بنا کر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

والسلام

آپ کا سیوک سنسر پال فوجی

مولانا صاحب نے مجھے کلمہ پڑھایا، کھانا کھلایا، میرا نام محمد اسعد رکھا تھوڑی دیر باتیں کیں مجھے وضو کرا کے مدرسے لے گئے ظہر کی نماز میں نے ساتھ پڑھی، مدرسہ کے بچے مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے تھے، کیوں کہ میں نماز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا مجھے نماز آتی نہیں تھی، میں نے دس ہزار روپے مولانا صاحب کو دیئے کہ مجھے جماعت میں جانے کے لئے کہا ہے میں اپنے ان پیسوں سے یہ کام نہیں کرنا چاہتا آپ یہ پیسے لے کر مجھے اپنے پاس سے خرچ دے دیجئے مولانا صاحب نے کہا یہ پیسے تو ہم بھی نہیں لے سکتے مگر آپ کے خرچ کا انتظام کر دیتے ہیں انہوں نے مجھے خرچ دیا چار مہینے کے لئے جماعت میں جانا تھا جماعت میں مجھے بڑے اچھے امیر ملے وہ بارہ بنکی کے ایک ٹیچر تھے انہوں نے کہا جماعت میں اپنی جان اور اپنا مال لگانا چاہیے، اس لئے صرف ایک چلہ لگا کر میں نے اپنا کام کرنے کا پروگرام بنایا اور کما کر اپنے مال سے باقی دو چلے لگانے کا ارادہ کیا لوٹ کر پھلت آیا مولانا صاحب پہلے تو وقت سے پہلے واپس آیا ہوا دیکھ کر پریشان ہوئے مگر

جب وہ وجہ معلوم ہوئی تو بہت خوش ہوئے مظفر نگر میں میں نے کلینک شروع کی جو شروع میں نہ چل سکی ایک سال میں تین جگہیں بدلیں، مگر ایک سال کے بعد مولانا صاحب نے استغفار کی تسبیح بتائی اور روزانہ صدقہ کرنے کو کہا اللہ کا شکر ہے کام اچھا چل گیا اس کلینک سے میں نے اپنا گھر بنایا اور اب حال بہت اچھا ہے۔

سوال: فوجی صاحب کا کیا ہوا؟

جواب: مولانا صاحب بتایا کرتے تھے اس خط کو پڑھنے کے بعد ان کو تہاڑ جیل میں جا کر فوجی سے ملنے کی بڑی تڑپ ہوئی اور کچھ روز میں وہاں جانے کا ایک بہانہ مل گیا مگر جس روز وہاں جانا تھا ہندوستان ٹائمز میں یہ خبر چھپی کہ سنسر پال نے خودکشی کر لی مولانا صاحب کہتے تھے کہ مجھے اس خبر سے حد درجہ صدمہ ہوا، پورے اعصاب پر اس کا اثر ہوا انہوں نے اپنے شیخ کو اس المناک واقعہ کی اطلاع دی، مولانا صاحب بتاتے ہیں کہ حضرت مولانا علی میاں صاحب کو سناتے ہوئے میری ہچکیاں بندھ گئیں حضرت مرحوم نے مولانا صاحب کو بہت تسلی دی اور اطمینان دلایا کہ ہمیں امید ہے کہ اس شخص نے خودکشی نہیں کی ہوگی اور اگر ایک فی صد اس نے خودکشی کی ہوگی تو ابھی اس کا مکلف نہیں تھا انشاء اللہ اس کا خاتمہ بخیر ہوگا بعد میں وہاں کے ایک مسلمان افسر جو اس وقت جیل کے ذمہ دار تھے انہوں نے مولانا کو بتایا کہ اس سے قبل فوجی صاحب جیل سے چار بار فرار ہو چکے تھے اس لئے یوپی پولیس نے آئندہ کے لئے معذرت کر دی تھی اس لئے تہاڑ جیل سے لے گئے تھے اور شاید الیکٹرک شاک سے ان کو مار دیا گیا اور بعد میں خودکشی کی خبر پھیلا دی گئی، اس افسر نے بہت افسوس کا اظہار کیا کہ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہو جاتا تو میں ضرور کچھ کرتا، اللہ کا شکر ہے کہ فوجی صاحب کی خواہش کافی حد تک پوری ہوئی ۳۱ رغیر مسلم ساتھیوں میں سے ۲۳ر الحمد للہ مسلمان ہیں ان میں سے ۵، ۶ رتو ایسے ہیں کہ عام لوگ اور خود ہم ان سے دعا کو کہتے

ہیں ان میں سے ہرایک کی زندگی کا حال ایسا ہے کہ ان پر کتابیں چھپیں عجیب اللہ کی شان ہے کہ کس راستے سے رحمت کی ہوا چلائی۔

سوال: آپ کی شادی ہوگئی تھی آپ کے خاندان کا کیا حال ہے؟

جواب: ہاں میری شادی ہوگئی تھی میری بیوی میرے ساتھ ہر حال میں جس طرح رہی وہ مثالی بات ہے اس نے میرے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک لمحہ میری مخالفت نہیں کی میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ مالک نے مجھے آپ کے ساتھ باندھا ہے میں بھارت کی ایک پتی ہوں آپ کے ساتھ خوشی سے ستی ہونے کو تیار ہوں جماعت سے آنے کے بعد جب میں نے اس کو اسلام کے بارے میں سمجھانا شروع کیا تو وہ بہت خوش ہوئی۔

الحمدللہ میرے تین بچے ہیں بڑے بیٹے کا نام ابوبکر ہے چھوٹے کا محمد عمر ہے لڑکی کا نام میں نے فاطمہ رکھا ہے، بڑا بیٹا حفظ کر رہا ہے چھوٹا بچہ تیسری کلاس میں پڑھ رہا ہے فاطمہ بھی اب مدرسہ جانے لگی ہے میرا ارادہ ہے کہ ان سب کو اور اللہ جتنی اولاد دے گا سب کو عالم، حافظ اور دین کا داعی بنانے کی کوشش کروں گا گھر والوں نے شروع میں مخالفت کی اور کچھ روز ناراضگی رہی مگر میں نے تعلق رکھا اور والدین کی خدمت کرتا رہا، ہر ماہ ان کے پاس کچھ نہ کچھ لے کر جاتا ہوں اب وہ خوش ہیں اور اسلام کے بھی قریب ہو رہے ہیں، میرا خیال ہے کہ اللہ نے خدمت کی بڑی تاثیر رکھی ہے خدمت سے پتھر دل موم ہو جاتے ہیں، اسلام سے پہلے ہم نے والدین کی خدمت نہیں کی مگر اب میں اور میری بیوی جب بھی گھر جاتے ہیں، بہت خدمت کرتے ہیں اب وہ سارے بہن بھائیوں میں ہم سے ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

سوال: مسلمانوں کے لئے کچھ خاص پیغام آپ دینا چاہیں گے؟

جواب: اس کے لئے بڑا لمبا وقت چاہئے میرا خیال ہے کہ ہم مسلمانوں کا باہر کا کوئی دشمن

نہیں ہے اسلام سے دوری ہماری سب سے بڑی دشمن ہے بلکہ اسلام سے دور رہ کر ہم ساری انسانیت سے دشمنی کر رہے ہیں، اس لئے کہ ایمان واسلام ان کی سب سے بڑی ضرورت ہے وہ خود مسلمانوں کو اسلام سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو دیکھ کر اسلام کے نام سے گھبراتے ہیں، اپنی سب سے بڑی ضرورت اور اپنی نجات کے راستے سے وہ ہماری وجہ سے دور ہیں میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے لئے نہیں تو ساری انسانیت پر رحم کھا کر ان کو اسلام کا تعارف کرانے کے لئے کم از کم ظاہری طور پر مسلمان بن جانا چاہیے، خدا کے لئے اس دردناک پہلو کی طرف توجہ کریں۔

سوال : واقعی اس سلسلے میں ایک مستقل نشست چاہئے، انشاء اللہ اگلی بار اس سلسلے میں باتیں کریں گے، شکریہ جزاک اللہ

جواب : انشاء اللہ ضرور، میرے لئے یہ بڑا دردناک موزوں ہے جس کا ہم سے زیادہ دعوت کا کام کرنے والے مسلمانوں کو تجربہ ہے، میرے اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس نے اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی، احمد بھائی آپ بھی ذرا بادی اور کریم مالک کی کرم فرمائی اور قدرت دیکھئے کہ ڈاکا کے اندھیرے راستے سے اسلام کی روشنی کی طرف مجھ گندے کو نکال لائے، روتے ہوئے، میں اپنے اللہ کے قربان جاؤں، صدقہ جاؤں اس کی رحمت کے۔

مستفاد از ماہنامہ ارمغان، اکتوبر ۲۰۰۴ء

ماہنامہ ارمغان کا مختصر تعارف

ماہنامہ ''ارمغان'' جمعیت شاہ ولی اللہ پھلت ضلع مظفر نگر یوپی کا ترجمان ہے جو داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی (جن کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے) کی زیر سرپرستی اور مولانا وصی سلیمان صاحب ندوی کی ادارت میں نکلتا ہے ماہنامہ ارمغان گزشتہ انیس (۱۹) سالوں سے پابندیٔ وقت کے ساتھ مسلسل شائع ہورہا ہے اور اس کی تعداد اشاعت میں برابر اضافہ ہوتا جارہا ہے، ماہنامہ ارمغان اپنے مضامین کی افادیت اور دعوتی فکر کی وجہ سے واقعی ساری انسانیت کے لئے ایک ارمغان (تحفہ) ہی ہے اس میں ہر ماہ ایک خوش قسمت مہاجر بھائی یا بہن کی سرگزشت انٹرویو کی شکل میں شائع ہوتی ہے جو بڑی چشم کشا، دلچسپ اور دعوت کے کام پر ابھارنے والی ہوتی ہے انٹرویوز ملک و بیرون ملک بہت پسند کئے جاتے ہے ان کے مختلف زبانوں میں ترجمے بھی ہورہے ہیں، رسالہ میں داعی اسلام حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب مدظلہ العالی کے ارشادات، افادات، خطبات شامل اشاعت ہوتے ہیں خصوصاً رسالہ کا ''آخری صفحہ'' تو رسالہ کی جان ہوتا ہے، ماہنامہ ارمغان کا سالانہ زرتعاون ۱۲۰/روپئے ہے جو رسالہ کی اہمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم ہے اس کی توسیع اشاعت میں کوشش کرنا اس عظیم دعوتی مشن میں اپنا حصہ لگانا ہے اس لئے پرخلوص گزارش ہے کہ خود بھی اس کے ممبر بنئے اور دوسروں کو بھی بنائیے۔

الداعی الی الخیر
بندہ محمد روشن شاہ قاسمی
مہتمم دارالعلوم سونوری
۲۳ شعبان ۱۴۳۲ھ م ۲۱ جولائی ۲۰۱۱ء

ارمغان جاری کرنے کے لئے پتہ

دفتر ارمغان پھلت ضلع مظفر نگر
Phulat, Dist Muzaffar Nagar
251201 (U.P.) INDIA
Mob: +91-9359350312
9368512753, 9412411876
e-mail: arm313@gmail.com
armuganphulat@yahoo.com
website: www.armughan.in
زرسالانہ: -/120 روپئے